U23226

Title - KULLIYAAT NAZEER AKBARABADI

Creator - Nazeer Akbarabadi

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow)

Date - 1922

Pages - 428.

Subject - Urdu Shayari - Dawaween-o-Kulliyaat.

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ سنہ ۱۹۲۲ء ۔ ۲۶ جزو
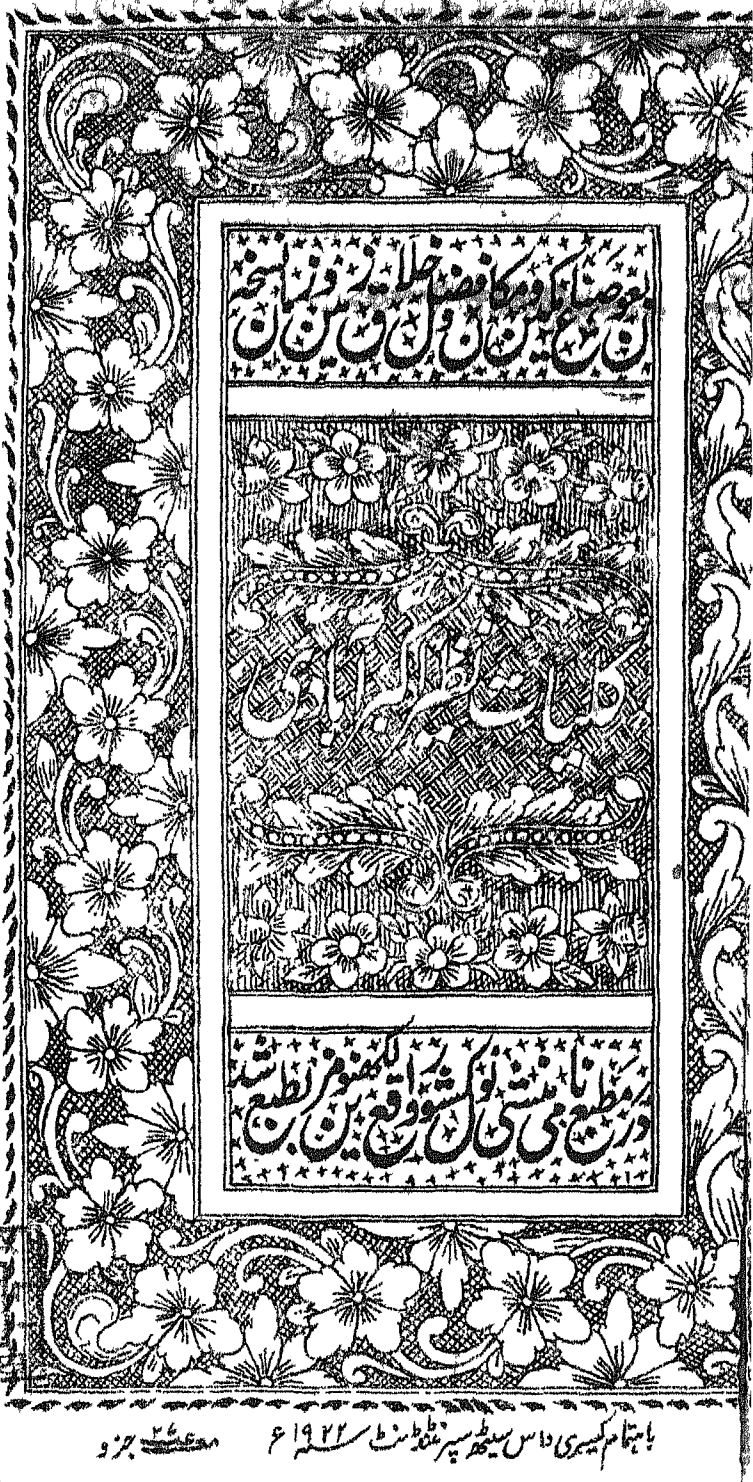
التماس

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ وملاخطہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کلیات ودواوین اردو وکلیات ودواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجود کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہوئے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات ودواوین		زبان ریختہ۔	۶
انتخاب کلیات ظفر۔	۸/	قطعۂ منتخب۔	۳
کلیات مومن۔	۱۳/	کلیات صنعت۔	۲
دیوان ناسخ۔	عہر	دیوان شاہ تراب۔ عارفانہ کلام	
کلیات آتش۔	۱۲/	لاجواب۔	۵
کلیات نعتیہ مجید۔	عہ/ ۴	زندگانی بے نظیر یعنی سوانح عمری	
کلیات امیر اللہ تسلیم۔	عہ/	میان نظیر۔	
کلیات میر تقی۔ میر۔	۱عہ/	دیوان وقار۔	
کلیات سودا۔	۱عہ/	بہارستان اشعار۔	
کلیات انشاء اللہ خان	عہ/ ۴	کلیات نظیر اکبرآبادی کلان از	
شاہد عشرت۔	۹ پائی	عبد الغفور شہباز۔	
سخن شعرا۔	عہ/ ۶	کلیات صفدر۔	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست کلیات نظیر

بعون صانع ممکنات و فضل خلاق زمین و زمان

کلیات نظیر اکبرآبادی

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ طبع شد

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
۱۹۲۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے تو حمد خالقِ ارض و سما لکھوں | بعد اسکے پھر میں نعت شہِ انبیا لکھوں
گر عمر بھر میں اسکو لکھوں تو بھی کیا لکھوں | بے انتہا ہے وہ تو غرض تا کجا لکھوں
لازم ہوا اسمیں طبع کو عجز انتہا لکھوں | کچھ وصف حسن کا لکھوں کچھ عشق کا لکھوں
کچھ تازہ کچھ نیاز بہ فکر رسا لکھوں | ہے جی میں لیلی مجنوں کا کچھ ماجرا لکھوں

سچ پوچھیے تو دونوں عجب کام کر گئے
معشوقی عاشقی میں غرض نام کر گئے

پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پدر کے گھر | ماں باپ کو ہوئی تھی خوشی سب سے بیشتر
کنبے کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آنکر | اک دھوم مچ رہی تھی خوشی کی ادھر ادھر
چومے تھا باپ قیس کے ہر لحظہ چشم و سر | رکھتے تھے ہاتھوں چھاؤں اُسے گرچہ بے خطر
ماں بھی لیے پھرے تھی اُسے اپنے دوش پر | فرزند کی خوشی میں لٹاتی تھی سیم و زر

لیکن وہ ماں کی گود میں آکر نہ سوتا تھا
ہر وقت شور کرتا تھا ہر لحظہ روتا تھا

ماں اور تھپک تھپک کے سُلاتی تھی کر کے پیار　　پھرتا تھا باپ فال دکھاتا بچشمِ زار
تعویذ ڈالتا تھا گلے بیچ بے شمار　　لیکن اُسے قرار نہ آتا تھا زینہار
رہتا تھا اک فقیر کوئی واں بزرگوار　　جس دم وہ حال اُسپہ کیا جا کے آشکار
سنتے ہی اُسنے آہ کی اور ہوکے اشکبار　　مجنون کے باپ سے یہ کہا اُس گھڑی پکار

دکھ پانے والے لڑکے جو دنیا میں آتے ہین
لچھّن سب اُنکے پہلے ہی پہچانے جاتے ہین

لڑکا تمہارا عاشقِ سرشار ہووےگا　　محفل مین عاشقون کی نمودار ہووےگا
زلفون مین نازنین کے گرفتار ہووےگا　　چشمِ کرشمہ ساز کا بیمار ہووےگا
ناز و ادا کا دل سے خریدار ہووےگا　　دیدارِ خوبرو کا طلبگار ہووے گا
رمزون سے عاشقی کے خبردار ہووےگا　　رسوائے شہر کوچہ و بازار ہووےگا

تدبیر پر نہ رونے کی اسکے کیا کرو
تم گلرخون کی گود مین اسکو دیا کرو

مجنون کا باپ سنتے ہی گھر کی طرف پھرا　　آیا تو گلرخون کی اُسے گود مین دیا
جب اُن پری رخون نے اُسے پال کیا　　تھا وہ جو رونا دھونا سو موقوف ہو گیا
ماں باپ کا دل اُسکے تئین دیکھ خوش ہوا　　بارے اسیطرح سے ہوا جب وہ کچھ بڑا
مکتب مین اُسکے باپ نے لاکر بٹھا دیا　　اک قاعدہ بھی سامنے اُس طفل کے رکھا

مکتب کو دیکھ قیس نے ہوش اپنا کھو دیا　　دیکھا جو قاعدے کو تو پارہ و توڑ دیا

استاد اپنے بیٹھے کہ پوچھیں وہ عشق کو ۔ رو دے سخن میں اُنکے سے عاشقی کی بو
جو کچھ پڑھے تو یوں کہیں غم کے گھر پڑو ۔ تختی لکھے تو بولیں اسے آنسوؤں سے دھو
معنی جو پوچھے تو کہیں صبر و قرار کھو ۔ تقریر پوچھے تو یہ کہیں اُسکے روبرو
دل دیکے خوبرو کی محبت میں خوب رو ۔ باعث جو عشق کے تھے وہ حاضر تھے دوبدو

چاہت کی پاکبازی کا ہر دم رواج تھا
لڑکا بھی ابتدا ہی سے عاشق مزاج تھا

اسکے سوا اور یہ جادو بھرا کنار ۔ لڑکی جو اُسمیں بیٹھی سو ایسی وہ گلعذار
صورت کو جسکی دیکھ کے بلبل ہو بیقرار ۔ اندر تو تاتلونکا وہ مجمع ستم شعار
باہر پڑے تڑپتے تھے مشتاق دلفگار ۔ اُنکے سوا یہ اور قیامت تھی آشکار
جو اُنمیں لڑکیاں بھی کئی تھیں حیا نگار ۔ جادو پہ جادو جب یہ ہوا آنکھ دوچار

دیوانگی کے پڑھنے کا دیوان ہو گیا
مکتب وہ اُسکے حق میں بیستان ہو گیا

حسن و ادا کا ناز کا دیکھا جو التیام ۔ اُن لڑکیوں میں ایک جو لڑکی تھی خوشخرام
تھی شرمگیں وہ نازنیں لیلی تھا اُسکا نام ۔ زلف اُس صنم کی ہوگئی مجنوں کے دل کی دام
بن دام اُسنے کر لیا مجنوں کے تئیں غلام ۔ اُسکے بھی دل میں اُلفت مجنوں کا اژدہام
ایسا ہوا کہ کڑھنے لگا جی میں صبح و شام ۔ چاہت کی مے کے پی گئے آپس میں بھر کے جام

تقدیر سے جو چاہ کا روشن قلم ہوا
دونوں دلوں پہ حرف محبت رقم ہوا

یہ چاہتا تھا اُسکو اُسے وہ لُبھاتی تھی ۔ چاہت جو یہ جتاتا تھا وہ بھی جتاتی تھی

تنگ نگہ سے نہ ہر گز لڑاتی تھی
پر نیچی نیچی نظروں سے کچھ مسکراتی تھی
ظاہر میں تو ہر اک سے وہ حیا جتاتی تھی
لیکن وہ دل ہی دل میں محبت بڑھاتی تھی
مکتب سے جب وہ نازنین ٹک گھر کو جاتی تھی
مجنوں کے دل پہ تب تو قیامت ہی آتی تھی

ہوتا ہجوم جی میں جو تھا اضطراب کا
اک اک ورق بکھرتا تھا دل کی کتاب کا

تختی کو لے کے جب وہ قلم کو اٹھاتا تھا
مشق الف میں آہ کی تڑپیں دکھاتا تھا
بے کی کشش میں طول الم کش کو جتاتا تھا
نقطے کی جائے قطرۂ آنسو بہاتا تھا
لکھنے میں میم کے جو قلم کو ہلاتا تھا
نقش دہن صنم کا اُسے یاد آتا تھا
جس وقت عین لکھنے میں دلکو لگاتا تھا
دیکھ اسکو چشم یار تصور میں لاتا تھا

تختی وہ کیا تھی دفتر رنج و ملال تھا
لکھنے کی بات پوچھو تو اُسکا یہ حال تھا

جاتی تھی جب وہ گھر میں تو اسکا یہی تھا حال
مکتب میں جلد جائیگا تھا دمبدم خیال
ہوتی تھیں چپکے روتے آنکھیں جب اُسکی لال
جو پوچھتا تھا اُس سے کوئی موجب ملال
کہتی تھی آنکھ میں جو پلک کا گیا ہے بال
ہوتا ہے اس سبب مرے اشکوں کا اتصال
مجنوں سے ملنے کا جو اُسے شوق تھا کمال
اکرم کے دور رہنے میں ہوتا تھا جی نڈھال

جاتی تھی جلد پھر اُسی عنوان آتی تھی
مجنوں کے تن میں دیکھکے پھر جان آتی تھی

کتنے دنوں تو روز یہی ہمرہیاں رہیں
الفت کی تازہ تازہ تر اندازیاں رہیں
چاہت کی ہر کسی سے نہاں راز یاں رہیں
ہر گوشۂ نگاہ نظر بازیاں رہیں

نے افترا ہوا شد و ر اندازیان ہوئین
چھپ چھپ کے ہمدگر کی نظر بازیان ہوئین
شوق دروں کی آئینہ پردازیان ہوئین
یکتا دلی مین طبع کی انبازیان ہوئین

مکتب کے بیچ گل کی طرح سے کھلے رہے
ناز و نیاز کیا ہی کھلے اور ملے رہے

اُس گلبدن کے دل مین چھپا ہجر کا جو خار
مجنون کو تھا جو لیلی کے آنیکا انتظار
اب کوئی دم مین دیکھینگے پھر وصل کی بہار
آ گئے تو اتنی دیر نہ لگتی تھی زینہار
مکتب مین جاتی وہ جو کچھ ہوتا تھا اختیار
کہتا تھا آتی ہوگی وہ محبوب گلعذار
پھرتا کبھی یہ کہتا وہ گھبرا کے بیشمار
ہرگز نہ جی کو چین نہ خاطر کو تھا قرار

کثرت سے طبع پر جو چڑھی دل کی چاہ تھی
در کی طرف نگاہ تھی اور آہ آہ تھی

جب شام تک نہ آئی وہ مجنون کی مہ جبین
بیم پدر کبھی کبھی مادر سے ہمگین
بیکل تمام رات رہا خستہ و حزین
جو ہجر نے دکھائین جفائین وہ سب سہین
چھپ چھپ کے سب روتی رہی گھر مین نازنین
بیتابی جب تو ایسی ہوئی قیس کے تئین
اشکون سے آنکھین اُسکی بھرین صبح تک مین
کہتا رہا یہ دل سے کہ اے دل یہ ہے یقین

لیلی کا میرے پاس جو آنا نہ ہووے گا
تو میری زندگی کا ٹھکانا نہ ہووے گا

مجنون کے دل پہ جب یہ ستمگاریان ہوئین
ہر آن بیکسی کی وہ دلگاریان ہوئین
آشفتگی کی ننگ و ناموس کی تیاریان ہوئین
فرقت کے درد و غم کی گرفتاریان ہوئین
ہر دم ادھر ادھر کی دل آزاریان ہوئین
ناچار ان کی لحظہ لحظہ جفا کاریان ہوئین

جتنی کہ اُسکو ملنے کی دشواریان ہوئین
اُتنی ہی اس صنم کو بھی ناچاریان ہوئین

جیسا کہ اُسکے دل کے تئین رنج و تاب تھا
ویسا ہی نازنین کے تئین اضطراب تھا

کتنے دنون تو قیس رہا دل سنبھالتا
جو فکر وصل ہوتی ہے چاہت مین جابجا
لیلیٰ کا جب گذر ہوا ادھر مطلقاً ہوا
مان باپ سے بھی رہنے لگا ہر گھڑی خفا
ہر لحظہ رنج و درد سہا انتظار کا
اُس بیقرار نے بھی کیا سب پتا ٹھکا
پھر تو گھر اپنا بھی اُسے لگنے لگا برا
سمجھاتے تھے جو اُسکے تئین خویش و اقربا

آنکھون سے آنسو بہتے تھے اور لب خموش تھا
ہرگز کسی کی بات پہ رکھتا نہ گوش تھا

گھبرا کے تھا کبھی یہ سر بام بیٹھتا
کہیو مری طرف سے کہ اے شوخ دلربا
کیون مجھسے روٹھ بیٹھی ہے خاطر مین ہو خفا
لازم ہے ایک بار تو میرے کنے پھر آ
کہتا ہوا سے اسگھڑی لیلیٰ کے پاس جا
تیغ نگہ سے تو نے جو بسمل مجھے کیا
اے نازنین بتا ہوئی تقصیر مجھسے کیا
آکر کسی بہانے سے پھر منہ مجھے دکھا

پہرون تلک یہ حال ہوا کو سناتا تھا
باتین یہ اُس سے کہتا تھا اور روتا جاتا تھا

جاتا کبھی چمن مین تو ہوتا وہان یہ حال
گل بیٹھنے کا لیلیٰ کے تھا باندھتا خیال
نرگس سے چشم لیلیٰ کو دیتا کبھی مثال
ہر سرو کو سمجھ قد لیلیٰ سے خوش جمال
بلبل کو وصل گل مین جو تھا دیکھنا محال
رو رو کے آنکھین کرتا تھا گل کی طرح سے لال
سنبل سے یاد آتے تھے لیلیٰ کے اُسکو بال
ہر دم گلے لگاتا تھا بیتاب ہو کمال

دل سختی فراق سے جوں غنچہ تنگ تھا
گھر میں تو وہ طرح تھی چمن میں یہ رنگ تھا

چھٹی جو ملتی اور تو سب لڑکے لڑکیاں
ہنستے اچھلتے کودتے کر کر کے بازیاں
لیلیٰ کے آنسو ہوتے تھے رخسار پر رواں
کہتی تھی ہو جو رات کی جلدی سحر عیاں
تو جا کے دیکھوں مجنوں کو مکتب کے درمیاں
مجنوں بھی ہر بہانے سے تا شام اُسکے یاں
جاتا تھا دیکھنے اُسے رہ رہ کے درمیاں
جب ہوتی رات گھر میں پھر آتا تھا نیم جاں

لیلیٰ کی یاد دل کو جو ہر دم ستاتی تھی
آنکھوں میں نیند اُسکے سحر تک نہ آتی تھی

ہوتی تھی جب سحر تو وہ مکتب میں آتا تھا
لیلیٰ کو پہلے آنے سے اپنے وہ پاتا تھا
اُس غنچہ لب کے منہ سے جو منہ کو ملاتا تھا
گل کی طرح سے دل میں نہ پھولا سماتا تھا
ملنے کا اشتیاق ہر اک دم ستاتا تھا
دل کی طلب کو اپنی نگہ سے جتاتا تھا
جب حسرت شوق لیلیٰ کے لب پر آتا تھا
اُس نازنین کی چاہ پہ قرباں جاتا تھا

کہتا تھا میں غلام ترا بے تمیز ہوں
کہتی تھی ہنس کے وہ بھی میں تیری کنیز ہوں

پھر گھر میں اپنے جاتی جو محبوب دلربا
مجنوں جو کچھ صنم سے نشانی تھا مانگتا
دیتی وہ کچھ تو مجنوں سے کہتی تھی تو بھی لا
مجنوں بھی دیتا اسکو تو لے کر وہ مہ لقا
چوری تھی اُس نشانی کو سب سے چھپا چھپا
مجنوں بھی ہر گھڑی اُسے آنکھوں پہ رکھتا تھا
رہتے تمام رات اسی دھن میں مبتلا
آخر کو صبح جب اُٹھیں دیتی تھی منہ دکھا

مکتب میں پھر تو آنے کی تدبیر ہوتی تھی
دونوں کو وہ سحر شب عید ہوتی تھی

جبتک وہ خورد سال تھی چاہت نہاں رہی
سیانی ہوئی تو تاڑنے والوں پہ کچھ کھلی
لوگوں میں چرچے ہونے لگے اُسکے ہر گھڑی
چاہت کے گل کی بو نہ رہی آخرش چھپی
جانا کسی کسی نے ملامت کسی نے کی
پھر تو وہ پھیلی ایسی کہ پہونچی گلی گلی
کچھ بن سکا نہ جب تو ہوئی اُنکو بے بسی
چھٹپن کی تھی جو چاہ تو ہرگز نہ چھٹ سکی

آسان نہیں ہو رشتۂ اُلفت کو توڑنا
مشکل ہے بالے پن کی محبت کا چھوڑنا

پہونچی یہ بات خانۂ لیلیٰ میں جسگھڑی
ماں باپ کے دلوں میں پڑی غم کی گلجھڑی
لیلیٰ جب اُنکے روبرو آکر ہوئی کھڑی
دونوں کی طرح کثرتِ تنبیہہ پر اڑی
کچھ جھڑکیاں دیں باپ نے کچھ ماں ہوئی کڑی
ہیبت دکھائی اور تقید بھی کی بڑی
تدبیر اور اُسکے سوا کچھ نہ بن پڑی
مکتب سے اُسکو منع کیا مار کر چھڑی

مجبور کر دیا وہیں فرقت کے ساتھ سے
تختی کتاب چھین لی لیلیٰ کے ہاتھ سے

بے بس ہو گھر میں بیٹھ رہی جب تو وہ صنم
ہوش و حواس کر گئے خاطر سے اُسکی رم
مجنوں کی یاد صفحۂ دل پر جو تھی رقم
مجنوں ہی مجنوں کہتی تھی دل میں بدرد و غم
لیلیٰ کی یاد مجنوں پہ کرتی تھی یاں ستم
تختی کہیں پڑی تھی پڑے تھے کہیں قلم
لیلیٰ کی شکل پھرتی تھی آنکھوں میں ہر قسم
واں ایک پل قرار نہ یاں چین ایکدم

دونوں کی صحن دل میں جو بیتابی ہوتی تھی
واں مجنوں مجنوں ہوتا تھا یاں لیلیٰ لیلیٰ تھی

لاتا تھا باپ کھینچ کے اُسکو گھڑی گھڑی
چین اُسکے دل کو گھر میں نہوتا تھا اک ذری

ناچار اُسکے پانوٴن مین زنجیر ڈالدی
زنجیر کی صدا سے بھی دیوانگی بڑھی
تدبیر اور جنون کی جو ہوتی ہو وہ بھی کی
آخر گھر اپنا چھوڑ کے صحرا کی راہ لی
کہتا تھا باپ جا کے جو اُس سے کبھی کبھی
بیٹا مین تیرا باپ ہون مل مجھسے اک گھڑی
کہتا تھا رو کے میں تو تجھے جانتا نہین
لیلی سوا کسی کو مین پہچانتا نہین

آتا تھا دیکھنے کو جو لیلی کو وہ کبھی
تھا چومتا بہانے سے چوکھٹ جو گھر کی تھی
کھڑکی کو دیکھتا تھا کہ ہو بند یا کھلی
کرتا نگاہ تھا کبھی جالی پہ ہر گھڑی
لیلی کو اُسکے آنے سے ہوتی تھی آگہی
پھرتی اِدھر اُدھر تھی وہ حیلے کو ڈھونڈھتی
مادر پدر کے خوف سے تھی گرچہ بے بسی
تو بھی ہر ایک طرح سے وہ صورت دکھاتی تھی
کچھ کہنے پاتے کیونکہ حذر ہوش کھوتا تھا
باتونکے بدلے وان اسے رو دینا ہوتا تھا

جاتی تھی سیر باغ کو جسدم وہ دلربا
مجنونکے دیکھنے کا وہ رکھتی تھی مدعا
دیدار کے لیے وہ بہانہ تھا باغ کا
لڑکے جب آکے مجنون کو دیتے تھے یہ سنا
سنتے ہی دوڑتا تھا خوشی سے وہ مبتلا
لیلی بھی اُسکے سُنتی تھی جب شور کی صدا
محمل کے پردے کو وہین دیتی تھی پھر اٹھا
جلدی سے اُسکو دیتی تھی مُنہ اک نظر دکھا
دونون طرف سے شوق جو نشتر چبھوتا تھا
وان دیکھنا دکھانا اسی ڈھب سے ہوتا تھا

مجنون کا مدتون تلک ایسا ہی حال تھا
آیا کبھی تو ٹھہرنے اُسکو نہ وان دیا
گھر تک گیا بہانہ تو ٹک منھ کو تک لیا
ورنہ وہ اپنے پھر اُسی وادی مین جا پڑا

سر کی خبر نہ اپنی اُسے تھی نہ ہوش یا
لیلیٰ ہی لیلیٰ اُسکی زبان پر تھی جابجا
رہتا تھا رات دن غم فرقت میں دل پھنسا
ان کا بیان میں یارو کہوں اُسکے اور کیا

غالب جو اُسکے جی پہ وہ دیوانہ پن ہوا
لیلیٰ کی جو کمر تھی وہ اُس کا بدن ہوا

کہتا تھا وہ مدام مری دلدار لیلیٰ ہے
اس خستہ دل کی مونس و غمخوار لیلیٰ ہے
محفل میں دلبروں کی نمودار لیلیٰ ہے
خوبی و دلبری میں چمن زار لیلیٰ ہے
ناز و ادا کی گرمی بازار لیلیٰ ہے
خوبان نازنیں میں فسونکار لیلیٰ ہے
محبوب گلرخوں کی وفادار لیلیٰ ہے
مجنوں کی عاشقی کی سزاوار لیلیٰ ہے

لیلیٰ ہی کی ادا پہ مرا دل نثار ہے
لیلیٰ ہی کی نگہ مرے سینے سے پار ہے

ماں باپ نے جب اُسکی یہ کچھ دیکھی بیکلی
مشاطہ ایک خانۂ لیلیٰ میں بھیجدی
مادر پدر نے لیلیٰ کے بات اُس سے یہ کہی
لڑکے کی اُسکی تو ہی جنون سے لگن لگی
سنتے ہیں وہ تو رہتا ہے وحشی سا ہر گھڑی
مشاطہ جب یہ سُنکے ادھر سے ادھر پھری
اُسنے کہا تو یاں سے یہ کہہ بھیجا ہر گھڑی
سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں اُسکی دِوانگی

کچھ خوف مت کرو اُسے ہر دم پہ بھید لو
باور نہو تو اپنی تم آنکھوں سے دیکھ لو

کہکر یہ قیس کو وہ ارادہ جتا دیا
زرّین لباس اُسکے بدن میں پہنا دیا
زلفیں سنوار آنکھوں میں سرمہ لگا دیا
دستار زرفشاں کو بسر جگمگا دیا
پٹکا سنہرا اُسکی کمر میں بندھا دیا
بُرد یمین کو دوش کے اوپر اُڑھا دیا

رومال اک زری کا بھی ہاتھون مین لا دیا ۔۔۔ بوڑھے بڑھون کے ساتھ اُسے وان بٹھا دیا

جتنے بزرگ تھے اُسے سب لیکے وان گئے
ملکر جو بیٹھے یہ بھی خوش اور وہ بھی خوش ہوے

کہتے ہین قیس لڑکون مین صاحب جمال تھا ۔۔۔ پوشاک جب وہ پہنی تو حسن اور بھی بڑھا
وان جسنے دیکھا اُسکو بہت جی کو خوش لگا ۔۔۔ تھین بیبیان بھی دیکھتین غرفون سے جابجا
کہتی تھین یہ تو لڑکا نہایت ہی خوش ادا ۔۔۔ دیوانگی کا اُسکے عبث شور تھا مچا
بیٹھے تھے اُسکے پاس جو لیلی کے اقربا ۔۔۔ لڑکے کا حسن سب کی نگاہ مین تھا کھپا

سب دلمین اپنے تخم محبت کو بوتے تھے
اُلفت کی باتین کرتے تھے اور شاد ہوتے تھے

کہتے ہین ایک سگ کہین لیلی نے پالا تھا ۔۔۔ ناگاہ جب وہ قیس کو اُس جا نظر پڑا
مجنون نے سر کو پانون پہ اُس سگ کے رکھدیا ۔۔۔ کر پیار اُسکو اپنے گلے سے لگا لیا
رومال وہ زری کا اُسی کو اُڑھا دیا ۔۔۔ گودی مین اپنی پیار سے جلد ہی بٹھا لیا
ہاتھ اپنا اُسکے سر پہ کبھی پیٹھ پر رکھا ۔۔۔ بے اختیار ہوکے اُسے جب تو یہ کہا

تو جسکے پاس ہے مجھے اُس سے جدائی ہے
مدت مین تیری شکل نظر مجھکو آئی ہے

اُس سگ کو دیکھ قیس کا جب ہوگیا یہ حال ۔۔۔ جو ہاتھ پیار سے دیے گردن مین اُسکی ڈال
سبکے تئین یہ دیکھ کے حیرت ہوئی کمال ۔۔۔ تھے جیسے خوش وہ دیکھکے وان قیس کا جمال
ایسا ہی اُنکے دل کو ہوا رنج اور ملال ۔۔۔ آپسمین جب تو کرنے لگے سب یہ قیل و قال
جو ہوش مین ہو اُس سے تو یہ بات ہے محال ۔۔۔ ہوتی مگر ہے ایسی دیوانون کی چال ڈھال

یہ ڈھنگ قیس کے جو نمودار ہو گئے
جتنے گئے تھے ساتھ وہ ناچار ہو گئے

ماں باپ کے تھی دل کو ادھر لگ رہی خوشی
اتنے میں آئے پھر کے ادھر سے جو وہ سبھی
اور یوں کہا بہت ہمیں شرمندگی ہوئی
خاطر میں پھر تو قیس کے دیوانگی بڑھی
یعنی پسند ہو گئی انھیں طرز قیس کی
جو واردات گذری تھی اکثر وہ سب کہی
اس سے تو ہم نہ جاتے تو بہتر وہ بات تھی
شرم و حیا و صبر نے جب دل سے راہ لی

پھر تو ہمیشہ کوچۂ لیلیٰ میں جاتا تھا
بیٹھا بیاں جتاتا تھا اور غل مچاتا تھا

آخر یہ قیس کی ہوئی حالت پھر آشکار
گھر کو بھی اپنے چھوڑ دیا ہو کے بیقرار
واں سے بھی جب اٹھا دیا اسکو بحال زار
لڑکوں کا تھا ہجوم لگا ساتھ بے شمار
کر ڈالا اپنا غم سے گریباں تار تار
لیلیٰ کے در پہ آ پڑا ایں ہو کے بیقرار
گلیوں میں جب تو پھرنے لگا ہو کے دلفگار
آنکھیں بھی سرخ نالوں کے غل شور بار بار

کثرت میں عشق تھا جو صفت گلعذار کا
اک جوش تھا جنوں کے چمن کی بہار کا

لیلیٰ بھی اسکی چاہ میں بے اختیار تھی
ملنے کو اسکی آتی تھیں جب لڑکیاں کبھی
ہٹ کر میں وہ انکو سناتی تھی ہر گھڑی
آنکھوں میں اشک آہ بلب اور اداس جی
منہ کو لپیٹے رہتی تھی مسند پہ وہ پڑی
وہ غمزدہ کسی سے بھی ہرگز نہ بولتی
زنہار میرے پاس نہ آیا کرو کبھی
صحبت مجھے کسی کی نہیں لگتی ہے بھلی
مجنوں کے دیکھنے کی تمنا مدام تھی
لیتی سحر سے شام تلک اسکا نام تھی

اِس حد پہ چاہ پہونچی تھی دونو نکی داستان
گر اُسکے ایک پھانس لگی تن کے درمیان
ہوتی تھی اُسکی چشم ادھر جب گہر فشان
جو اُسکی شکل یان تھی وہی اسکی شکل وان
جو اُسپہ گذرا حال وہ اسپر ہوا عیان
اُسکے جگر سے اُٹھنے لگا نالہ و فغان
آنکھوں سے اشک اسکے بھی ہوتے تھے تب روان
اُلفت کا اُنکی آہ مین کیا کیا کرون بیان

چاہت کے گل کچھ ایسی طرح جی مین کھل گئے
جو دل بھی اُنکے مل گئے اور تن بھی مل گئے

سچ پوچھیے تو رکھتی ہی چاہت بھی کیا مزا
یکرنگ دوستی مین رہے دونون بر ملا
جو اُسکے پاہین پھرتے ہوے آبلہ پڑا
مجنون کے روئین روئین مین لیلی گئی سما
جب فرق کی نہ عاشق و معشوق مین ہوا
جو اُسپہ ہوگیا وہی اُسپر گذر گیا
گر بیٹھے اُس کے پانون مین کانٹا وہین چبھا
لیلی کے بند بند مین مجنون ہی بھر گیا

چاہت سے اُنسے کام بہت نیک ہو گئے
دونون مین کچھ دوئی نہ رہی ایک ہو گئے

اِسکی مثل مین کرتا ہون یار و جواب یان
یہ رمز عشق ہی اسے جانے ہین عاشقان
لیلی نے ایک دن کھلائی تھی فصد وان
حیرت ہوئی ہر ایک کو جب یہ ہوا عیان
پنہان نہین غرض ہی یہ مشہور در جہان
عشاق کے یہ دل پہ نہین مطلقاً نہان
واں وہین ہو گیا رگ مجنون سے خون روان
حیرت نہین یہ چاہ کی ہین پختہ کاریان

جب یکدلی مین چاہ کا ہوتا کمال ہی
وان ہوتا پھر تو دوستو ایسا ہی حال ہی

قصہ تو لیلی مجنون کا ہی دوستو بڑا
تھوڑا سا اُس کتاب مین نے بھی یہ لکھا

اتنے سخن مین رکھتا تھا کب طبع کو رسا | کچھ بیٹھے بیٹھے یہ بھی مرے جی مین آگیا
سچ پوچھو تو زمانے کا ہے اعتبار کیا | ہے راحت بہار سے رنج خزان لگا
لیلی جو اُٹھ گئی وہین مجنون بھی چل بسا | آگے نظیر اُس کا بیان اب کرون مین کیا

کاغذ مین نام اُن کا بارقام رہ گیا
آخر کو دونون جاتے رہے نام رہ گیا

تمت

آغاز دیوان نظیر مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سحر اس چمک سے آیا نظر اک نگار رعنا | کہ خود اُسکے حسن رخ کو لگا تکنے ذرہ آسا
قد و خال خوبی آگین لب لعل پان سے رنگین | نظر آفت دل و دین غمزہ ہمہ مضرت افزا
کھلی غنچہ لطف پرخم مسی رشکِ رنگ تسلیم | غرض اسطرح کا عالم کہ پری کہے اہا ہا
کہا ہنسکے اے سمن بر پری چہرہ مہر پیکر | جو چلی ہو یون چمک کر کہو عزم ہے کدھر کا
ہے جو قصد سیر بستان چلین ہم بھی ساتھ ایجان | کہا ہنسکے پیارے میان کوئی تم بھی ہو تماشا
نہ کچھ آشنائی اگلی نہ شناخت اک دو دن کی | جو یہ ہے اُسی کی مرضی تو ہے سوچ پھر یہ کیسا

کہا جب نظیر ہنسکے یہی دلمین ہم تو کہتے
تو کہا جو نیکی ہو وسے تو پھر اس کا پوچھنا کیا

لو نہ ہنس ہنس کے تم اغیار کے گلدستون سے | اتنی ضد بھی نہ رکھو اپنے جگر خستون سے
قند قین نرم ہے نا دیکھ اُسکے سر انگشتون سے | رشتۂ ربط نے لی راہ کفِ دستون سے
روبرو ہو کے جو چشمانِ بتان سے اے دل | ڈرتے رہنا ہی مناسب ہے سیہ مستون سے

دستِ صبا سے چھوٹے تو اچھل پے در پے — ورنہ کیا فائدے اے آہ ہوئے دل حسرتوں سے

پیش جاتی نہیں ہرگز کوئی تدبیر نظیر
کام جب آ کے پڑتا ہے زبردستوں سے

ولہ

ہمدم چھپا وے دان کوئی کیا دل کی چاہ کو — شاہد جہان سمجھتے ہین پہلی نگاہ کو
دکھلا حنائی دست لیا جھپٹ دین و دل — کیا دست رس ہے دیکھیے اس دستگاہ کو
بیٹھا جو چاندنی مین تو رخ کی جھلک دکھا — خجلت تھی کون سی کہ نہ دی روی ماہ کو
ناصح تو راست کہتا ہے لیکن وہ کیا کرے — دے بیٹھے اپنا دل جو کسی کج کلاہ کو
جھڑکی سے اُسنے ہمکو خفا دیکھ کر کہا — کیا ناپسند گنتے ہو اس رسم و راہ کو
جاتی ہین جھڑکیون مین ہماری وہ لذتین — جو چاہ مین سمجھتے ہین بہتر نگاہ کو
گر عار ہے کچھ اسمین تمھین تو کہو اے میان — لیجاؤ اپنے اس دلِ عزت پناہ کو

کہا جو ہمنے ہمین در سے کیون اُٹھاتے ہو — کہا کہ اس لیے تم یان جو غل مچاتے ہو
کہا لڑاتے ہو کیون ہمسے غیر کو ہمدم — کہا کہ تم بھی تو ہمسے نگہ لڑاتے ہو
کہا جو حالِ دل اپنا تو اُسنے ہنس ہنس کر — کہا غلط ہے یہ باتین جو تم بناتے ہو
کہا جتاتے ہو کیون ہمکو روز ناز و ادا — کہا کہ تم بھی تو چاہت ہمین جتاتے ہو
کہا کہ عرض کرین ہم پہ جو گذرتا ہے — کہا خبر ہے ہمین کیون زبان ہلاتے ہو
کہا کہ روٹھے ہو کیون ہمسے کیا سبب اسکا — کہا سبب ہے یہی تم جو دل چھپاتے ہو

کہا کہ ہم نہین آنیکے یان تو اُسنے نظیر
کہا کہ سوچ تو کیا آپ سے تم آتے ہو

دوستو کیا کیا دیوالی مین نشاط و عیش ہی — سب مہیا ہی جو اس ہنگام کے شایان ہی
اس طرح ہین کوچہ و بازار پر نقش و نگار — ہو عیان حسن نگارستان کی جنسے خوب رسے
گرم جوشی اپنے باجام چراغان لطف سے — کیا ہی روشن کر رہی ہی ہر طرف روغن کی می
مائل سیر چراغان خلق ہر جا دمبدم — حاصل نظارہ حسن شمع رویان ہے بہ پے
عاشقان کہتے ہین معشوقون سے با عجز و نیاز — ہی اگر منظور کچھ لینا تو حاضر ہین روپے
گر مکرر عرض کرتے ہین تو کہتے ہین وہ شوخ — ہمسے لیتے ہو میان تکرار حجت تا بکے
کہتے ہین اہل قمار آپسمین گرم اختلاط — ہم تو ڈب مین سو روپے رکھتے ہین تم رکھتے ہو کے
جیت کا پڑتا ہے جسکا داون وہ کہتا ہی یون — سنگے دست راست ہی میرے کوئی فرخندہ پے

ہی دسہرہ مین بھی یون گر فرحت و زینت نظیر
پر دیوالی بھی عجب پاکیزہ تر تیوہار ہی

ولہ

فرشتے رون پہنین مہر ماہتاب مین ہی — جلو مین چاہنے والے قمر رکاب مین ہی
لیا ہی ہمسے جو دل دین بھی ہو طلب کرتے — دل اس تقاضے سے اپنا تو پیچ و تاب مین ہی

کہا کہ دفتر حسن پری رخون کی نظیر
تمھین خبر نہین یہ بھی اسی حساب مین ہی

ولہ

شور افگن جنون ہے جسجا نگاہ کرنا — رکھتا ہے کام ہمدم وان ضبط آہ کرنا
جانا کبھی جو آگے اُسکے اکثر پی نظارہ — باعث کبھی بہرا خفا پھر روبراہ کرنا
ملنا کبھی اس روش سے جسمین گمان الفت — گر کچھ کبھی ہو تو وہ ہیں ورا شتباہ کرنا

پوچھا اگر اس صنم نے ہم حسن مین ہین کیسے
تو بے شعوری اپنی ہنس کر گواہ کرنا

کیا کیا نظیر تجھ مین مکر و فریب ہین جو
اس رمز آشنا سے اس ڈھب کی چاہ کرنا

نکلے ہو کس بہار سے تم زرد پوش ہو
جسکی نوید پہونچی ہے رنگ بسنت کو

دی بر مین اب لباس بسنتی کو جیسے جا
ایسے ہی تم ہمارے بھی سینے سے آلگو

گر ہم نشہ مین بوسہ کہین دو تو لطف سے
تم پاس منہ کو لا کے یہ ہنسکر کہو کہ لو

بیٹھو چمن مین نرگس و صد برگ کی طرف
نظارہ کر کے عیش و مسرت کی داد دو

سنکر بسنت مطرب زرین لباس سے
بھر بھر کے جام پھر گل رنگ کے پیو

کچھ قمریون کے نغمہ کو وا سائین راہ تم
کچھ بلبلون کا زمزمہ دلکشا سنو

مطلب ہے یہ نظیر کا یون دیکھکر بسنت
ہو تم بھی شاد دل کو ہمارے بھی خوش کرو

ملکر صنم سے اپنے ہنگام دلکشائی
ہنس کر کہا یہ ہمنے اے جان بسنت آئی

سنتے ہی اس پری نے گل گل شگفتہ ہو کر
پوشاک زرفشانی اپنی وہین رنگائی

جب رنگ آ چکی اسکی پوشاک پر نزاکت
سرسون کی شاخ پر گل پھر جلد اک منگائی

اک پنکھڑی اٹھا کر نازک سی انگلیون مین
رنگت کو اسکی اپنی پوشاک سے ملائی

جب دم کیا مقابل کسوت سے اپنے اسکو
دیکھا تو اسکی رنگت اسپر ہوئی سوائی

پھر تو بصد مسرت اور سو نزاکتون سے
نازک بدن پر اپنے پوشاک وہ کھپائی

چمپے کا عطر ملکر موقع سے پھر خوشی ہو
سیمین کلائیون مین ڈالے کڑے طلائی

بن ٹھن کے اسطرح سے پھر راہ لی چمن کی
دیکھی بہار گلشن پھر طرب فزائی

جس جس روش کے اوپر جا کر ہوا نمایان — کس کس روش سے اپنی آن و ادا دکھائی
کیا کیا بیان ہو جیسے پکی چمن چمن مین — وہ زرد پوشی اسکی وہ طرز دلربائی
صد برگ نے صفت کی نرگس نے بے تامل — لکھنے کو وصف اسکا اپنی قلم اٹھائی
پھر صحن مین چمن کے آیا بحسن و خوبی — اور طرفہ تر بسنتی اک انجمن بنائی
اس انجمن مین بیٹھا جب ناز و تمکنت سے — گلدستہ اسکے آگے ہنس ہنس بسنت لائی
کی مطربون نے خوش ہو آغاز نغمہ سازی — ساقی نے جام زرین بھر بھر کے مے پلائی

دیکھ اسکو اور محفل اسکی نظیر ہر دم
کیا کیا بسنت اگر اس وقت جگمگائی

ولہ

جوش نشاط و عیش ہے ہر جا بسنت کا — ہر طرف روزگار طرب زا بسنت کا
باغ و چمن مین لطف نشو و نما کی ہین کثرتین — ہر سو ہین نغمہ خوشدلی افزا بسنت کا
پھرتے ہین کر لباس بسنتی وہ دلبران — ہے جنبہ زرنگار سراپا بسنت کا
جا در پہ یار کے یہ کہا ہمنے صبح دم — اے جان ہے آج تو ہر کہین چرچا بسنت کا
تشریف تم نہ لائے جو کر بسنتی پوشش — کہیے گناہ ہمنے کیا کیا بسنت کا
سنتے ہی اس بہار سے نکلا کہ جسکے تئین — دل دیکھتے ہی ہو گیا شیدا بسنت کا

اپنا وہ خوش لباس بسنتی دکھا نظیر
چمکا یا حسن یار نے کیا کیا بسنت کا

کر گئی ہے اسکی مژگان کی جھپک سکل ہاہین — کل اگر چاہے تو ہمدم اسکو مٹی کچھ دل ماہین
کچھ تو جاتا دل سے خار بیقراری کا خلش — کاش وہ نوک مژہ دیتی قرار اک پل کاہین

وہ کف پا جسنے سہلائی ہی نازک نرم نرم — کیا جتاتی ہی تو اپنی نرمی اے مخمل ہمین
اس پریرو کی گلی مین یا نہان یا آشکار — جسطرح سے ہو سکے اے ہمنشین لیچل ہمین
ہم تو ہون کیفی ترے پر کیا کرین اے چشم یار — ہوش مین آنے نہین دیتا ترا کاجل ہمین
دل خم ابرو کو دیتے ہین تو کس کس پیچ سے — دام مین لیتا ہے اسکا کل کا اک اک بل ہمین

ہم تو اسکے چاہنے والے ہین مدت سے نظیر
اور نیا گنتا ہی ابتک وہ صنم چنچل ہمین

ہو کیون نہ ترے کام مین حیران تماشا — یا رب تری قدرت مین ہی ہر آن تماشا
لے عرش سے تا فرش نئے رنگ نئے ڈھنگ — ہر شکل عجائب ہی ہر اک شان تماشا
افلاک پہ تارونکی جھمکتی ہی طلسمات — اور روی زمین پر گل و ریحان تماشا
جنات پری دیو ملک حور بھی نادر — انسان عجوبہ ہین تو حیوان تماشا
جب حسن کے جاتی ہے مرقع پہ نظر آہ — کیا کیا نظر آتا ہی ہر اک آن تماشا
چوٹی کی گندھاوٹ کہین کھلاتی ہی لہرین — رکھتی ہی کہین زلف پریشان تماشا
گر عشق کے کوچے مین گذر کیجے تو وان بھی — ہر وقت نئی سیر ہے ہر آن تماشا
منھ زرد بدن خشک جگر چاک الم ناک — غل شور تپش نالہ و افغان تماشا

ہم پیت نگاہونکی نظر مین تو نظیر آہ
سب ارض و سما کی ہی گلستان تماشا

تھے آگے بہت جیسے کہ خوش یار ہمین سے — ایسے ہی تم اب رہتے ہو بیزار ہمین سے
ہین سب سے تو ایماہ اشارات لیکن — رہتی ہی کھچی ابروے خمدار ہمین سے
محفل مین جو دیکھا تو ادھر تم ہو خفا اور — ساقی کو بھی ہی تحبت و تکرار ہمین سے

اور ون سے جو کہتے ہو کہ ہم ان سے ہین ناخوش
اُسکو تو فقط کرنا ہے اظہار ہمین سے

گلگشت چمن کرتے ہو جب ہمرہ یاران
وان بھی غرض آتی ہے تمھین عار ہمین سے

اقرار ملاقات ہے ہر اک سے بصد مہر
کی غور تو ہیگا تمھین انکار ہمین سے

سمجھیگا جو رتبے کو نظیر اہل وفا کے
تو ملنے لگیگا وہ طرحدار ہمین سے

نہ سُرخی غنچۂ گل مین ترے دہن کی سی
نہ یاسمن مین صفائی ترے بدن کی سی

مین کیون نہ پھولون کہ اُس گلبدن کے آنے سے
بہار آج مرے گھر مین ہے چمن کی سی

یہ برق ابر مین دیکھے سے یاد آتی ہے
جھلک کسی کے دوپٹے مین نورتن کی سی

گلوں کے رنگ کو کیا دیکھتے ہو اے خوبان
یہ رنگتین ہین تمھارے ہی پیرہن کی سی

جو دل تھا وصل مین آباد تیرے ہجر مین آہ
ہوئی ہے شکل اب اُسکی اجاڑ بن کی سی

تو اپنے تن کو نہ دے نسترن سے اب تشبیہ
بھلا تو دیکھ یہ نرمی ہے تیرے تن کی سی

ترا جو پانوں کا تلوا ہے نرم مخمل سا
صفائی اسمین ہے کہیے تو نسترن کی سی

نظیر ایک غزل اس زمین مین اور بھی لکھ
کہ اب تو کم ہے روانی ترے سخن کی سی

نہین ہوا ہے یہ بو نافۂ ختن کی سی
لپٹ ہے یہ تو کسی زلف پرشکن کی سی

مین ہنسکے اسلیے منہ چومتا ہون غنچہ کا
کہ کچھ لطافت ہے اسمین ترے دہن کی سی

خدا کیواسطے گل کو نہ میرے ہاتھ سے لو
مجھے بو آتی ہے اسمین کسی بدن کی سی

ہزار تن کے چلین بانکے خوبرو لیکن
کسی مین آن نہین تیرے بانکپن کی سی

تجھے تو اُسپہ نہایت ہی رشک آتا ہے
کہ جسکے ہاتھ سے پوشاک تیرے تن کی سی

کہا جو تمنے کہ منکا ڈھلا تو آؤن گا | ہی بات کچھ نہ کچھ اسمین بھی مکر وفن کی سی
وگرنہ سچ ہی تو ای جان اتنی مدت مین | یہی بس ایک کہی تمنے میرے من کی سی
وہ دیکھ شیخ کو لاحول پڑھکے کہتا ہے | یہ آئیے دیکھیئے داڑھی لگائے سن کی سی

کہان تو اور کہان اُس پری کا وصل نظیر
میان تو چھوڑ یہ باتین دیوانے پن کی سی

ولہ

وہ رشک چمن گل جو زیب چمن تھا | چمن جنبش شاخ سے سینہ زن تھا
گیا مین جو اُس بن چمن مین تو ہر گل | مجھے اُس گھڑی اخگر پیرہن تھا
یہ غنچہ جو بے درد گلچین نے توڑا | خدا جانے کسکا یہ نقش دہن تھا
تن مردہ کو کیا تکلف سے رکھتا | گیا وہ تو جس سے مزین یہ تن تھا
کئی بار ہمنے یہ دیکھا کہ جن کا | مشین بدن تھا معطر کفن تھا
جو قبر کہن اُنکی اُکھڑی تو دیکھا | نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

نظیر آگئے ہمکو ہوس تھی کفن کی
جو سوچا تو ناحق کا دیوانہ پن تھا

دیکھکر کرتی گلی مین سبز دھانی آپ کی | دھان کے بھی کھیت تیئے آب پانی آپ کی
کیا تعجب ہی اگر دیکھے تو مردہ بھی اُٹھے | چین نیفے کی ڈھلک پٹرو پہ آتی آپ کی
ہم تو کیا ہین دل فرشتے کا بھی کافر چھین لے | ٹک جھمک کھلا کے پھر انگیا چھپاتی آپ کی
آ پڑے دو سو برس کے مردہ بیجان مین جان | جسکے اوپر دو گھڑی ہو مہربانی آپ کی
اک لپٹ کشتی کی ہمسے بھی تو کر دیکھیو ذرا | ہان بھلا ہم بھی تو جانین پہلوانی آپ کی

دیکھو کہنا مانو مت خالی سلائی سے رکھو ‏ ورنہ کوسے گی ہمین یہ سرمہ دانی آپ کی

چھلّے غیرون پاس تو وہ خاتم زرانے نگار ‏ ہی ہمارے پاس بھی اب تک نشانی آپ کی

وقت تو جاتا رہا پر بات باقی رہگئی ‏ ہی یہ چھوٹی دوستی اب ہمنے جانی آپ کی

ہمنے بھیجا تمکو تم کہتے ہو یان پہونچا نہین ‏ کھا گئی شاید وہ کٹنی میرے جانی آپ کی

ایک شب ایجان جان گھر مین ہمرے رہجائیے ‏ حال پر بندے کے ہوگی مہربانی آپ کی

کیا عجب صورت رقیب روسیہ کی دیکھکر ‏ خوف سے حالت ہوئی ہو پانی پانی آپ کی

ایک عالم کو ہی کن کیطرح سر پھوڑیگا اب ‏ گر اسی صورت رہی شیرین زبانی آپ کی

کیا ہمین لگتی ہی پیاری جب وہ کہتی ہی نظیر
ہی میان کچھ اِندنون نامہربانی آپ کی

دیکھ عقد ثریا ہمین انگور کی سوجھی ‏ کیون بادہ کشو ہمکو بھی کیا دور کی سوجھی

موسیٰ کے تئین گو شجر طور کی سوجھی ‏ پر ختم رسالت کو بہت دور کی سوجھی

ہمنے تو اُسے دیکھ کے جانا کہ پری ہی ‏ پریون نے جو دیکھا تو اُنھین حور کی سوجھی

غش کھا کے گرا پہلے ہی شعلے کی جھلک سے ‏ موسیٰ کو بھلا کہئیے تو کیا دور کی سوجھی

دیکھا جو نہاتے مین وہ گورا بدن اُس کا ‏ بلور کی چوکی پہ جھلک نور کی سوجھی

سر پانون سے جب پھنس گئے اُس زلف سیہ مین ‏ تب ہمکو سیاہی شب دیجور کی سوجھی

جنت کے لیے شیخ جو کرتا ہی عبادت ‏ کی غور جو ظاہر مین تو مزدور کی سوجھی

مصنوع مین صانع نظر آوے تو نظیر آہ
نزدیک ہی کیا ہے کہ جہان دور کی سوجھی

وہ مجھکو دیکھ کچھ اس ڈھب سے شرمسار ہوا ‏ کہ مین حیا ہی پہ اُسکی فقط نثار ہوا

سبھوں کو بوسہ دیے ہنسکے اور ہمین گالی
ہزار شکر بھلا اس قدر تو پیار رہا

ہمارے مرنے کو ہان تم تو جھوٹ سمجھے تھے
کہا رقیب نے لو اب تو اعتبار رہا

قرار کر کے نہ آیا وہ سنگدل کافر
پڑین قرار پہ پتھر یہ کچھ قرار رہا

گلے کا ہار جو اس گلبدن کا ٹوٹ پڑا
تو ڈر نظیر کا وہین اسکو ایک بار رہا

کسی سے اور تو کچھ بس چلا نہ اُس کا **نظیر**
ندان میرے ہی آکر گلے کا ہار رہا

کب مثل شیشہ اُنکا کسی سے برائے دل
پتھر جنھین خدا نے دیا ہو بجائے دل

جب سے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچکر
دل سے مرے صدا یہی نکلی کہ ہائے دل

آوے اگر بتان کے تئین رسم دلبری
تو تو جہان مین پھر کہین ڈھونڈھا نہ پائے دل

اتنی تو تری جفا سے یہ مانگون ہون مین دعا
ظالم خدا کرے کہ کہین تو لگائے دل

اور جسپہ تو فدا ہو وہ ظالم ہوا اسقدر
جو مطلقاً ترا وہ نہ خاطر مین لائے دل

تجھپر بھی چند روز تو یہ کشمکش رہے
دُر دُر اُدھر کرے اور ادھر کو ستائے دل

ناچار جیسے تجھ سے چھڑاتا ہون دل کو مین
ایسا ہی تو بھی اُس سے لگا کر چھڑائے دل

شیدا ہون مین تو لیلی و مجنون کی چاہ پر
خالق نے کیا ہی خوب ہی اُن کے بنائے دل

تھے اُسکے پا کے آبلے چھاتی پہ اُسکی آہ
کیا اتحاد جسم تھا اور کیا صفائے دل

ہین یہان پڑے جو اہل دل اکثر یہ کہتے ہین
چھوٹا سا اک **نظیر** بھی ہے خاکپائے دل

ہنسے روئے پھرے رسوا ہوئے جاگے بندھے چھوٹے
غرض ہمنے بھی کیا کیا کچھ محبت کے مزے لوٹے

کلیجے مین پھپھولے دل مین داغ اور گلے مین ہاتھو تیرا
کھلے ہین دیکھئے ہم مین بھی یہ الفت کے گل بوٹے

تفاوت کچھ نہین گلچین مین اور بیدرد خوبان مین
جو اُسکے ہاتھ گل ٹوٹے تو انکے ہاتھ دل ٹوٹے

ہزارون گالیان دین پھر ذرا ہنسکر ادھر دیکھا
بھلا اتنی تسلی سے پھپھولے دلکے کب پھوٹے

مچلتے ہو مجھے تم مین یہ مانگون ہون دعاؤن مین
کوئی دلبر مرے آگے تمھین بھی خوب سا کوٹے

زبانی کرکے مقراض اور بنا دشنام کا کاغذ
ہمارے حق مین کیا کیا آپنے کتری ہین گل بوٹے

یہ کہتے ہین کہ عاشق چھوٹ جاتا ہی اذیت سے
جب اُسکی عمر کو لشکر اجل کا آنکر لوٹے

ہماری روح تو پھرتی ہی معشوقون کی گلیون مین
نظیر اب ہم تو مرکر بھی نہ اس جنجال سے چھوٹے

رنج غم مین چشم نے گوہر اُگل کر بھر دیے
اشک نے جنگل کی جنگل دم مین پھل کر بھر دیے

جلوہ گر محفل مین رات اُس حسن کے شعلے کو دیکھ
شمعدان شمعون نے اپنے سب پگھل کر بھر دیے

گل جو ٹک رویا کسی کو یاد کر وہ گلبدن
اشک تھے آنکھون مین یا موتی نکلکر بھر دیے

جام کم بھرتے ہین ساقی کو ذرا چھیڑا جو مین
اُسنے اک دو چار ساغر مجھکو جلکر بھر دیے

ذبح کرتا تھا وہ قاتل مجھ پہ تیغ آلودہ نے
خون مین سب دامن کے پاٹ اُسکے اُچھلکر بھر دیے

زخم شانے کے تری زلفون نے ای وعدہ خلاف
آخرش لیت و لعل سے آجکل کر بھر دیے

کہتے ہین آ باغبان جتنے کہ خالی تھے چمن
جوش گل نے اُنکی وہ سب پھول پھل کر بھر دیے

اب ترے رونیکا عالم حد سے گذرا ہی نظیر
اشک نے تیرے تو سب جل تھل نکلکر بھر دیے

کہتے ہین یان کہ مجھسا کوئی مہ جبین نہین
پیارے جو ہم سے پوچھو تو یان کیا کہین نہین

مجھسا تو کوئی حسن مین یان نازنین نہین
یون نازنین بہت ہین پہ ناز آفرین نہین

ساقی کو جام دیتے ہین اُس خوش نگہ کو آہ
ہر دم اشارتین ہین کہ اُسکے تئین نہین

جب اُس نہین کے کہنے سے مانے ہے وہ بُرا
آپ ہی پھر اُسکو کہتا ہون ہنسکر نہین نہین

اتنا تو چھیڑتا ہون کہ کہتا ہے جب وہ شوخ
بندہ تو میرا مول خریدا نہین نہین

ساقی تجھے قسم ہے دیے جا مجھے تو جام
یان دم مین دم ہے ہوتی نہین جب نہین نہین

پوچھے ہے اُس سے جب کوئی قتل نظیر کو
کہتا ہے ہنسکے مارا ہے ہان ہان نہین نہین

رُخ پری چشم پری زلف پری آن پری
کیون نہ اب نامِ خدا ہو ترے قربان پری

جھمکی جھمکی وہ ثریا کی کرن پھول وہ پھول
بُندے بالے پری موتی پری اور کان پری

رشکِ خورشید جبین ابر سیہ سے چھُٹے
لہر چوٹی کی غضب زلف پریشان پری

حُسن گلزار قمر شکل صراحی گردن
مہ جبین سیب ذقن چاہِ زنخدان پری

ناز و غمزہ کی بلا تیر نگہ دست سنان
تیغ ابرو کی ستم نرگس مژگان پری

مسکرانے کی ادا جیسے چمک بجلی کی
آن ہنسنے کی قیامت لب دندان پری

آنکھ مستی کی بھری شوخ نگاہین چنچل
قہر کاجل کی کھجاوٹ مسی و پان پری

بینی اور نتھ کا یہ عالم کہ چھیدے دل جس سے
حور جنی کی جھلک کو ہو غلطان پری

دھکدھکی چاندسی جگنو بھی ستارون کی مثال
عطردان طرفہ وہ توڑے بھی درخشان پری

چاک سینے کا غضب صاف بدن موتی سا
انگیا تصویر سی گُرتی کا گریبان پری

پیٹ گلبرگ شکم سیم کمر تار نگاہ
شان بلور کلاوٹ مین ہر اک ران پری

گھیر اپشواز کا وہ جسکے کناری قربان
چال آفت کی نشان جنبش دامان پری

کیا کہون اُسکے سراپا کی مین تعریف نظیر
قد پری ہیچ پری عالم پری اور شان پری

زاہد در روضۂ رضوان سے کہو عشق اللہ
عاشقو کوچۂ جانان سے کہو عشق اللہ

جسکی آنکھوں نے کیا بزم دو عالم کو خراب
کوئی اُس فتنۂ دوران سے کہو عشق اللہ

یارو دیکھو جو کہیں اُس گل خندان کا جمال
تو مرے دیدۂ گریان سے کہو عشق اللہ

ہین جو وہ کشتۂ شمشیر نگاہِ قاتل
جاکے اُن گنج شہیدان سے کہو عشق اللہ

آہ کے ساتھ مرے سینے سے نکلے ہے دھوان
اے بتان مجھ دل بریانسے کہو عشق اللہ

یاد مین اُسکے رخ و زلف کی ہر آن نظیر
روز و شب سنبل و ریحان سے کہو عشق اللہ

اے شوخ ہر گھڑی نہ ہوس آشنا کو چھیڑ
ایسا ہی چھیڑتا ہے تو اہل وفا کو چھیڑ

چھیڑیگا جب تو پیش نہ جاویگا کچھ فسون
اے دل نہ اُسکے افعی زلف دوتا کو چھیڑ

چھیڑین ہین تو یار مجھکو بھی ہنسکے بہت و لے
دلکی خوشی یہی ہے کہ اُس دلربا کو چھیڑ

رک رک کے اشک چشم کے لایا ہے عنقریب
اے غنچہ لب تو اب نہ دل مبتلا کو چھیڑ

اک حرف چھیڑ کا تو صریحا نہ کہہ نظیر
چھیڑے اگر تو پردے مین اُس پرجفا کو چھیڑ

واسوخت

دوستان شرح پریشانی من گوش کنید
قصۂ بے سر و سامانی من گوش کنید

گفتگوی من و حیرانی من گوش کنید
داستانِ غمِ پنہانی من گوش کنید

شرح این آتشِ جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

روزگاری من و دل ساکنِ کوئے بودیم
تابعِ خوی بتِ عربدہ جوئے بودیم

عقل و دین باختہ دیوانۂ روے بودیم   بستۂ سلسلۂ سلسلۂ موے بودیم

کس دران سلسلہ غیر از من دلبند نبود
یک گرفتار ازین جملہ کہ ہستند نبود

این ہمہ مشتری و گرمی بازار نداشت   یوسفی بود و لے ہیچ خریدار نداشت
نرگس غمزہ زنش این ہمہ بیمار نداشت   سنبل پرشکنش ہیچ گرفتار نداشت

اول آنکس کہ خریدار شدش من بودم
باعث گرمیِ بازار شدش من بودم

عشقِ من شد سببِ خوبیِ رعنائی او   داد رسوائیِ من شہرۂ زیبائی او
بسکہ کردم ہمہ جا شرحِ دل افزائی او   شہر پر گشت ز غوغاے تماشائی او

این زمان عاشقِ سرگشتہ فراوان دارد
کے سر و برگ منِ بے سر و سامان دارد

چارۂ نیست بر آرم بہ ازین راے دگر   کہ دہم جاے دگر دل بدل آی راے دگر
چشمِ خود فرش کنم زیرِ کفِ پاے دگر   بر کفِ پاے دگر بوسہ زنم جاے دگر

بعد ازان راے من انیست ہمین خواہد بود
من برینہا ہستم و البتہ چنین خواہد بود

پیشِ تو یار نو و یارِ کہن ہر دو یکیست   حرمتِ مدعی و حرمتِ من ہر دو یکیست
قولِ زاغ و غزلِ مرغِ چمن ہر دو یکیست   نالۂ بلبل و فریادِ زغن ہر دو یکیست

تو ندانستہ کہ قدرِ ہمہ یکسان نہ بود
زاغ را مرتبۂ مرغِ خوش الحان نہ بود

چون چنین ست پئے کار دگر باشم بہ
چند روزے پئے دلدار دگر باشم بہ
مرغ خوش نغمۂ گلزار دگر باشم بہ
عندلیب گل رخسار دگر باشم بہ
تو گلے کو کہ شوم بلبل دستان سازش
سازم از تازہ جوانان چمن ممتازش

آنکہ در جانم از و وعدہ من آزارے ہست
بتوان یافت کہ از من بدلش بارے ہست
از من و بندگی من اگرش عارے ہست
بہ فروشد کہ بہر گوشہ خریدارے ہست
بہ وفاداری من نیست درین شہر کسے
بندۂ ہمچو مرا ہست خریدار بسے

مدتے در رہِ عشق تو دویدیم بس ست
راہ صد بادیہ بیداد بریدیم بس ست
قدم از راہِ طلب باز کشیدیم بس است
اول و آخر این مرحلہ دیدیم بس ست
بعد ازین ماہ سر کوئے دل آرائے دگر
بہ غزالی و غزل خوانی و غوغائے دگر

ای پسر چند بکام دگرانت بینم
سرخوش و مست ز جام دگرانت بینم
مائۂ عیش مدام دگرانت بینم
ساقیِ مجلسِ عام دگرانت بینم
تو چہ دانی کہ شدی یار بہ بے باکی چند
چہ ہوسہا کہ ندارم بہ ہوسناکے چند

تو مپندار کہ مہر از دلِ پر خون نرود
آتش عشق بجان افتد و بیرون نرود
این محبت بصد افسانہ و افسون نرود
چہ گمان غلط ست این نرود چون نرود
چند کس از تو و یاران تو آزردہ نبود
دو زخ از سردی این طائفہ افسردہ نبود

بار این طائفہ خانہ برانداز مباش
از تو حیف ست باین طائفہ دمساز مباش

میشوی شہرہ باین فرقہ ہم آواز مباش
غافل از لعب حریفانِ دغا باز مباش

بہ کہ مشغول باین شغل نسازی خود را
این نہ کاریست مبادا کہ ببازی خود را

در کمینِ تو بسے عیب شماران ہستند
سینہ پر کینہ ز تو سینہ فگاران ہستند

داغ بر سینہ ز تو کینہ گذاران ہستند
غرض انیست کہ در قصد تو یاران ہستند

باش مردانہ کہ ناگاہ قفاسے نہ خورے
واقفِ میکشی خود باش کہ پائے نخوری

گرچہ از خاطرِ وحشی ہوسِ روئے تو رفت
از دلش آرزوِ قامتِ دلجوئے تو رفت

دلِ آزردہ و آزردہ دل از کوئے تو رفت
با دلِ پر گلہ از ناخوشیِ خوئے تو رفت

حاشیہ للہ کہ وفائے تو فراموش کند
سخنِ مصلحت آمیز کسان گوش کند

ولہ

ای گلِ تازہ کہ بوئے ز وفا نیست ترا
خبر از سرزنشِ خارِ جفا نیست ترا

التفاتے باسیرانِ بلا نیست ترا
ما اسیرِ تو و اصلا غمِ ما نیست ترا

رحم بر بلبلِ بے برگ و نوا نیست ترا
بر اسیرِ غمِ خود رحم چرا نیست ترا

فارغ از عاشقِ غمناک نمے باید بود
جانِ من این ہمہ بیباک نمیباید بود

ہمچو گل چند بروئے ہمہ خندان باشی
ہمرہِ غیر بہ گلگشتِ گلستان باشی

آن زمان با دگران دست وگریبان باشی
جمع با جمع نباشند پریشان باشی
زمان مینه بیش که از کرده پشیمان باشی
یا وحیرانیٔ ما آرے وحیران باشے

ما تباشیم که باشد که جفاے تو کشد
بجفا سازد وصد جور براے تو کشد

شب بکاشانهٔ اغیار نے باید بود
همه جا با همه کس یار نے باید بود
همرهٔ غیر به گلزار نے باید بود
غیر را شمع شبِ تار نے باید بود
تشنهٔ خون منِ زار نے باید بود
تا باین مرتبه خونخوار نے باید بود

من اگر کشته شوم باعثِ بدنامی تست
موجب شهرتِ بیباکی وخودکامی تست

دیگرے جز تو مرا این همه آزار نکرد
چو تو کس در نظر خلق مرا خوار نکرد
آنچه کردی تو بمن هیچ ستمگار نکرد
این ستمها دگرے با منِ بیمار نکرد
هیچکس این همه آزار منِ زار نکرد
هیچ سنگین دلِ این کار بمن کار نکرد

گر ز آزردن من هست غرض مردن من
مردم آزار مکش از پے آزردن من

جان من سنگدلی دل تو دادن غلط است
چشم امید بروے تو کشادن غلط است
بسرِ راه تو چون خاک فتادن غلط است
روی تر کرده بر کوے تو نهادن غلط است
رفتن اولی است ز کوے تو ستادن غلط است
جان شیرین بہ تمناے تو دادن غلط است

چون ندانی که غم عاشق زارت باشد
چون شوم خاک بران خاک گذارت باشد

مدتے ہست کہ من وانم وتدبیری نیست — ہمچو زلفِ تو پریشانم وتدبیرے نیست
از غمت سر بگریبانم وتدبیرے نیست — چون دلِ رفتہ زدامانم وتدبیرے نیست
از برای تو پریشانم وتدبیرے نیست — چہ توان کرد کہ حیرانم وتدبیرے نیست

شرح درماندگی خود بکہ تقریر کنم
عاجزم چارۂ من نیست چہ تدبیر کنم

نخلِ نوخیز گلستانِ جہان بسیار است — گل این باغ وچمن سرو روان بسیار است
بالب ہمچو شکر تنگ دہان بسیار است — طوق زرین کمر وموے میان بسیار است
جان من ہمچو تو غارتگر جان بسیار است — طوق زرین کمر وموے میان بسیار است

دیگرے این ہمہ آزار بہ عاشق نکند
قصد آزردنِ یاران موافق نکند

مدتے شد کہ در آزارم ومیدانے تو — بکمندِ تو گرفتارم ومیدانے تو
از غم عشق تو بیمارم ومیدانی تو — خون دل از مژہ می بارم ومیدانی تو
از برای تو چنین زارم ومیدانی تو — چہ توان کرد در آزارم ومیدانی تو

تا بکے از ستم وجورِ تو دل خون باشم
از مژہ خون جگر ریزم ومحزون باشم

مکن آن طور کہ شرمندہ شوم از خوبیت — نکنم بار دگر یاد قدِ دلجوییت
دیدہ و پوشم ز تماشاے رخ نیکوییت — سخنے گویم وشرمندہ شوم از روئیت
دست بر دل نہم و پاے کشم از کوئیت — گوشۂ گیرم و من بعد نیایم سوییت

بشنو و پند مکن قصد دل آزردۂ خویش — ورنہ بسیار پشیمان شوی از کردۂ خویش

چند صبح آیم واز خاک در ت شام روم
بسر راه تو آئم فشوے رام روم
دور رود راز تو من تیره سرانجام روم
از سر راه تو چون خاک بنا کام روم
صد دعا گویم و آزرده بدشنام روم
نه وز هره که همراه تو یک گام روم

کس چرا اینهمه سنگین دل و بدخو باشد
جا من این روشے نیست که نیکو باشد

از چه با من نشوی یار چه می پرهیزے
حرف زن اے بت خونخوار چه مے پرهیزے
نه حدیثے کنی اظهار چه مے پرهیزے
یار شو با من بیا هیچ مے پرهیزے
کیست مانع ز من زار چه مے پرهیزے
بکشا لعل شکر بار چه مے پرهیزے

که ترا گفت که با من ز وفا حرف مزن
چین برابر و زن و یکبار بما حرف مزن

درد من کشته شمشیر بلا مے داند
پاک بازم همه کس طور مرا مے داند
میکنم ساکن صحرا ے فنا مے داند
سوز من سوخته داغ جفا میداند
عاشقے هیچ منت نیست خدا مے داند
همه کس حال من بے سر و پا مے داند

چاره من کن و مگذار که بے چاره شوم
سر خود گیرم و از کوے تو آواره شوم

از سر کوے تو با دیده تر خواهم رفت
تا نظرے کنی از پیش نظر خواهم رفت
گر نه رفتم ز در ت شام و سحر خواهم رفت
چهره آلوده بخون تاب جگر خواهم رفت
نه که این بار چو هر بار دگر خواهم رفت
بر وی باز آمدنم نیست اگر خواهم رفت

از جفاے تو من زار برفتم رفتم
لطف کن لطف که این بار برفتم رفتم

در صنعت واسع الشفتین

آیا نہیں جو کر کے اقرار ہنستے ہنستے
جُل دے گیا ہے شاید عیار ہنستے ہنستے

اتنا نہ ہنس دل اُس سے ایسا نہو کہ چنچل
لڑنے کو مجھ سے ہووے تیار ہنستے ہنستے

لیکر صریح دلکو وہ گل عذار یارو
ظاہر کرے ہے کیا کیا انکار ہنستے ہنستے

ہنس ہنس کے چھیڑ اُسکو زنہار تو نہ اے دل
ہو گا گلے کا تیرے یہ ہار ہنستے ہنستے

ہنسنے کی آن دکھلا لیتا ہے دل کو گلرو
کرتا ہے شوخ یار یہ کار ہنستے ہنستے

جھنجھلا کے حال دل کا کہنا نہیں روا ہے
لائق یہاں تو کرنا انکار ہنستے ہنستے

دستار سرخ سجکر طرہ زری کا رکھکر
آیا جو دل کو لینے دلدار ہنستے ہنستے

آنکھیں لڑا کے اُسنے ہنسکر نگہ کی ایسی
جو لیگیا دل آخر خونخوار ہنستے ہنستے

آیا ہے دیکھنے کو تیرے نظیر اے گل
دِکھلا دے ٹک تو اُسکو دیدار ہنستے ہنستے

مخمسات و مسدسات وغیرہ

جس دن سے ادا مجھکو اُس بت کی لگی پیاری
اور کھپ گئی آنکھوں میں چنچل کی طرحداری
دل پھنس گیا زلفوں میں اُس شوخ کے یکباری
دیوانگی آ پہونچی جاتی رہی ہشیاری
کیا کیجے ہوئی اب تو یاں دل کی گرفتاری

آتا ہوں جو ٹک جا کر تو مجھ سے وہ لڑتا ہے
کچھ بات جو کہتا ہوں جھنجھلا کے جھگڑتا ہے
گردن کو پکڑ میری سر کو بھی رگڑتا ہے
جو جو وہ دکھاتا ہے سب دیکھنا پڑتا ہے
کیا کیجے ہوئی اب تو یاں دل کی گرفتاری

اِک چاہ کے دریا میں دن رات میں بہتا ہوں
خود طلبی جو کہتا ہوں تو کچھ نہیں کہتا ہوں

ہردم کے ستم اُسکے مین کھینچتا رہتا ہون جو ظلم وہ کرتا ہے ناچار مین سہتا ہون

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

صورت جو کبھی اُسکی ٹک دیکھنے جاتا ہون وہ گالیان دیتا ہے مین سر کو جھکاتا ہون
جھڑکے ہو خفا ہوکر جب حال دکھاتا ہون تیوری وہ چڑھاتا ہے مین خوف مین آتا ہون

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

دل دیکے تجھے یارو دکھ درد ہوا لاہا پلکون سے ستمگر کی اب دلکو مرے گاہا
روتا ہون تو کہتا ہے کیون تونے مجھے چاہا جتنا وہ ستاتا ہے کہتا ہون اہا ہا ہا

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

کیجے گا رونا تو ہتھیلی کو بچھرونگا مین جو چیز منگاؤگے لا آگے دھرونگا مین
راتون کو نگہبانی کرتے نہ ڈرونگا مین چپّی کو جو کہیے گا چپّی بھی کرونگا مین

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

بیٹھوگے تو ہر ساعت رومال جھلونگا مین گرمی مین جو کہیے گا تو پیٹھ ملونگا مین
خدمت کی جو باتین ہین اُنسے نہ ٹلونگا مین جاؤگے کہین جسدم تو ساتھ چلونگا مین

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

در پہ جو بٹھاؤگے دربان کہاؤنگا فراش بناؤگے تو فرش بچھاؤنگا
تو سن کے کبھی ملنے سے منھ کو نہ پھراؤنگا گر گھاس منگاؤگے تو گھاس بھی لاؤنگا

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

تقصیر نہووے گی کچھ خدمت سامی مین ہوگا وہی آویگا جو رائے گرامی مین
آنیکی نہین ہرگز خاطر مری خامی مین حاضر ہے نظیر ایجان اسوقت غلامی مین

کیا کیجے ہوئی اب تو یاں دل کی گرفتاری

ولہ

دکھلا کے جھمک جسکو ٹک چاہ لگا دیجے — پھر اُسکو بہت ایجان بالا نہ بتا دیجے
سو ناز اگر کیجے اُلفت بھی جتا دیجے — منظر کے دڑاڑ کو آگے سے ہٹا دیجے

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

دیکھی ہے تمھاری جو چہرہ کی جھمک ایجان — دل سینے مین تڑپے ہے جو دیکھ لے پھر اک آن
ہے ہمکو بہت مشکل اور تمکو بہت آسان — ہے عرض یہی اب تو اے بادشہِ خوبان

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

چھپتے ہو عیاں ہوکر ہو تم اگر اس ڈھب سے — عاشق بھی تو شیدا ہیں چاہت کے ہین مطلب کے
دیدار کی خواہش مین ہم یاں ہیں کھڑے کب کے — جس ڈھب سے دکھایا تھا ویسی ہی طرح اب کے

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

آنکھیں بھی ترستی ہین اور دل بھی بہت حیران — کل پڑتی نہین اک دم بن دیکھے ہوے ایجان
گر حسن دکھا ہمکو بیتاب کیا ہے یان — تو مہر سے ٹک ہنسکر اے رشک مہِ تابان

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

آئی ہے نظر ہمکو جب سے وہ طرحداری — ٹھہری ہے اُسی دن سے خاطر مین طلبگاری
ٹک لیتے تمھین ہم تو جو ہوتی نہ لاچاری — گر ہمکو جلاتا ہے تو کرکے نمودا ری

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

چھپنے کی اگر تمنے یان آن سواری ہے — تو بس نہین کچھ اپنا مرضی یہ تمھاری ہے
بن دیکھے ہوے ہمکو ہر سانس کٹاری ہے — کچھ اور نہین خواہش یہ عرض ہماری ہے

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

دل ہجر محبت مین ہر آن جو بہتا ہے
اک آن تجھیں دیکھیں ارمان یہ رہتا ہے

جی ہو کے بہت بے بس دکھ درد بھی سہتا ہے
بیکل ہو **نظیر** اب تو اے جان یہی کہتا ہے

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

ہولی

بتوں کے زرد پیراہن مین عطر چنپہ جب مہکا
ہوا نقشہ عیان ہولی کی کیا کیا اسم اور رہ کا

گلال آلودہ گلچہرونکے وصف رخ مین نکلے ہی
مزا کیا کیا صریر کلک سے بلبل کی چہچہ کا

گلابی انکھڑیون سے ہر نگہ سے جام مل پیکر
کوئی سرخوش کوئی بیخود کوئی لوٹا کوئی بہکا

چھڑکنا رنگ خوبان پر عجب شوخی دکھاتا ہے
کبھی کچھ تازگی دہ وہ کبھی انداز دہ رہ کا

جھکو یا دلبرون نے جب **نظیر** اپنے کو ہولی مین
تو کیا کیا تالیونکا غل ہوا اور شور قہ قہ کا

ہولی

آ جھلکی عیش و طرب کیا کیا جب حسن دکھایا ہولی نے
ہر آن خوشی کی دھوم ہوئی یون لطف جتایا ہولی نے

ہر خاطر کو خرسند کیا ہر دل کو لبھایا ہولی نے
دف رنگین نقش سنہری کا جس وقت بجایا ہولی نے

بازار گلی اور کوچون مین غل شور مچایا ہولی نے

یا سوانگ کہون یا رنگ کہون یا حسن بتاؤن ہولی کا
سب ابرن تن پر جھمک رہا اور کیسر کا ماتھا ٹیکا

ہنس دینا ہر دم ناز بھرا دکھلانا سج دھج شوخی کا
ہر گالی مصری قند بھری ہر ایک قدم اٹکھیلی کا

دل شاد کیا اور موہ لیا یہ جوبن پایا ہولی نے

کچھ طبلے کھٹکے تال بجی کچھ ڈھولک اور مردنگ بجی
کچھ چھیڑین رباب کی کچھ سارنگی کچھ اور چنگ بجی

کچھ تار طنبوروں کے جھنکے کچھ دھمدھی اور مردنگ بجی ۔ کچھ جھنکر گھنگرو چھم چھم کچھ گت گت پر آہنگ بجی

ہے ہر دم ناچنے گانے کا یہ تار بندھایا ہولی نے

ہر جاگہ تھال گلالوں سے خوش رنگت کی گلکاری ہے ۔ اور ڈھیر عبیروں کے لاگے سو عشرت کی تیاری ہے

ہیں راگ بہاریں دکھلاتے اور رنگ بھری پچکاری ہے ۔ منہ سرخی سے گلنار ہوئے تن کیسر کی سی کیاری ہے

یہ روپ جھمکتا دکھلایا یہ رنگ دکھایا ہولی نے

پوشاکیں چھڑکیں رنگوں کی ہر دم رنگ افشانی ہے ۔ ہر وقت خوشی کی جھلکیں ہیں پچکاریوں کی خوش شانی ہے

کہیں ہوتی ہے دھینگا مشتی کہیں ٹھہری کھینچا تانی ہے ۔ کہیں لٹیاں چھلکتی رنگ بھری کہیں کیچڑ پانی ہے

ہر چار طرف خوشحالی کا یہ برش بڑھایا ہولی نے

ہر آن خوشی میں آپس میں سب ہنس ہنس رنگ چھڑکتے ہیں ۔ رخسار گلالوں سے گلگوں کپڑوں سے رنگ ٹپکتے ہیں

کچھ راگ اور رنگ جھمکتے ہیں کچھ مے کے جام چھلکتے ہیں ۔ کچھ کودے ہیں کچھ اچھلے ہیں کچھ ہنستے ہیں کچھ بکتے ہیں

یہ طور یہ نقشا عشرت کا ہر آن بنایا ہولی نے

محبوب پری رو پیاروں کی ہر جانب نوک جھونکی ہے ۔ کچھ آن رنگیلی چلتی ہے کچھ بان بھویں سے روکی ہے

کچھ سینے تن چھپی سحر بھری کچھ گھات لگاوٹ ٹوکی ہے ۔ کچھ شور اہا ہا کا کچھ دھوم اہو ہو ہو کی ہے

یہ عیش یہ حظ یہ کام یہ ڈھب ہر آن جتایا ہولی نے

مجنوں سے رنگ گلال ہو کہیں چلتی مے کی پیالی ہے ۔ کہیں ساز طرب کے بجتے ہیں دلشادان منہ پر لالی ہے

سو کثرت عیش مسرت کی خوش وقتی اور خوشحالی ہے ۔ کچھ بولی ٹھٹھولی پیار بھری کچھ گالی ہے کچھ تالی ہے

ان چرچوں کا ان چہلوں کا یہ تار لگایا ہولی نے

ہیں کیا کیا سیر رنگ مچے اور سوانگ بھی کیا کیا آتے ہیں ۔ کر باتیں ہر دم چہل کی خوش خوش ہنستے اور ہنساتے ہیں

کچھ جوگی چیلے بیٹھے ہیں کچھ کانہ بنے گاتے ہیں ۔ کچھ اور طرح کے سوانگ بنیں کچھ ناچتے ہیں کچھ گاتے ہیں

ہر آن نظیر اس فرحت کا سامان دکھایا ہولی نے

ولہ

ہے دید فقط منظور جنھیں وہ ہو کر جب بیکل نکلے
آ پہونچے اُسکے کوچے میں جو لیکر دل چنچل نکلے
کیا کام انھیں جو ہنس بولے یا شوخی اور چنچل نکلے
ہے مقصد جنکے دیکھنے سے وہ گھر سے جب اک پل نکلے
ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

جو پوچھا اُسنے کون ہو تم نہ اپنے جی کی بات کہی
ٹک رہنا کچھ انکار پڑا نہ کہنا ٹھہرا یوں ہی سہی
جب چھوڑ دی خواہش بوسے کی پھر کاہیکو دشنام سہی
جب سنگ ہو گئے چنچل سے تو سب چھوڑ رہے ہٹ بات کہی
ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

بے چین ہوا دل سینہ میں گر دیکھنے میں کچھ دیر ہوئی
گھبرا کے نکلے بے بس ہو اور شوق کی گھیرا گھیر ہوئی
بازار گلی اور کوچے میں ہر ساعت ہیر پھیر ہوئی
تھی چاہ نظر بھر دیکھنے کی جس جا گہ پر مٹ بھیڑ ہوئی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

نہ خواہش پاس بٹھانیکی نہ حاجت زلف کھلانے کی
نہ غرض مسی کے ملنے کی نہ حجت پان چبانے کی
ہو جی میں چاہ بھری ایسی جو شمع سے ہو پروانے کی
جس جا گہ پر مٹ بھیڑ ہوئی ہے طرز یہی للچانیکی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

بیتابی دل کے بیچ رکھی اور خاطر بیچ آنات رکھی
ناکام رکھا دل بیٹھنے سے نہ اور مطلب کی گھات رکھی
اک حرف نہ لائے ہونٹوں پر دو چھن دیکھنے کی دن رات رکھی
جب سامنے آ گئے دلبر کے منظور یہی اک بات رکھی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

اک آن میں کل پڑتی ہے ہر آن کی [illegible]
نہ داخل جھگڑے کی کھانے میں نہ شامل ناز اٹھانے میں
نہ ایما نہ تصریح رہی کچھ دل کا حال جتانے میں
بس اک یہ غرض ہم رکھتے ہیں اس تک آنے جانے میں

ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

ہی حسن جو اُسکا ناز بھرا اور آن ادا بھی پائی ہے سر پانْون سے اس چنچل مین زینت و زیبائی ہے
جب گھر سے وہ دلبر نکلے ہے دل دیکھنے کا شیدائی ہے ہمکو تو نظیر اِس اُلفت مین بے طرح یہی بن آئی ہے
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

ولہ

ہی دام بچھا اسکی زلفون کی ہر اک بل مین جادو ہے نگاہون مین اور سحر ہے کاجل مین
سر پانْون سے شوخی ہی اُس چلبلے چنچل مین چتونکی لگاوٹ نے اک آن کی چھل بل مین
پلکون نے جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

کرتیے خبرداری ہرگز نہ ہوا اللا ہا اور ایک کے سینہ کو عیاری کی لے راہا
اس شوخ ستمگر نے غمزہ سے جو چھین چاہا کی یارو یہ کچھ پھرتی کیا کہیے اہا ہا ہا
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل میں

کیا پیش چلے اُس سے یون ناز بھرا ہو جو کس طور سرکتا ہونا ہو جو کچھ ہو سو
یہ گھات یہ چنچل مین کب یاد پری کو ہو اِس ڈھب کے تئین یارو دیکھو تو اہو ہو ہو
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ہنس ہنس کے لگا جسدم وہ ناز و ادا کرنے جی اُسکی لگاوٹ سے ہر لحظہ لگا ڈرنے
ہر آن لگی اُسکی سو مکر کے دم بھرنے کیا کام کیا یارو اُس شوخ ستمگر نے
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ڈرتے تھے بہت ہم تو اُس شوخ لڑاکے سے اور خوف مین تھے اُسکے ڈھب آن ادا کے سے
آیا جو ادھر کو تھا عیار لپاکے سے نظرون کے ملاتے ہی چنچل نے چھپاکے سے

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

رکھتے تھے بہت ہم تو ہر آن کی ہشیاری
خوبانسے نہ ملتے تھے تا ہوئے نہ گرفتاری
آج اس بت پرفن نے آکر یہ طرحداری
چل دیکھ ہمیں لپ جھپ کر کرکے فسونکاری

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

سمجھے تھے اسے ہم تو محبوب یہ بھولا ہے
جو مکر ہے اور فن ہے ہرگز نہین آتا ہے
یہ بات نہ سمجھے تھے جو سحر کا نقشا ہے
کیا کہیے نظیر آگے یہ زور تماشا ہے

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ولہ

ہوا جو آکے نشان آشکار ہولی کا
بجا رباب سے ملکر ستار ہولی کا
سرود رقص ہوا بے شمار ہولی کا
ہنسی خوشی مین بڑھا کاروبار ہولی کا

زبان پہ نام ہوا بار بار ہولی کا

خوشی کی دھوم سے ہر گھر مین رنگ بنوائے
گلال عبیر کے بھر بھر کے تھال رکھوائے
نشونکے جوش ہوئے راگ رنگ ٹھہرائے
جھمکتے روپ کے بن بن کے سوانگ دکھلائے

ہوا ہجوم عجب ہر کنار ہولی کا

گلی مین کوچے مین غل شور ہو رہا اکثر
چھڑکنے رنگ لگے یار ہر گھڑی بھر بھر
بدن مین بھیگے ہین کپڑے گلال چہرونپر
مچی یہ دھوم تو اپنے گھرونسے خوش ہوکر

تماشا دیکھنے نکلے نگار ہولی کا

بہار چھڑکوان کپڑون کی جب نظر آئی
ہر عشق باز نے دل کی مراد بھر پائی
نگہ لڑا کے پکارا ہر ایک شیدائی
میان یہ تمنے جو پوشاک اپنی دکھلائی

خوش آیا اب ہمین نقش و نگار ہولی کا

تمھارے دیکھ کے منھ پر گلال کی لالی
ہمارے دل کو ہوئی ہر طرح کی خوشحالی
دکھانے دی مے گلرنگ کی بھری پیالی
جو ہنسکے دو ہمین پیارے تم اسگھڑی گالی
تو ہم بھی جانین کہ ایسا ہی پیار ہولی کا

جو کی ہی تمنے یہ ہولی کی طرفہ تیاری
تو ہنسکے دیکھو ادھر کو بھی جان یکباری
تمھاری آن بہت ہمکو لگتی ہی پیاری
لگا دو ہاتھ سے اپنے جو ایک پچکاری
تو ہم بھی دیکھین بدن پر سنگار ہولی کا

تمھارے ملنے کا رکھکر ہم اپنے دلمین دھیان
کھڑے ہین آس لگا کر کہ دیکھ لین اک آن
یہ خوشدلی کا جو ٹھہرا ہی آنکر سامان
گلیمین ڈالکے باہین خوشی سے تم پہچان
پنھاؤ ہمکو بھی اکدم یہ ہار ہولی کا

ادھر سے رنگ لیے آؤ تم ادھر سے ہم
گلال عبیر ملین منھ پہ ہو کے خوش ہر دم
خوشی سے بولین ہنسین ہولی کھیلکر باہم
بہت دنون سے ہمین تو تمھارے سر کی قسم
اسی امید مین تھا انتظار ہولی کا

بتونکی گالیان ہنس ہنس کے کوئی سہتا ہی
گلال پڑتا ہی کپڑونسے رنگ بہتا ہی
لگا کے تاک کوئی منھ کو دیکھ رہتا ہی
نظیر یار سے اپنے کھڑا یہ کہتا ہی
مزا دکھادے ہمین کچھ بھی یار ہولی کا

ولہ

چلا جب گھر سے اک دلبر دلونکو حسن سے چھلنے
عرق کو رخ کے پلکونکی جھپک پنکھا لگی جھلنے
لکھے تسخیر کے سو نقش اور تعویذ ہیکل نے
لگا یا دام زلفون کے شکن نے پیچ نے بل نے

بنایا پان نے رنگ اور سنبھالا سحر کاجل نے

وہ مکھڑے کی جھلک آئینہ جسکو دیکھ ہو حیران — وہ کاکل کی کھلت جسپر فدا ہو سنبل و ریحان
مسی اور پان سے بھی منفعل ہون سنبل ریحان — مرا دل دیکھتے ہی اُس صنم کو ہو گیا شادان
نگاہیں دمبدم سو عیش و عشرت سے لگیں ملنے

کئی بار اُسکی جانب مین نے جب بھر کر نظر دیکھا — وہ عالم حسن کا اُسکے بہت مجھکو پسند آیا
وہ آنکھیں پیاری پیاری بھولی بھولا سادہ رُخ اُسکا — کبھی خورسند ہو کے ہو ہو کی کبھی بولا اہاہا
عجب لوٹے مزے اُسوقت نظارون کی اٹکل نے

ہوئی دلکو مرے اُس آن حاصل کیا ہی خوشوقتی — اُسے بھولا سمجھکر مین نے دیکھی ہر ادا اُسکی
کبھی رُخ پر کبھی زلفون کی جانب ٹکٹکی باندھی — نہ بولا منھ سے ہرگز دیکھکر وہ خورسندی میری
مگر کچھ کچھ تبسم کی شکر لب سے لگا ملنے

وہ جسدم مسکرایا پھر تو مین خوش ہوکے کھل کھیلا — ہوا دل کو یقین میرے کہ یہ محبوب ہی بھولا
نہ یان کچھ خوف تیوری کا نہ یان خطرہ تھا خنجر کا — مجھے کر چل سے غافل بھولی صورت کا بنا نقشہ
کیا اِکبار منھ غصہ مین سُرخ عیار اچپل نے

مرے ہوش اُڑ گئے یارو جب اُسکی شکل یہ دیکھی — وہین گھبرا گیا اور سٹ پٹایا عقل سب بھولی
کہا دل مین کرون اب کیا سمجھ تو ہو گئی اُلٹی — اب اس ظالم کے ہاتھون سے بچاؤن کیونکر اپنا جی
اُٹھا کر جھٹ قدم وان سے لگا گھر کی طرف چلنے

جب اُس عیار نے دیکھا کہ اب مین یانسے چل نکلا — کہا ہنسکر ارے پُرفن کہان تو جانے پاویگا
یہ سُنکر اور بھی گھبرا گیا مین خوف سے اُس جا — چلا ڈرتا جو آگے کو تو وہ پھر ہنس کے یون بولا
اڑا کر مفت نظارے بچا اب تم لگے ٹلنے

کہا جب اُسنے یہ پھر تو حواس اپنے مجھے بھولے
ٹھٹھک کر رہ گیا اُس جا نہ ہر گز چل سکا آگے
دکھائی عاجزی منت بھی کی وہ ہاتھ بھی جوڑے
ادب سے یون کہا اب تو ہوئی تقصیر یہ مجھسے
لگے قطرے پسینے کے مرے منھ سے وہین ڈھلنے

نہ آیا رحم کچھ اُس کو بہت مین نے سماجت کی
نگہ نے سامنے آتے ہی سینے مین سنان جڑ دی
کمندِ زلفِ پر خم نے بھی گردن کی پھر جکڑی
لگے غمزے لگانے تیر ادھر دکھلا کے سو پھرتی
اُدھر سے تیغ ابرو کی بھی پھر کیا کیا لگی چلنے

ادھر آن و ادا الپٹی کرشمون نے اُدھر گھیرا
اُدھر پلکون کی نوکون نے چبھویا دل مین نشتر سا
ادھر انداز نے دھیج کی کیا دیوانہ و شیدا
ادھر آنکھون کے جادو نے بنایا باؤلا کیا کیا
اُدھر کین پھبتیان کیا کیا نگاہون کی بھی چھل بل نے

کرے کیا وان کوئی جس جا یہ صورت آ کے ٹھہرے
سہا دے دلکو پھر کیونکر کرے کیا اور کیسے روکے
کہون کیا اسگھڑی کچھ بن نہ آیا دوستو مجھ سے
دکھا کر مجھکو اپنی دان زبردستی کے یہ نقشے
وہین دل لے لیا جھٹ پٹ نظیر اُس شوخ چنچل نے

ولہ

ملنے کا ترے رکھتے ہین ہم دھیان ادھر دیکھ
بھاتی ہے بہت ہمکو تری آن ادھر دیکھ
ہم چاہنے والے ہین ترے جان ادھر دیکھ
ہولی ہے صنم ہنسکے تو اک آن ادھر دیکھ
اے رنگ بھرے نو گل خندان ادھر دیکھ

ہم دیکھنے تیرا یہ جمال اسگھڑی ایجان
آئے ہین یہی کرکے خیال اسگھڑی ایجان
تو دل مین نرکھ ہم سے ملال اسگھڑی ایجان
مکھڑے پہ ترے دیکھ گلال اسگھڑی ایجان
ہولی بھی یہی کہتی ہے ایجان ادھر دیکھ

اب زرد یہ چیرا جو ترے سر پہ چھا ہے
اور اُس پہ طرّہ جو زری کا بھی دھرا ہے
نیمہ بھی ترا رنگ سے کیسر کے بھرا ہے
پوشاک پہ تیری گل صد برگ فدا ہے
نرگس تری آنکھوں پہ ہے قربان ادھر دیکھ

ہولی کی طرب ہے جو ہر اک جا میں نمودار
سنتے ہیں کہیں راگ کہیں مے سے ہیں سرشار
ہے دل میں ہمیں تو تری نظروں سے سروکار
پچکاری ہمارے تو لگا یا نہ لگا یار
ہمکو تو فقط ہے یہی ارمان ادھر دیکھ

ہے دھوم سے ہولی کے کہیں شور کہیں غُل
ہوتا نہیں کچھ رنگ چھڑکنے میں تامل
دف بجتے ہیں سب ہنستے ہیں اور دھوم ہے بالکل
ہولی کی خوشی میں تو نکر ہم سے تغافل
اے جان ہمارا بھی کہا مان ادھر دیکھ

ہے دید کی ہر آن طلب دلکو ہمارے
بیٹھے ہیں فقط تیری نگاہوں کے سہارے
ہیں یاں جو کھڑے آنکے اُس شوخ کے مارے
ہم ایک نگہ کے ترے مشتاق ہیں پیارے
ٹک پیار کی نظروں سے مری جان ادھر دیکھ

ہر چار طرف ہولی کی دھومیں ہیں اہا ہا
دیکھو جدھر آتا ہے نظر زور تماشا
ہر آن جھمکتا ہے عجب عیش کا جمگھا
ہولی کو نظیر اب تو کھڑا دیکھئے ہے یاں کیا
محبوب یہ آیا ارے نادان ادھر دیکھ

اندھیری رات کا بیان

لاتی ہے جب اپنا یہ شروعات اندھیری
کرتی ہے اُجالے کے تئیں مات اندھیری
دیتی ہے غریبوں کو سکاقات اندھیری
دکھلاتی ہے خوباں کی ملاقات اندھیری
ہر عیش کی کرتی ہے عنایات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

جس وقت ہوئی رات اندھیری وہ دھواں دھار
گر اس میں کہیں شور ہو یا غل ہوا اک بار
معشوق کا شوق سے جا بھڑ گئے للکار
ایدھر سے اُدھر ہو گئے دو چار قدم پار
پر لاتی ہے اس ڈھب کی مہمات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

جب یار چلا اوڑھ کے کالا سا دوشالا
جا مل گئے اور دل کا بھی ارمان نکالا
کمبل کو اِدھر ہم نے بھی کاندھے پہ سنبھالا
منہ اُسکے رقیبوں کا کیا خوب سا کالا
کیا وصل کی رکھتی ہے کرامات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

بوسہ لیا منہ موڑ الگ ہو رہے چپکے
سینے کا وہ پھل توڑ الگ ہو رہے چپکے
چھاتی سے لگا چھوڑ الگ ہو رہے چپکے
اغیار کا سر پھوڑ الگ ہو رہے چپکے
اس ڈھب کی تو رکھتی ہے عجب گھات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

کل یار نے اور ہم نے جو پی سے کے گلابی
اتنے میں رقیب آ گیا بو سونگھ شتابی
اور عیش لگے کرنے جو ہو ہو کے شرابی
گر چاندنی ہوتی تو بڑی ہوتی خرابی
ٹالے ہے سب آئی ہوئی آفات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

سوتے تھے جو ہم اس میں سُنے غیر کے کھٹکے
ہم ہنستے رہے اُس نے ڈھپک ڈھوے جو مارے
چھپ چھپ گئے اُٹھ دونوں وہیں نیچے پلنگ کے
کتنا ہی ٹٹولا جو اُجالا ہو تو پا دے
چوری کی بھی رکھ لیتی ہے کیا بات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

معمول ہے جب چاند کا چھپتا ہے اُجالا
ہوتا ہے عجب کھیل پریرو سے دوبالا
محبوب پری شکل صراحی و پیالا
نہ روکنے والا نہ کوئی ٹوکنے والا
اس لوٹ کی کرتی ہے مدارات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

جس کوچے میں جا ہا وہیں کرنے لگے پھیری
بیٹھے کہیں اُٹھے کہیں جلدی کہیں دیری
اور اسمیں کہیں ملگئی گر حسن کی ڈھیری
پھر جب تو نہ کہ میری نہ میں کچھ کہوں تیری
کام عیش کے لاتی ہے لگا سات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

تھا شوخ سے کل رات عجب سیر کا کھٹکا
بوسونکی مدارات کا سینونکے لپٹنے کا
آیا جو چغلخور تو بندہ وہیں سٹکا
وہ ٹکریں کھاتا ہوا پھرتا رہا بھٹکا
رد کرتی ہے سب سر کی بلیات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

تھی شب کو اندھیری تو عجب ڈھب کی نظارہ
سو عیش و طرب سے تھے ہم اس یار کے ہمراہ
نکلے تھے ہمیں ڈھونڈھنے اُس دم کئی بدخواہ
مل مل ہی گئے تو بھی نہ دیکھا ہمیں واللہ
کیا عیش کی رکھتی ہے طلسمات اندھیری
کام آتی ہے عاشق کے بہت رات اندھیری

ولہ

جو نوجوان ہیں اُنکے دل میں گمان کیا ہے
جو ہم میں کس ہے اُن میں تاب و توان کیا ہے
بوڑھا ادھیڑا اسکا ڈھمکا فلان کیا ہے
بیٹھے جو ہو مقابل ٹھے میں جان کیا ہے

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ہر وقت دل ہمارا اُمگ رہی بھاتا ہے ۔ تیر اب تلک ہمارا تودے ہی چھانتا ہے
ہر شوخ گلبدن سے گہری ہی چھانتا ہے ۔ اس بات کو ہماری اللہ ہی جانتا ہے

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

چاہیں تو گھوڑ ڈالیں سو خوبرو کو دم میں ۔ اور میلے چھان ماریں وہ زور ہے قدم میں
سینہ پھڑک رہا ہے خوبان کے درد و غم میں ۔ پٹھوں میں وہ کہاں ہیں جو گرمیاں ہیں ہم میں

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ڈھیلے ہوئے ہیں ہم تو خوبانکے درد و غم سے ۔ اور جھریاں پڑی ہیں انکے غم و الم سے
مونچھیں سفید کی ہیں اس ہجر کے ستم سے ۔ بوڑھا ہیں بچا نو اللہ کے کرم سے

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

کوئی بھی بال تن پر میرے نہیں ہے کالا ۔ خوبان کے درد و غم کا ان پر پڑا ہے پالا
آکر جوان مقابل ہووے کوئی ہمارا ۔ خالق سے ہے یقین یہ دکھلاے وہ بچھیا

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ہے یار سو برس کی ہوئی اپنی عمر آخر ۔ دکھلاے جس گھڑی ہیں میدان تیغ ور آکر
اور جھریاں پڑی ہیں سارے پہ شکادیر ۔ رستم کو بھی سمجھتے اپنے نہیں برابر

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ہم اور جوان ملکر دل کے تئیں لگاویں ۔ اور اپنے اپنے گل سے ملنے کی دل میں لاویں
جاکر انھونکے گھر پر جب زور آزماویں ۔ وہ گرد یوار کودیں ہم کوٹھا پھاند جاویں

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

جاتے ہین روز جتنی خوبان کی بستیان ہین
سو سو طرح کے حیلے جی مین اکستیان ہین
ہر آن دید بازی اور شہبت پرستیان ہین
کیا جوش بھر رہی ہین کیا جوش مستیان ہین
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

جو ہمکو جانے بوڑھا سو وہ ہے شیخ چلی
ہاتھی کو وا سمجھین جیسے چوہے کو بلی
ہم چھیڑ ڈالین اب بھی خوبانکو کر کے کھلی
رہتم سے اک گھڑی مین پچھاڑین تو ہتلی
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

دنیا مین طاقت اپنی مشہور اسقدر ہے
جنگل مین ہاتھی چیتا یا کوئی شیر نر ہے
کوچون مین اور مکان مین دیکھو جدھر ادھر ہے
ہر اک کے دل مین اپنا ہی خوف اور خطر ہے
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

کرتے ہین ہم جو یارو اب دھوم اور دھڑکے
پیتے ہین مے کے پیالے چلتے ہین یارو تڑکے
دیکھے جوان تو اسکے چھٹ جائین دم مین چھکے
کیا کیا نظیر ہم بھی کرتے ہین اب جھمکے
اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ولہ

کیا بات ہے جو گلرخ نظرین چھپائے ہمسے
ہم وہ میان ہین اللہ پالا نڈا لے ہمسے
کچھ ہو یہ دو نگاہین ہنسکر ملا لے ہمسے
رہتے ہین ہاتھ باندھے اب حسن والے ہمسے
اک دم کو آ گئے ہین منہ مت چھپالے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پیارو آنکھین لڑا لے ہمسے

[illegible]س حسن کا پڑا ہے کا تو نہین جب سے جھنکا
[illegible]یدار کی طلب کو پیالا لا بنا نین کا
ہو کر فقیر پہنے جامہ رنگا ہے تن کا
سیلی پہن کے تا کا منکا پھرا کے منکا

اک دم کو آ گئے ہیں منہ مت چھپاے ہم سے
ٹک ہنسکے اور پیارے آنکھیں لڑاے ہم سے

اپنی تو عشق ہی میں گذری جوانی پیری
اے دل چلو کہ دلبر ہے وقت دستگیری
یا کاکلوں کے پھندے سے یا زلف کی اسیری
پھرتے ہی دیکھنے کو اب ٹھان کے فقیری

اک دم کو آ گئے ہیں منہ مت چھپاے ہم سے
ٹک ہنسکے اور پیارے آنکھیں لڑاے ہم سے

آگے بھی بھیس ہمنے بدلے ہیں کتنی بار جی
جوگی بھی بن چکے ہیں مندیل بھی سنواری
زنار باندھی قشقہ کھینچا ہے ہوشیاری
آزاد بن کے اسدم ہیں دید کے بھکاری

اک دم کو آ گئے ہیں منہ مت چھپاے ہم سے
ٹک ہنسکے اور پیارے آنکھیں لڑاے ہم سے

بانکے بھی ہو کے ہمنے اس دید کو اڑایا
بانک وٹیا و بلم گدکا و لٹھ پھرایا
شمشیر اور سپر کو اک عمر کھڑکھڑایا
چھپ سکا تمہارا اسدم ہمکو جو یاد آیا

اک دم کو آ گئے ہیں منہ مت چھپاے ہم سے
ٹک ہنسکے اور پیارے آنکھیں لڑاے ہم سے

پھر کتنے روز ہمنے بچاپتے کا پالا
پنجرا اگلہری طوطا شکرا شکار والا
اس حال میں بھی کتنے خوبان کو دیکھ ڈالا
اب دیکھنے کو تیرے یہ سوانگ کر کے لالا

اک دم کو آ گئے ہیں منہ مت چھپاے ہم سے
ٹک ہنسکے اور پیارے آنکھیں لڑاے ہم سے

شیشے میں مدتوں تک ہمنے پلنگ اتارا
کتنے پری رخوں کو جا پیر سے میں مارا

تصویرین بچپا بھی کتنے دنون بچارا | اب دیکھنے کو تیرے ہو کر فقیر یارا

اک دم کو آگئے ہین منہ مت چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑا لے ہمسے

کشتی مین کتنی مدت ہمنے بدن کو توڑا | سو گلبدن کے تن کو من مانتا مروڑا
جو ڈھب تھا اُس ہنر کا کوئی نہ ہمنے چھوڑا | اب خوبرو کا پیارے دنیا مین دیکھ توڑا

اکدم کو آگئے ہین منہ مت چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑا لے ہمسے

جوڑے کبوترونکے کتنے دنون اُڑائے | آنکھو سے چنگ کڑتے کھلین پتنگ بنائے
گھٹ والے بن ہزارون چھاپے تنک لگائے | ہین دیکھے جو دل مین لاکھون مزے سمائے

اکدم کو آگئے ہین منہ مت چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑا لے ہمسے

پھر لعل بھی لڑائے اور گلدمین بھی پالین | خینگل مین گل لگائین اور بٹیریان سنبھالین
ڈبیونمین ڈال کبھی ہل بکریان بنالین | کیا کیا نہ ہمنے پیارے پیر شہد کیان نکالین

اکدم کو آگئے ہین منہ مت چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑا لے ہمسے

اس شہر مین ہزارون گو خوبرو بتان ہین | لیکن بتا تو اسکی یہ پیاری انکھڑیان ہین
کس مین یہ کھلبلاہٹ کس مین یہ شوخیان ہین | انداز کر کے دل مین تجھ مین جو خوبیان ہین

اکدم کو آگئے ہین منہ مت چھپا لے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑا لے ہمسے

جیبرا دی ہو کے سہنے لٹو چکّی بنائے
پتھر ہو کے سر مرد اسکے سر بہت لگائے
اُسمین بھی کتنے لڑکے خیر اد پر چڑھائے
ریجھیون تلک لڑائے بندر تلک نچائے

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پیرو آنکھین لڑائے ہمسے

اب تو نظیر تیرا ہی مہمان پیارے
بوسہ کوئی دلا دے ہونٹون سے جان پیارے
آ کر گلے لپٹ جا اے مہربان پیارے
تیرے ہی دیکھنے کا رکھ دلمین دھیان پیارے

اِک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اور پیرو آنکھین لڑائے ہمسے

ولہ

ہین مرد اب وہی کہ جنھون کا ہی تن درست
رہتا نہین کسی کا سدا مال و تن درست
حرمت اُنھین کے واسطے جنکا چلن درست
دولت رہی کسیکی نہ باغ و چمن درست

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

دیکھا ہین اب انھون نے تحقیق کیئے بادشاہ
جس پاس تندرستی و حرمت کی ہو سپاہ
جنکے بدن درست ہین دن رات سال و ماہ
ایسی پھر اور کون سی دولت ہی واہ واہ

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جو گھر مین اپنے میری و حشمت پناہی ہی
یہ تندرستی یا وہی بادشاہی ہی
بن تندرستی سب وہ خرابی تباہی ہی
سچ پوچھیے تو عین یہ فضلِ الٰہی ہی

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

گر دولتون سے اُسکا بھرا ہی تمام گھر
ہو تندرست گرچہ یہ مفلس ہی سربسر
بیمار ہی تو خاک سے بدتر ہی سب وہ زر
پھر نہ کسی کا خوف نہ ہرگز کسی کا ڈر

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

عاجز ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو
قیدی ہو یا اسیر ہو پر تندرست ہو
بے زر ہو یا امیر ہو پر تندرست ہو
مفلس ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

اسمین تمام ختم ہین عالم کی خوبیان
قسمت سے جب یہ دونون میسر ہون پھر تو وان
ہو تندرستی اور ملے حرمت سے آب و نان
پھر ایسی اور کونسی دولت ہی میری جان

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

پروا نہین اگرچہ لکھا یا پڑھا نہ ہو
حسن وجمال و علم و ہنر گو ملا نہو
محتاج حق سوا یہ کسی اور کا نہ ہو
اک تندرستی چاہیے کچھ ہووے یا نہو

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

بیمار گرچہ لاکھ طرح سے ہو بادشاہ
تو اُسکو جانیے نہ گدا سے بھی ہی تباہ

ہم تو اُسی کو شاہ کہیں اور جہاں پناہ
اب جسکا تن درست ہو حرمت سے ہو نباہ

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ہوں گرچہ لاکھ دولتیں بیمار کے کنے
بہتر ہیں مفلسی کے میاں جانیے چنے
اور نعمتوں کے ڈھیر لگے ہوں بنے ٹھنے
جو تندرست ہیں وہی دولہا ہیں اور بنے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جب تندرستیوں کی رہیں دل میں بستیاں
کھانے کو نعمتیں ہوں و یا فاقہ مستیاں
پھر سو طرح کے عیش ہیں اور مے پرستیاں
سب عیش اور مزے ہیں جو ہوں تندرستیاں

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

چاہا جو دل نے نشہ کو تو وہیں منگا لیا
آیا جو عیش دل میں خوشی سے اڑا لیا
محبوب دلبروں کو گلے سے لگا لیا
جو مل گیا سو پی لیا چاہا سو کھا لیا

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

آیا جو دل میں سیر چمن کو چلے گئے
بیٹھے اُٹھے خوشی میں ہر اک جا چلے پھرے
بازار چوک سیر تماشے میں خوش ہوئے
جا کے مزے میں رات کو یا خوش ہو سوئے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

قدرت سے یہ جو تن کی بنی ہی ہر ایک کل
جب تک یہ کل بنی ہو جبھی تک پڑے ہے کل
گر ہو خدا نخواستہ ایک کل بھی چل بچل
پھر نہ خوشی نہ عیش نہ کچھ زندگی کا پھل

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

اونی ہو یا غریب تونگر ہو یا فقیر
یا بادشاہ شہر کا یا ملک کا وزیر
ہی سب کو تندرستی و حرمت ہی دلپذیر
جو تو نے اب کہا سو یہی سچ ہے اے نظیر

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ولہ

دکھ کی دولت ہو تو اسکو بھی تباہی بوجھیے
سکھ سے رہنا خلق مین خوش دستگاہی بوجھیے
روشنی کو غم سے ہر جاگہ سیاہی بوجھیے
صحت و حرمت کو نت حشمت پناہی بوجھیے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

صحت و حرمت سے گر اللہ یان کر دے نباہ
اس برابر کونسا ہے پھر جہان مین عز و جاہ
اب جو ہم اسباب کے رتبے کو کرتے ہین نگاہ
کیا کسی عاقل نے یہ نکتہ کہا ہے واہ واہ

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

اُسکے سب محتاج ہین اب شاہ سے تا گدا
جسکا تن سالم رہا اور پت حرمت سے بھرا
آبرو اور تندرستی جسکو حق نے کی عطا
پھر جہان مین اُس سا یارو کونسا ہے بادشا

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

دولتین جتنی ہین سب ان دولتوں سے ہین تلے
عزت و حرمت بڑی دولت ہے اللہ سب کو دے
آبرو اللہ رکھے اور عمر حرمت سے کٹے
ہر گھڑی ہر آن ہر دم خلق مین پیار سے رہے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

آبرو دنیا مین یارو موتی کی سی آب ہے
جس کنے ہے یہ اسی کا سب ادب آداب ہے
تندرستی اور بھی پھر عیش کا اسباب ہے
نہ رہین یہ زندگی تو پھر خیال و خواب ہے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ہین جہانتک خلق مین پیر و جوان خرد و کبیر
کیا تونگر کیا غنی کیا پیشوا اور کیا فقیر
عالم و فاضل گدا و بادشہ میر و وزیر
سب جہان مین ہین اسی نکتہ کے قائل ہے نظیر

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ولہ

کیا علم انھون نے سیکھ لیا جو بن لکھے کو بانچے ہین
دل انکے تار ستارونکے تن انکے طبل طمانچے ہین
اور بات نہین منھ سے نکلے بن ہونٹ ہلائے جانچے ہین
منھ چنگ زبان دل سارنگی پا گھنگرو ہاتھ کمانچے ہین

ہین راگ انھین کے رنگ بھرے اور بھاو انھین کے سانچے ہین
جو بے گت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہین

گل باجے بجکر ٹوٹ گئے آواز لگی جب بجلنے
اور جھم جھم گھنگرو بند ہوے تب گت کا انت لگے پانے

سنگیت نہیں یہ سنگت ہے ٹو بھی جس سے سنت مانے
یہ ناچ کوئی کیا پہچانے اس ناچ کو ناچے سو جانے

ہیں راگ اُنھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ اُنھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

جب ہاتھ کو دھویا ہاتھوں سے جب ہاتھ لگے تھرکانے کو
اور پانو کو کھینچا پانو سے جب پانو لگے گت پانے کو

جب آنکھ اُٹھائی ہنسنے سے جب نین لگے مٹکانے کو
سب کانچھ کچھے سب ناچ نچے اُس رسیا چھیل رجھانے کو

ہیں راگ اُنھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ اُنھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

جو آگ جگر میں بھڑکی ہے اُس شعلہ کی اُجیالی ہے
جو مُنہہ پہ حسن کی [illegible] ہے اُس [illegible] کی سب لالی ہے

جس گت پر اُنکا پانو پڑا اُس گت کی چال نرالی ہے
جس مجلس میں وہ ناچے ہیں وہ مجلس سب سے خالی ہے

ہیں راگ اُنھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ اُنھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

سب گھٹنا بڑھنا چھین لیا ادھر اور دیا اُدھر وہ مدھر ترانا
بن تان رنگ رلاتے ہیں جب نرت نرالا کرتے ہیں

بن گھنگرو چھمک دکھلاتے ہیں بن جوڑے من کو ہرتے ہیں
بن ہاتھوں بھاؤ بتاتے ہیں بن پانوں گھٹ گگ بھرتے ہیں

ہیں راگ اُنھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ اُنھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

تھا جنکی خاطر ناچ کیا جب صورت اُنکی آ کے گئی
کہیں آپ کہا کہیں ناچ کیا اور تان کہیں لہرا کے گئی

سب کچھ ہیلی سُندر کی چھب نین اندر چھا گئی
اک مورت چھب سی آن کے گئی اور جو تھیں جوت سما گئی

ہیں راگ اُنھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ اُنھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سُر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

سب ہوش بدن کا دور ہوا جب گت پہ آ مردنگ بجی
تن بھنگ ہوا دل دنگ ہوا سب آن گئی بے آن سجی
یہ ناچ نظیر اب یاں جسکے چکھا ناچ اجی
جب بوندی چادر باد میں تان کا آخر نکلا جی

ہیں اگ انکھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انکھیں کے سانچے ہیں
جو گت لے سر تال ہو ہیں تال پکھاوج ناچے ہیں

ولہ

بیٹھے ہیں اب جہاں میں سبزی کے عشق والے
دلشاد سرخ آنکھیں سرسبز منہ اجالے
پیتے ہیں سبز طرے کھاتے ہیں تر نوالے
کیا دیکھتا ہے بیٹھا او یار حسن والے

پی عاشقوں میں آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

غیروں کی تو نے اکثر معجون تو ہے کھائی
سرخی ذرا بھی تیری آنکھوں تلک نہ آئی
گر دیکھنی ہے تجھکو کچھ عیش کی چڑھائی
آنکھیں دوال پاکھے اور ہلا دیں چارپائی

پی عاشقوں میں آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

گھوٹے ہے یوں ست تیرے خاطر رقیب بھڑوا
اب پوستی کریگا تجھکو وہ چور رسڑوا
دیکھیگا جب تو لے گا تیرا اتار کھڑوا
گر سیر دیکھنی ہے تو کر کے دل کو کڑوا

پی عاشقوں میں آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

کھا کر افیم ظالم مت ہو جیو اٹھی
تن سوکھ کر بھیا وہ ست آوازہ ہوگی دھیمی
ایدھن پہنچنا بنا ہو اسکے گلشن اسی
عاشق تو اب اسکے سن مست ہیں قدیمی

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

تاڑی و سیندھی بوزا ظالم اگر پیے گا　　پچھوے گا پیٹ تیرا یا بیٹھ رتے کرے گا
پیکر شراب ناحق کیچڑ مین گر پڑے گا　　اور یہ نشہ تو کوٹھے چھجے پہ لے اڑے گا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

گانجا پیے سے ہوگا تیرا شعور جھرّا　　اور چرس کے پیے سے تجھکو لگے گا کھرّا
چاہے اگر اڑانا عشرت کا نا زنجرّا　　لو بہین ہار بدھی اور سر پہ رکھے کا طرّا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ہین اس نشہ مین ظالم سو رنگ کے دھڑا کے　　تو نٹ کی ٹھمک کا ہٹ سونٹے کے سو کھڑا کے
گر دیکھنے ہین تجھکو کچھ عیش کے جھڑا کے　　تو جھاڑ اپنے نیچے اور سر کو جھڑ جھڑا کے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایکدم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

سبزے کا وہ نشہ ہے اڑ غم کی دھول جاوے　　تیار تن بدن ہو اور دل بھی پھول جاوے
آنکھون کے آگے آکر سرسون سی پھول جاوے　　عشرت کی لہرین آوین دکھ درد بھول جاوے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپّر ہالے

پیسا ہو پاس یارو یا مفلسی سہین گے　　پر سبزیون کے یان تو دریاؤ ہی بہین گے

کونڈے کے اس طرف کو یا اُس طرف رہیں گے — اب تو نظیر پیارے ہر دم یہی کہیں گے

پی عاشقوں میں آکر دو رنگ کے پیالے
جو ایک دم میں تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ولہ

کیوں عبث بیٹھا ہے ڈالے کان میں غفلت کا تیل — خلق میں کیا کیا مچی ہے سبزیوں کی ریل پیل
کھول زلفِ عیش کو اور ڈال بیلے کا پھلیل — پھر چڑھا وے آسمانِ عیش پہ عشرت کی بیل

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

[illegible] سے تمام پیلے لال و شہباز کا — ہانک پھر چڑھنے کو گھوڑا باز ہاتھ او پر اٹھا
اور نشہ کی جنس تجھ میں جو ہاتھ لگ جاوے سو کھا — بھنگیاں در باغ رفتہ بیر گٹھلی سب روا

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کا کھیل
چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

جسنے اس دنیا میں آکر ایک دن بھی پی نہ بھنگ — اُسنے سچ پوچھو تو کیا دیکھا جہاں کا آب و رنگ
گر تجھے کچھ دیکھنے ہیں زندگی کے رنگ ڈھنگ — تو منگا نیری کو اور سب دوستوں کو لیکے سنگ

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

کل مجھے دریا پہ خواجہ خضر جو مل گئے — سبز پیراہن گلے میں ہاتھ میں اعصا لیے
کم خوراک اور ناتوانی کے گلے میں جب کیے — تب تو دو منہ دیکھ میرا ہنسکے یوں کہنے لگے

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل — چھوڑ سب کاموں کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

پھر کہا مین اُنسے یون اے میرے ہادی رہنما — مین نے کچھ دیکھا نہین دنیا مین آنے کا مزا
جی بھی رہتا ہے اُداس اور دل بھی رہتا ہے خفا — سوچ سوچ آخر اُنھون نے پھر یہی مجھسے کہا

کونڈی سونٹے کو بچا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

مرشد و مولا سے پوچھا مین نے اے پیر زمن — سیری کچھ لگتی نہین اللہ سے دل کی لگن
سنکے بولے وہ بتا دین ہم تجھے اسکا جتن — جا شتاب اور جلد سبزی لے کے اک دو چار من

کونڈی سونٹے کو بچا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

گر رہے تیرے پاس تو سبزی کا تو بیوپار کر — کوٹھیان مٹکے گھڑے کونڈے صراحی بھر کے دھر
ٹاٹ کے بورے سیلا کھٹے کھودا کوئین بھی بھر — بیٹھ گھر مین چین سے دن رات اور شام و سحر

کونڈی سونٹے کو بچا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

اور تجھے کھیتی کی قدرت ہے تو سبزی کو بُوا — باغ مین گھر مین صحن مین پیڑ سبزی کے لگا
گھونٹ سبزی چھان سبزی اور سبزی مین نہا — دیکھ بھی سبزی کو اور سبزی ہی پی سبزی ہی کھا

کونڈی سونٹے کو بچا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

یہ سخن تو سب نشے بازون مین اب ہوگا مچا — یعنی سبزی کا نشہ اب سب نشون کا ہے چچا
جون سے سلطان بھنگ سے تو جو پوچھیگا بچا — وہ یہی تجھکو کہیگا اب تو شور و غل مچا

کونڈی سونٹے کو بچا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل — چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

یہ وہ سبزی ہی جسے پیتے ہین یان آکر فقیر
گرتو چاہے اب سخن سرسبز ہو اور دلپذیر
طفل اور بوڑھے کو یا تو تی جوان کے حق مین کھیر
توکوئی دوچار من سبزی منگا کر اے نظیر

کونڈی سوٹنے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

ولہ

جب پھول کا سرسون کے ہوا آکے کھسنتا
ہنسنے بھی دل اپنے کے تئین کرکے پخنستا
اور عیش کی نظرون سے نگاہون کا لڑنتا
اور ہنس کے کہا یار سے اے لکڑ بھونتا

سکتے تو بنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

اک پھول کا گیندون کے حنگا یار سے بھرا
جب آنکھ سے سورج کے ڈہلا رات کا لبرا
دس من کا لیا یارکند ہا ہاتھ کا گجرا
جا یار سے ملکر یہ کہا اے مرے رجسرا

سکتے تو بنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

تھے اپنے گلے مین تو کئی من کے پڑے ہار
آنکھون مین نشہ مے کے اُبلتے تھے دھوان دھار
اور یار کے گجری بھی تھے اک دھونکی مقدار
جو سامنے آتا تھا یہی کہتے تھے للکار

سکتے تو بنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پگڑی مین ہمارے تھے جو گیندون کے کئی پیڑ
ساقی نے بھی ٹھکے سے دیا منھ کے تئین بھیڑ
ہر جھونک مین لگتی تھی بسنتو کے تئین اٹیر
ہر بات مین ہوتی تھی اسی بات کی چھیڑ

سکتے تو بنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پھر راگ بسنتی کا ہوا آن کے کھٹکا
دل کھیت مین سرسون کے ہر اک پھول کے اٹکا
دھونے کے برابر وہ لگا یا جنے جھٹکا
ہر بات مین ہوتا تھا اسی بات کا لٹکا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

جب کھیت پہ سرسونکے دیا جاکے قدم گاڑ
سب کھیت اُٹھا سر کے اُپر رکھ لیا جھجھاڑ
محبوب نگیلون کی بھلی ک ساتھ لگی جھاڑ
ہر جھاڑ سے سرسونکے بھی کہتی تھی ابھی جھاڑ

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

خوش بیٹھے ہین سب شاہ و وزیر آج اہاہا
دل شاد ہین ادنے و فقیر آج اہاہا
بلبل کی نکلتی ہے صفیر آج اہاہا
کہتا یہی پھرتا ہی نظیر آج اہاہا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

ولہ

تنہا نہ اُسے اپنے دل تنگ مین پہچان
ہر باغ مین ہر دشت مین ہر سنگ مین پہچان
ہر گلبن بارنگ مین نیرنگ مین پہچان
منزل مین مقامات مین فرسنگ مین پہچان
نت روم مین اور ہند مین اور زنگ مین پہچان
ہر راہ مین ہر ساتھ مین ہر سنگ مین پہچان
ہر عزم ارادہ مین ہر آہنگ مین پہچان
ہر دھوم مین ہر صلح مین ہر جنگ مین پہچان

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

پھل پات کہین شاخ کہین پھول کہین بیل
نرگس کہین سوسن کہین بیلا کہین ابیل
آزاد کوئی سب سے کسی کا ہے کہین میل
ملتا ہے کوئی راکھ چنبیلی کا کوئی تیل
کرتا ہے کوئی ظلم کو لیتا ہے کوئی جھیل
باندھے کہین تلوار اُٹھاتا ہے کوئی سیل
ادنٰی کوئی اعلٰی کوئی سوکھا کوئی ڈنڈ بیل
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ کھیل

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

گاتا ہی کوئی شوق مین کرتا ہی کوئی حال
چھانے ہی کوئی خاک اُڑاتا ہی کوئی مال

ہنستا ہی کوئی شاد کسیکا ہی برا حال
روتا ہی کوئی ہوکے غم و درد مین پامال

ناچے ہی کوئی شوخ بجاتا ہی کوئی تال
پہنے ہی کوئی چیتھڑے اوڑھے ہی کوئی شال

کرتا ہی کوئی ناز دکھاتا ہی کوئی بال
جب غور سے دیکھا تو اُسی کی ہی یہ سب چال

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

جاتا ہی حرم مین کوئی قرآن بغل مار
کہتا ہی کوئی دیر مین پوتھی کی سماچار

پہونچا ہی کوئی پار بھٹکتا ہی کوئی وار
بیٹھا ہی کوئی عیش مین پھرتا ہی کوئی زار

عاجز کوئی بیکس کوئی ظالم کوئی لٹھ مار
مفلس کوئی ناچار تونگر کوئی زردار

زخمی کوئی ماندا کوئی اچھا کوئی بدکار
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ اسرار

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

ہی کوئی دلی دوست کوئی جان کا دشمن
بیٹھا ہی پہاڑون مین کوئی پھرتا ہی بن بن

مالا کوئی جپتا ہی کوئی شوق مین سمرن
چھوڑے ہی کوئی مال سمیٹے ہی کوئی دھن

نکلے ہی جواہر کے کوئی پہن کے ابرن
لوٹے ہی کوئی خاک مین رو رو کے ملا تن

جوگی کوئی بھوگی کوئی سوگی کوئی سوگن
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ سب فن

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

سردی کہین گرمی کہین جاڑا کہین برسات
دوزخ کہین بہشت کہین ارض و سموات

حورین کہین غلمان کہین پریان کہین جنات
سختی کہین راحت کہین گردش کہین سکنات
تارے کہین سورج کہین برج اور کہین بنات
اوجڑ کہین بستی کہین جنگل کہین دیہات
شادی کہین ماتم کہین نور اور کہین ظلمات
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین طلسمات

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

بیچے ہی جو ہر کوئی زر و سیم و طلا رانگ
دیتا ہی کوئی ہاتھ سے لیتا ہی کوئی مانگ
ٹھہرا ہی کوئی چور لگاتا ہی کوئی تھانگ
گھنٹا ہی کہین جھانجھ کہین سنکھ کہین بانگ
مارے ہی کوئی پارے کو بناوے کوئی مرگانک
محتاج کوئی قوت کا رکھتا ہی کوئی دانگ
ملتا ہی کوئی پوست کو چھانی ہی کوئی بھانگ
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ سب سوانگ

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

ناری کوئی بادی کوئی خاکی کوئی آبی
باتین کوئی بیٹھا ہوا کرتا ہی کتابی
مارے ہی زٹل کوئی کہین جیب ہی دابی
کالا کوئی گورا کوئی پیلا کوئی آبی
صوفی کوئی زاہد کوئی بدمست شرابی
پیتا ہی کوئی کیف کوئی مے کی گلابی
سچا کوئی جھوٹا ہی کوئی رند خرابی
ہین اُسکی ہی قدرت کے یہ سب لال گلابی

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

کیا حسن کہین پایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا رنگ یہ رنگو دیا ہی اللہ ہی اللہ
کیا عشق کہین چھایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا نور یہ جھمکایا ہی اللہ ہی اللہ

کیا دھوپ ہی کیا سایا اللہ ہی اللہ — کیا مہر ہی کیا مایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا ٹھاٹھ یہ ٹھہرایا ہی اللہ ہی اللہ — کیا بھید نظیرؔ آیا ہی اللہ ہی اللہ

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

چاندنی رات کا بیان

صحن چمن مین واہ وا زور کھلی تھی چاندنی — چاند ہو رہین لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی
آیا تھا یار گلبدن پہن کے بادلا زری — چمکے تھی تارتار مین سے کی جھلک ذری ذری
بوس و کنار جام و مے عیش و طرب خوشی خوشی — اسمین کہین سے یک بیک مرغ سحر نے بانگ دی

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی کی جی مین رہ گئی

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھیں کیا بیان — چھوٹی تھیں ماہتاب مین نہرون کی ہتابیان
آگے چنی تھیں صف بصف مے کی گلابیان — ہمکو نشون کی مستیان یار کو نیم خوابیان
سینون تھیں اضطرابیان آنکھون تھیں بیحجابیان — اسمین فلک نے رشک سے ڈالین یہ کچھ خرابیان

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی کی جی مین رہ گئی

شب کو دلون مین واہ وا زور ہی ہونگار تھے — ہمسے دو چار یار تھا یار سے ہم دو چار تھے
دونون دلون پیار تھا دونون گلون مین ہار تھے — وصل سے بیقرار تھے عیش کے کاروبار تھے
سینے مین آسمان کے تیر حسد کے پار تھے — ایک پلک مین ناگہان سب وہ مزے شرار تھے

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی — یار بغل سے اُٹھ گیا جی کی جی مین رہ گئی

چاندنی واہ چاندنی کرتی تھی کیا جھلک جھلک
جام کے لب سے ہر گھڑی نکلے تھی مے چھلک چھلک
عیش و طرب کی لذتیں ہونے لگیں جو یک بیک
چہک رہی تھیں بلبلیں باغ رہا تھا سب مہک
یار بغل میں غنچہ لب بوسوں کی سو لپک لپک
ایسے مزے میں عیش میں آہ کہیں سے ہٹ دھک

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

ایک طرف تو نور میں ماہ رہا تھا جگمگا
دونوں دلوں میں لذتیں دونوں ہوں عیش تھا
ہونٹوں سے ہونٹ لگ رہے سینے سے سینہ مل رہا
ایک طرف وہ رشک مہ میری بغل میں تھا پڑا
مے کی گلابی ہاتھ میں آنکھوں میں چھا رہا نشا
اتنے میں آہ یک بیک کیا ہی غضب یہ ہو گیا

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

واہ ہوئی تھیں رات کیا چاندنی کی اجالیاں
شوخ بغل میں ناز سے کھولے تھا زلفیں کالیاں
ہم بھی نشے میں مست تھے ساقی کی پیکے پیالیاں
جھوم رہی تھیں باغ میں بلبل و گل کی ڈالیاں
خوش ہو گلے لپٹ لپٹ دیتا تھا میٹھی گالیاں
جھلکے فلک نے اس میں ہاے آ کے تھیں اٹھا لیاں

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

کیا ہی چمن میں شب کو واہ برسی تھی نور کی جھڑی
غنچہ دہن تھا بے خبر پی تھی جو مے کڑی کڑی
چشم سے چشم لب سے لب چھاتی سے چھاتی جب لڑی
تار نشو کے تھے بندھے ٹوٹے تھی چاندنی جھڑی
دیتا تھا بوسے پیار سے سینے سے لگ گھڑی گھڑی
کیا ہی گھڑی تھی عیش کی آہ پھر بلا یہ آ پڑی

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی میں رہ گئی

باغ تھا یا کہ خلد وہ یا کہ بہشت یا ارم
چاندنی تھی وہ چاندنی چاندکا رنگ جس سے کم
دونون تھے وہان مست ہو سوئے پلنگ پہ جبکہ ہم
یار تھا یا کہ حور وہ یا کہ پری وہ یا صنم
پیتے تھے مے گھڑی گھڑی لیتے تھے بوسہ دمبدم
عیش مزا تھا وصل کا اسمین نظیر ہی ستم

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

موسم برسات کے بیان مین

رات لگی تھی واہ واہ کیا ہی بہار کی جھڑی
شمع و چراغ گلبدن بارہ دری تھی باغ کی
مینہ کے مزے ہوا کے غل مے کے نشے گھڑی گھڑی
موسم خوش بہار تھا ابر و ہوا کی دھوم تھی
یار بغل مین غنچہ لب رات اندھیری جھک رہی
اسمین کہین سے ہے ستم ایسی اک آ یون چلی

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

شب کو ہوئین اہاہا زور مزونکی مستیان
سبزہ و لونکی بستیان جنسے بسا خوشی کی بستیان
اسمین فلک نے یک بیک لوٹین دلونکی بستیان
بجلی کی شکلین تیتیان بوندین پڑین پتیان
دھومون مین بستیان جھیلین نرالی کستیان
سارے نشے وہ لٹ گئے کھوئین مے پرستیان

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار رہ گئی

برسی جھڑین کیا ہی جھوم جھوم رات گھٹائین کالیان
بجلیون کی اُجالیان بارہ دری کی جالیان
چلتی تھین مے کی پیالیان منہ پہ نشونکی لالیان
کوئلین بولین کالیان بہ چلے نالی نالیان
عیش کی جھومین ڈالیان باہین گلونکی ڈالیان
اسمین فلک نے دوڑ کر سب یہ ہوائین کھا لیان

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار بہگئی

ابر و ہوا کے واہ واہ شب کو عجب ہی زور تھے | بھیگ رہا تھا سب چمن مینہ کے جھڑا کے زور تھے
غوک و پپیہے مور تھے جھینگروں کے بھی شور تھے | بادہ کشی کے دور تھے عیش و طرب کے جھور تھے
باغ سے تا بہ باغیاں جتنے تھے شور بور تھے | آ پڑے اسمیں ناگہاں یہ جو خوشی کے چور تھے

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار بہگئی

چار طرف سے ابر کی واہ اٹھی تھی کیا گھٹا | بجلی کی جگمگاہٹیں رعد رہا تھا گڑگڑا
برسے تھا مینہ بھی جھوم جھوم چھاجوں اُمنڈ اُمنڈ پڑا | جھونکے ہوا کے چل رہے یار بغل میں لوٹتا
ہم بھی ہوا کی لہر میں پیتے تھے مے بڑھا بڑھا | دیکھ ہمیں اس عیش میں سینہ فلک کا پھٹ گیا

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار بہگئی

رونق و مزے سے رات کو برسے تھا مینہ چھمک چھمک | بوندیں تھیں ٹپک ٹپک پانی پڑے چھپک چھپک
جام رہے چھلک چھلک شیشہ رہے بھبک بھبک | یار بغل میں بانمک عیش و طرب تھے بیدھڑک
ہم بھی نشہ میں خوب چہک رہے تھے بہک بہک | کیا ہی سماں تھا عیش کا اتنے میں آہ یک بیک

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار بہگئی

کیا ہی مزا تھا واہ واہ ابر و ہوا کا یار و کل | برسے تھا مینہ سنبھل سنبھل آ گئے رہی تھی شمع جل
عیش و نشاط بر محل بادہ و ریکا تھا محل | شوخ سے بھر رہی بغل دل میں قرار جی میں کل

پیتے تھے مے مچل مچل لیتے تھے بوسے پل بہ پل
اسمین نظیر یک بیک آکے یہ پیچ گئے خلل

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار بہہ گئی

بیان عالم بہار

شب کو چمن مین واہ واہ کیا ہی بہار تھی مچی
پھول کھلے تھے پھول پھول غنچے کھلے کلی کلی
بیلا چنبیلی رائے بیل موتیا جوہی سیوتی
باد صبا بھی چلتی تھی عطر و گلاب مین بسی
حوض پڑے جھلکتے تھے نہر ہلورین لیتی تھی
شوخ بغل مین غنچہ لب مے کے نشو نکی تازگی
عیش و طرب کی لہر مین رات جب آدھی ڈھل گئی
اسمین کہین سے ہو غضب نکلی جو مکر چاندنی

صبح کے ڈر سے ھڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دعا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

رات تو کیا ہی عیش کی ٹھہری تھی آکے انجمن
تارے کھلے تھے سر بسر پھول کھلے چمن چمن
نرگس و ناز و یاسمن سوسن و طرہ نسترن
کبک تدرو خندہ زن بلبل و قمری نعرہ زن
یار بغل مین گلبدن سرخ گلے مین پیرہن
سینہ بسینہ تن بہ تن عیش و طرب کے سب برن
اسمین رقیب دل شکن آیا گجر کا کر کے فن
تھا لی کہین سے لا شتاب بج ہی چکا ٹھکن ٹھکن

صبح کے ڈر سے ھڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دعا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

باغ مین شب کو واہ واہ کیا ہی مزے کے گھور تھے
طوطی و بگلے مور تھے فاختہ کے بھی شور تھے
شوخ بھی اپنے زور تھے اُسکے بھی ہم بہ زور تھے
تو تڑے کر کے بور تھے چہچہے بھی پور پور تھے
یار ہمارا چاند تھا چاند کے ہم چکور تھے
دونون چکیپی چکور تھے دونون تپنگ ڈور تھے

مے کے نشوں کے شور تھے کچھ رے بھی شور بور تھے
بولا رقیب دوں دیے دوڑیو یارو چور تھے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا میں آگئے مفت بہار لٹ گئی

کیا ہی سحر تھے رات کو یار دہیں تجھے کیا کہوں
شوخ بغل میں نے وفنوں عیش و طرب فزوں فزوں
یار کے باندھ اور فسوں اپنے بھی عشق او جنوں
اسمیں رقیب بدشگون کچھ نہ بنا تو وہ زبوں
صحن چمن ارم نموں ڈالیاں جھومیں سرنگوں
مے کے بھی گے جو شخصوں پھر نشوں میں لالہ گوں
جام بچا رہے منہ لگوں عیش بچا رہے دمادموں
پچھلے ہی پہر سے کے مرغ بولا ہی آکے ککڑوں کوں

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا میں آگئے مفت بہار لٹ گئی

لوٹیں ہیں کیا ہی ہنسنے واہ رات مزے بہار کے
کاکل مشکبار کے طرۂ آبدار کے
باہیں گلے میں یار کے بوس و کنار پیار کے
بھاگا رقیب یار کے ہاتھوں پہ ہاتھ مار کے
انکھڑیوں سرمہ دار کے لعل مسی نگار کے
مے کے نشوں کے تار کے پھولوں کے شاخسار کے
ہاتھوں میں گجرے تار کے بیچ گلو میں ہار کے
کچھ نہ بنا تو دی اذان کوٹھے پہ جا پکار کے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا میں آگئے مفت بہار لٹ گئی

رات ہوئی تھی واہ واہ کیا ہی نشے رسا رسا
شوخ بغل میں چاند سا دیتا تھا بوسے ہنس ہنسا
جامہ بدن میں چمپئی چمپا پھول ہوا تھا بس بسا
اسمیں رقیب گرگ سا کر کے سحر کا وسوسا
پیتے تھے مے بسا بسا پھولوں میں ہم بسا بسا
زلفوں میں اسکی دل پھنسا آن ادا میں جی بسا
نیند میں یار رسمسا لی تھی جمائی کسمسا
لاکے نقارہ یا دہل ڈھول تھوں بجا کسا

صبح کے ڈر سے ہر ایک یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی

کیا ہی نظیر رات کو عیش کے تھے مقابلے ۔ مے کے نشے اُبل چلے دل کے فراخ حوصلے
جی بہ خوشی کے در کھلے رنج و تعب کے حوصلے ۔ شوخ کے ناز چلبلے بوسو نکے تھے معاملے
ناز و ادا کے جو چلے عیش و طرب کے قلقلے ۔ یار لپٹ رہا گلے دل مین خوشی کے ولولے
اسمین رقیب دم بدم بولا ہی کر کے اشتلے ۔ باندھو کمر مسافر و کوچ کرین ہین قافلے

صبح کے ڈر سے ہر ایک یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی

معجزہ حضرت عباس بن علی کرم اللہ وجہہ

جو محب ہین خاندانِ مصطفےٰ کے دوستدار ۔ اور علی مرتضیٰ پر جان و دل سے ہین نثار
سب سنین دلشاد ہو یہ ماجرا تفصیل وار ۔ ہین جو عباس علی کرار غازی نامدار
اُنکا مین اک معجزہ لکھتا ہون با عز و وقار

آٹھ کاٹ اک شہر ہی وان ایک ساہو کار تھا ۔ جتنے وان زردار تھے اُن سب مین وہ سردار تھا
مال و زر کا گھر مین اُسکے جا بجا انبار تھا ۔ اُسکے اک بیٹا سعادتمند برخوردار تھا
گلبدن گل پیرہن گلرنگ گلرو نامدار

دوسرا اُسکے کوئی بیٹی نہ بیٹا تھا مگر ۔ ایک بیٹا تھا وہی سرو روان رشک قمر
تھا پہناتا اُسکو پوشاک اور جواہر سر بسر ۔ بسکہ اکلوتا جو تھا اسواسطے اُس کے اوپر
باپ بھی جی سے فدا اور ماں بھی تھی دل سے نثار

اُن دنون مین تھا برس تیرہ کا اُسکا سن و سال ۔ جب نظر آیا اُسے ماہِ محرم کا ہلال

تعزیہ خانوں میں جاتا چھپ کے وہ رعنا غزال
مرثیوں میں سنتے شاہِ کربلا کے غم کا حال
کوٹتا سینے کو اور ماتم سے روتا زار زار

تعزیے کے سامنے ہو کے مؤدب سر جھکا
مورچھل رو رو ضریح پاک پہ جھلتا کھڑا
جب علم اٹھتے تو پھر لڑکوں کے ساتھ افسوس کا
یا حسین ابن علی کہکر علم لیتا اٹھا
لوگ دیکھ اسکی محبت ہوتے تھے حیران کار

شام سے آکر وہ تشتوں میں جلاتا دمبدم
اٹھتے او سجا کے شمعیں چڑھاتا دمبدم
عود و سوز و شمعیں اگر لا کر کراتا دمبدم
اہل مجلس کے تئیں شربت پلاتا دمبدم
سب وہ کرتا تھا غرض جتنا تھا انکا کاروبار

لیکن اسکے باپ کو ہرگز خبر اتنی نہ تھی
جب سنا اسنے تو بیٹے پر بہت تاکید کی
جھڑکا اور مارے طمانچے خوب سی تنبیہ کی
اور کہا اے بے حیا بدبخت موذی مدعی
ذات سے کیا تو نکالیگا مجھے اے نابکار

اسکے دل میں تو شہید کربلا کا جوش تھا
تعزیہ پر دھیان تھا اور مرثیہ پر گوش تھا
باپ تو کرتا نصیحت اور وہ خاموش تھا
نے طمانچوں کا اسے نے جھڑکیوں کا ہوش تھا
اٹھ گیا تھا اسکے دل سے صاف سب ننگ و عار

باپ نے تو دیکھیں یہ اسپر کیا پیچ و تاب
رات کو پھر تعزیہ خانوں میں جا پہنچا شتاب
پھر پکڑ لایا اسے جا کر بصد حالِ خراب
الغرض سو سو طرح اسپر لیے پیچ و عتاب
اسنے پر جانا نہ چھوڑا اس مکاں کا زینہار

اپنا بیگانہ اسے جا کر بہت سمجھاتا تھا
پر کسیکا کب کہا خاطر میں اسکی آتا تھا
رونا اور ماتم ہی کرنا اسکے دل کو بھاتا تھا
تعزیہ خانے کی جانب یونہی وہ دوڑا جاتا تھا

جسطرح عاشق کسی معشوق کا ہو بیقرار

جب تو سب نے تنگ ہو کر مصلحت ٹھانی بہم
جس سے کرتا ہے ماتم اور اُٹھاتا ہے علم
کیون نہ اب اسدم وہی ہاتھ اسکا کاٹ ڈالو قلم
کہہ کے یہ آخر کو سب نے سمجھ قیامت ہے ستم
کاٹ ڈالا ہاتھ جلد اُس بے گنہ کا ایک بار

الغرض کر ہاتھ اُس مظلوم کا تن سے جدا
کوٹھری مین بند کرکے اور قفل اوپر جڑا
نے اُسے کھانا کھلایا نے اُسے پانی دیا
شام تک بھوکا پیاسا کوٹھری مین تھا پڑا
دیکھ اپنے ہاتھ کو روتا تھا ڈاڑھین مار مار

وہ اندھیری کوٹھری وہ بھوک پانی کی پیاس
ہاتھ سے لوہو کی بوندین ٹپکتین آس پاس
کس مصیبت مین پڑا وہ گلبدن زرین لباس
ہاتھ زخمی خون جاری دل پریشان جی اداس
کس سے مانگے داد اور کس کو پکارے بار بار

وہ تو اپنی بیکسی کے درد مین روتا تھا وان
اسمین کیا ہے دیکھتا اُس کوٹھری کے درمیان
ہوگیا اک بارگی نور تجلّی کا نشان
اِس تجلی مین نظر آیا اسے اک نوجوان
کاندھے کے اوپر علم پہلو مین تیغ آبدار

داستانہ ہاتھ مین اور پشت کے اوپر سپر
تن مین اک سینہ زرہ اور خود زرین فرق پر
داہنے کو تیر و کمان بائین کو شمشیر و تبر
جسطرح ابر سیہ مین برق ہووے جلوہ گر
اسطرح اُس کوٹھری مین آگیا وہ شہسوار

اُسنے جب اس نوجوان کے نور کی دیکھی جھلک
تھا مجسم وہ تو حق کا نور سر سے پانوں تک
دیکھتے ہی اُسکا ہیبت سے گیا سینہ دھڑک
مُند گئین آنکھین وہین اور رہ گئین پلکین جھپک
ہوگیا بیہوش وہ مجبور زخمی دل فگار

تاب کسکی ہی جو اُس چہرے کے آگے تاب لائے ۔۔ ماہ کیا گر شمس بھی دیکھے تو اپنا سر جھکائے
ایسے طالع ایسی قسمت یہ نصیبا کوئی پائے ۔۔ ایسا شہزادہ مقدس جسکے گھر تشریف لائے
آدمی کیا ہی فرشتوں کا نہیں عزّ و وقار

وہ تو وہ نورِ تجلی دیکھ محو تھا پڑا ۔۔ اس عنایت اس کرم کا کچھ بھی یارو تھا
آپ گھوڑے سے اُترکے نورِ چشم لاتا ۔۔ اُس بریدہ دست کو اُسکے وہ یا تن سے ملا
اور کہا اُٹھ جلد اے آلِ نبی کے دوستدار

وہ جو آنکھیں کھول کر دیکھے عجب انوار سے ۔۔ روشنی سے جسکی روشن سب در و دیوار ہے
ہاتھ کو دیکھا تو خاصا ہاتھ بھی تیار ہے ۔۔ نہ تو اسمیں درد ہے نہ خون کا آثار ہے
رہ گیا اکبارگی حیرت میں وہ مظلوم زار

پھر جو اُس لڑکے کو اُسمیں ہوش سا کچھ آ گیا ۔۔ ہو تصدق اور وہیں پاؤں کے اوپر گر پڑا
اور کہا در رومرا تو ہاتھ تن سے تھا جدا ۔۔ یہ تمہیں سے ہو سکا جو پھر وہ یا تن سے ملا
سچ بتاؤ کون ہو تم اے امیرِ نامدار

باپ نے تو میرے مجھ پر یہ ستم برپا کیا ۔۔ ہاتھ کاٹا قید کی اور سو تعدی و جفا
مجھ سے بیکس پر جو تمنے کی یہ کچھ لطف و عطا ۔۔ اب خدا کے واسطے جلد بتا اے سخیا
اپنا کچھ نام و نشان مجھ سے کہو تفصیل وار

جب کہا حضرت نے ہم بھی آدمی ہیں اے عزیز ۔۔ بندۂ درگاہ رب العالمین ہیں اے عزیز
خاکسار و عاجز و اندوہگین ہیں اے عزیز ۔۔ جسکا تو کہتا ہے یا تم وہ ہمیں ہیں اے عزیز
آفریں صد آفریں اے پاک مومن دیندار

یہ ہلا ہی نشان آ پاک طینت متقی ۔۔ نام کو پوچھے تو ہوگا نام صاحب سے علی

کربلا کے دشت مین دولت شہادت کی ملی ۔۔۔ جو ہمین چاہیے ہمارا بھی اسے چاہیے ہی

جو ہمارا غم کرے ہم بھی ہین اُسکے غمگسار

سنتے ہی اس بات کے اکبار وہ لڑکا غریب ۔۔۔ ہوگیا شاد اور وہین سر رکھکے قدمونکے قریب
یون لگا کہنے بڑی قسمت بڑے میرے نصیب ۔۔۔ مین کہان عاجز کہان اللہ کے خاصے حبیب

مین تصدق ہون تمھارا یا شہ والا تبار

یہ کرم یہ لطف یہ بندہ نوازی کس سے ہو ۔۔۔ مجھ سے نالائق کی ایسی سرفرازی کس سے ہو
تمنے جو کچھ مجھ سے کی یہ چارہ سازی کس سے ہو ۔۔۔ یہ حمایت یہ مدد یا شاہ غازی کس سے ہو

اس عنایت اس کرم کا ہے تمھین پر کاروبار

مین جو اپنے ہاتھ سے کرتا تھا ماتم برملا ۔۔۔ اور رکھتا تھا علم بھی مین تمھارے جابجا
حق اگر پوچھو تو کسکا ہاتھ ہے کٹ کر ملا ۔۔۔ تمھین ہو سکا جو پھر دیا تن سے لگا

ورنہ کس مین تھی بھلا یہ قدرت و یہ اقتدار

وہ بھی راغب تھا جو اپنے درد کے اظہار کا ۔۔۔ ایک پل مین پھر نہ دیکھا نقش ماتم دار کا
کیا دیا تن سے ملا ہاتھ اپنے ماتم دار کا ۔۔۔ معجزہ دیکھو یہ ابنِ حیدر کرار کا

کس مین یہ قدرت ہو جز فرزند شیر کردگار

اب جو اُسکے ہاتھ پر کٹنے کی آئی تھی گرہ ۔۔۔ کچھ چھپین ہوتا گر وہ پھرتا یہ وہ یہ وہ
اب اُنھون نے کر دیا اک آن مین آتے ہی یہ ۔۔۔ یہ نہین دست اور کا دست ید اللّٰہی ہے یہ

جز ید اللہ ہو بھلا کس دست سے یہ دستکار

کیا حسین ابنِ علی نے جس لیا میدان مین ۔۔۔ اور ہین عباس علی کی بخششین ہر آن مین
جنکے بیٹونکی رہین دل خلق کے احسان مین ۔۔۔ کیون نہ پھر خالق کہے اُنکے پدر کی شان مین

لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

صبح کو اس کوٹھری کا خود بخود در کھل گیا ۔ باپ ماں دیکھیں تو اسکا ہاتھ تن سے ہے ملا
پوچھا یہ کیا تھا جو کچھ دیکھا تھا اُسنے سب کہا ۔ سنتے ہی دونوں نے پھر تو صدق سے کلمہ پڑھا
ہاتھ میں تسبیح لی زنار کو ڈالا اُتار

پھر ہوئی اس معجزہ کی شہر کی خلقت میں دھوم ۔ ہوگیا اس طفل پر سب شہر کا آکر ہجوم
دیکھتا تھا جو کوئی لیتا تھا اُسکے ہاتھ چوم ۔ اور لگا آنکھوں سے یوں کہتا تھا ہر دم جھوم جھوم
یہ اُنھیں کی دوستی کے گل نے دکھلائی بہار

الغرض ماں باپ اُسپر جان و دل سے ہو فدا ۔ لے کے لڑکے کو چلے دلشاد سوے کربلا
راہ میں کرتے تھے لوگ اُسکی زیارت جابجا ۔ جب وہ منزل پر اُترتے تھے تو وانکے لوگ آ
دمبدم کرتے تھے اپنا سیم و زر اُسپر نثار

کو بکو شہر نجف میں بھی یہ شور و غل پڑے ۔ اک محب پاک دل آیا ہے ہندوستان سے
وانکے بھی لوگ آئے سب اُسکی زیارت کے لیے ۔ اور لاکھوں شخص آئے دور اور نزدیک کے
اسقدر یہ معجزہ سب میں ہوا وان آشکار

کربلا کے پاس پہونچا جسگھڑی وہ ماہتاب ۔ اُن شریفوں کو ہوا حکم شہ عالیجناب
اک ہمارا دوست آتا ہے چلا جوں موج آب ۔ کرکے استقبال تم جا کر اُسے لاؤ شتاب
اُسکی لازم ہے تمھیں دلداری کرنی بیشمار

کربلا کے لوگ نکلے اُسکے استقبال کو ۔ لے گئے اسپ و شتر آرایش اجلال کو
کر زیارت چوم اُسکے دست خوش افعال کو ۔ سو تجمل سے غرض اُس صاحب اقبال کو
شہر میں لائے بصد اکرام و عز و افتخار

کام کیا کیا کچھ ہوئے اس سے خدا کی راہ کے | پھر خدا نے بھی انہیں یہ دست قدرت کے دیے
اسنے کٹوایا تو ہاتھ اب انکے ہاتھ کے لیے | کیوں نہ پھر تن سے ملاتے وہ تو منصف ہیں بڑے
سیکھ جا دے اسنے نصفت آ کے ہر نصفت شعار

جب ہوئے روضہ میں داخل وہ محبان علی | کر زیارت اور تصدق ہو کے دل سے ہر گھڑی
وان انھوں نے کچھ مکان بنوانے کی تجویز کی | لڑکا بنواتا پھرے تھا ہاتھ میں لیکر چھڑی
کی عمارت آخرش رنگین منقش زرنگار

دین بھی اسکو ملا دنیا بھی یارو دیکھیو | اور عجب پاک کھلایا ٹک اسکو دیکھیو
کیا محبت کے چمن کی ہے یہ خوشبو دیکھیو | کیا ہی طالع کیا ہی قسمت سے مجتو دیکھیو
انکی الفت کا نہال آخر یہ لایا برگ و بار

یا علی عباس غازی صاحب تاج و سریر | سب کے تم مشکلکشا ہو کیا غریب و کیا امیر
جان و دل سے اب تمھارے نام کا ہو کر فقیر | یہ غلام روسیاہ اب جسکو کہتے ہیں نظیر
آپ کے فضل و کرم کا یہ بھی ہے امیدوار

منقبت در شان امیر المومنین حضرت علیؑ

کروں کیا وصف میں اُن کا الم ناک | کہ جنکی شان میں آیا ہے لولاک
پھرا جو عرش اور کرسی پہ چالاک | کہاں وہ اور کہاں میرا یہ ادراک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

محمد رحمۃ للعالمین ہے | حبیب حق شفیع المذنبین ہے
رسول پاک ختم المرسلین ہے | کوئی ایسا خدائی میں نہیں ہے
لگا تحت الثریٰ سے تا بہ افلاک

محمد اور علی یاقوت احمر | دُرِ بحرِ خدا خاتون اطہر
زمرد لعل ہین شبیر و شبر | جواہر خانۂ قدرت کے اندر

یہی پانچون گہر ہین پنجتن پاک

انھین کیواسطے خلد عدن ہے | انھین کیواسطے نہر لبن ہے
جنھین انکی محبت کا چلن ہے | بہشتی حلّہ اور اُن کا بدن ہے

سدا شیر بہشت اور سایۂ پاک

جسے انکی محبت پل بہ پل ہے | اُسی کو دین اور دنیا کا پھل ہے
جو کوئی اُن کی اُلفت مین دغل ہے | تو اُس مرتد کی یارو یہ مثل ہے

کہ جیسے لیوے طوبے بیچکر ڈھاک

علی جو شہسوار لافتا ہے | امیر المومنین شیر خدا ہے
فلک ہیبت سے اُسکی کانپتا ہے | علی جو صفدر روز وغا ہے

کہ جسکی شرق سے ہے غرب تک دھاک

علی ہے قاتل کفار گمراہ | علی کا حکم ہے ماہی سے تا ماہ
نبی کا قوت بازو ید اللہ | اُٹھا دے چرخ کی گردش تو واللہ

ابھی تھم جاوے دم مین چرخ کا چاک

علی نے مہد مین چیرا ہے اژدر | علی نے کاٹ ڈالے عمرو و عنتر
اُکھاڑ ڈالا ہے اک حملے سے خیبر | خواص اشیا کا پھیرے گر وہ سر

تو ہو تریاک زہر اور زہر تریاک

علی کو مصطفے نے جی کہا ہے | علی کو جسمک جسمی کہا ہے

علیؑ کو لحمک لحمی کہا ہے | علیؑ کو روحک روحی کہا ہے
یہ سمجھے وہ خدا دے جسکو ادراک

علی کو خاص نسبت ہے نبیؐ سے | نبی کو راہ دل میں ہے علی سے
وہ دونون ایک تن اور ایک جی سے | کسی کو تاب کیا غیر از علی سے
جو پہنے مصطفےٰ کے تن کی پوشاک

علی کو جو کوئی پہچانتا ہے | برابر مصطفےٰ کے مانتا ہے
جو ان مین کچھ تفاوت جانتا ہے | وہ اپنے خاک سر پہ چھانتا ہے
لگائی اُسنے دوزخ کی مگر تاک

علیؑ کی دوستی مین جو مرے گا | اُسی کو باغ جنت کا ملے گا
علیؑ کے بغض مین جو جان دیگا | وہ ملعون دوزخ اندر یون جلیگا
کہ جیسے آگ پر جلتا ہے خاشاک

جسے وصفِ علی کچھ سالتا ہے | اُسیکو دوزخ آخر ڈھالتا ہے
جو اُنکا بغض دل مین پالتا ہے | گویا بھر بھر کے ڈلیان ڈالتا ہے
وہ اپنے دین اور ایمان مین خاک

جو رکھے دشمنی حیدر سے یکسو | وہ بیشک ہے سیہ دل اور سیہ رو
جو لے شبکی سے نام مرتضےٰ کو | نہ جاوے اُس شقی کے منہ سے بدبو
کرے گر شاخ سے طوبےٰ کی مسواک

پڑھون جس دم مناقب مین علیؑ کا | مجھے سینہ ہو نا لطف نار جی کا
حواس اُڑ جاوے ہر اک ناصبی کا | دھڑک جاوے کلیجہ مدعی کا

عدو کا دم میں ہو جائے جگر چاک

رہوں یاں جب تلک رکھ میری عزت — مروں تو کچھ نہ ہو مجھ کو اذیت
پھر آوے جس گھڑی روز قیامت — نظیر اپنے کی واں بھی رکھیو عزت

خداوندا بحق پنجتن پاک

در فنائے جہان و بقائے رحمان

دنیا میں کوئی خاص نہ کوئی عام رہیگا — نہ صاحب مقدور نہ ناکام رہیگا
زردار نہ بے زر نہ بد انجام رہیگا — شادی نہ غم گردش ایام رہے گا

نہ عیش نہ دکھ درد نہ آرام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ چرخ جو کھاتا ہے بڑا گنبد ازرق — یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہیں معلق
لوح و قلم و عرش بریں ثابت و مطلق — سب ٹھاٹھ یہ اک آن میں ہو جاویگا ہو حق

آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

لے عالم ارواح سے تا عالم جنات — انسان پری حور و ملک جن و جمادات
کیا ابر و ہوا جنگل و کہ ارض و سماوات — اک پھونک میں اڑ جاوینگے جوں نقش طلسمات

ہشیار نہ پختہ نہ کوئی خام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

گر علم و ہنر سے ہے کوئی خلق میں مشہور — یا کشف کرامات میں ہے صاحب مقدور
یا ایک کا ہے نام و نشان خلق میں مشہور — اک دم میں پلک مارتے ہو جاوینگے سب دور

مستور نہ مشہور رہ نہ گمنام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

مختار رہیگے خسرو سے جو کرتے ہین سدا کام
یا جبر سے مجبوری کے رکھتے ہین کئی دام
جب آکے فنا ڈالیگی اک گردش ایام
اک آن مین اٹھ جائیگا سب چیز کا الزام

مختار نہ مجبور رہ نہ خود کام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

اب دل مین بُرے اپنے جو کہلاتے ہین اغیار
سو مکر و دغا کرتے ہین اک آن مین تیار
جب آکے فنا ڈالیگی سر کے اوپر اک وار
اک وار کے لگتے ہی یہ ہو جاوینگے سب پار

نے مکر نہ حیلہ نہ کوئی دام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

کرتے ہین جو اب دل سے ریاضات عبادات
یا عمر کو کھوتے ہین یہ رندی و خرابات
جب آکے فنا چھوڑیگی شمشیر کا اک ہات
پھر صاف ہین دونون کی گنہگاری و طاعات

نے رند نہ عابد نہ مے آشام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

جھگڑے انکرے ملت و مذہب کا کوئی یان
جس راہ مین جو آن پڑے خوش رہے ہر آن
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآن
عاشق تو قلندر رہین نہ ہندو نہ مسلمان

کافر نہ کوئی صاحب اسلام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

جو شاہ کہاتے ہین کوئی انسے یہ پوچھے
دارا و سکندر وہ گئے آہ کدہر کو

مغرور نہ ہو شوکت و حشمت پہ وزیرو   اس دولت و اقبال پہ مت پھولو امیرو

نے ملک نہ دولت نہ سرانجام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

بیوپار جو کرتے ہیں ہر اک چیز کا زردار   آگے بھی دکانیں تھیں کئی اور کئی بازار
جس طور کا اب چاہیے کر لیجیے بیوپار   پھر جنس نہ دلال نہ مالک نہ خریدار

نے نقد نہ کچھ قرض نہ کچھ دام رہیگا
آخر وہی اللہ کا ایک نام رہیگا

اب جتنی کھڑی دیکھو ہو عالم میں عمارات   یا جھونپڑے دو کوڑی کے یا لاکھ کے محلات
کیا پست مکان کیا یہ ہوادار مکانات   اک اینٹ بھی ڈھونڈے کہیں آنے کی نہیں ہات

دالان نہ حجرہ نہ در و بام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ باغ و چمن اب جو ہر اک جا ہیں رہے پھول   یہ شاخ یہ غنچہ یہ ہرے پات پھل پھول
آجاویگی جب باد خزاں رنگے اُپر بھول   ہر خار کی ہر پھول کی اُڑ جاویگی سب دھول

نے زرد نہ سرخ اور نہ سیہ فام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

میخوار بھی کتنے ہوئے یاں مے کے ملاقی   ساقی بھی کئی ہو گئے محبوب زمانے
لا جام کوئی بھر کے جو ہو اور بھی باقی   فرصت ہے غنیمت کوئی دم کو ارے ساقی

نے مے نہ صراحی نہ ترا جام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ عاشق و معشوق جو کرتے ہیں بہم چاہ
آگے بھی بہت عاشق و معشوق تھے واللہ
وہ شخص کہاں جاتے رہے اے مرے اللہ
اس بات سے معلوم ہوا اب تو یہی آہ

نہ عشق نہ عاشق نہ دلارام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ٹک غور کرو اب ہیں کہاں مجنون و فرہاد
لیلی کہاں شیرین کہاں وہ ناز وہ بیداد
جو پھول کھلے واہ وہ سب ہو گئے برباد
ہم تم بھی غنیمت ہیں سُن او یار پریزاد

واں حُسن نہ یاں عشق کا ہنگام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

محبوب بنا جسنے تمھیں حسن دیا ہے
اُسنے ہی ہمیں عاشق جانباز کیا ہے
ملتا ہے تو مل لو یہی جینے کا مزا ہے
سب ناز و نیاز آہ یہ اک دم کی ہوا ہے

پھر ہجر نہ کچھ وصل کا پیغام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ملنے سے ہمارے جو تمھیں آتا ہے الزام
آتے دو یہ تم ہم سے ملے جاؤ سحر شام
پھر حسن کہاں اپنے رکھو کام سے تم کام
جھک مارتے ہیں وہ جو تمھیں کرتے ہیں بدنام

طوفان نہ بہتان نہ الزام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ شعر و غزل اب جو بناتے ہیں زبانی
آگے بھی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی
دیوان بنا یا کوئی قصہ کہ کہانی
کچھ باقی نظیر اب نہیں سب چیز ہے فانی

خمسہ نہ غزل فرد نہ ایہام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ولہ

گر شاہ سر پہ رکھکر افسر ہوا تو پھر کیا
اور بجر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
ماہی علم مراتب پر زر رہا تو پھر کیا
نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا
سب ملک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا

کیا رکھکے فوج لشکر کی سلطنت پناہی
پھیری دہائی اپنی سے ماہ تا بماہی
جب آنکر فنا کی سر پہ پڑی تباہی
پھر پھر رہا نہ لشکر نے تاج بادشاہی
دارا و جم و سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

یا ذات مین کہائے نامی اصیل ذاتی
جمشید فر کے پوتے نوشیروان کے ناتی
تھے آپ مثل دولھا اور فوج تھی براتی
جب چل بسے تو کوئی پھر سنگ تھا نہ ساتھی
ملک و مکان خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا

یا راج لبتی ہو کر دنیا مین راج پایا
چتوڑ گڑھ ستارا کالنجر اپنایا
جب توپ نے اجل کے آ مورچا لگایا
سب اڑ گئے ہوا پر کوئی نہ کام آیا
گڑھ کوٹ توپ گولہ لشکر ہوا تو پھر کیا

کتنے دنوں یہ غل تھا نواب ہین یہ خان ہین
یہ ابن پنجہزاری یہ عالی خاندان ہین
جاگیر و مال و منصب گو آج انکے یان ہین
دیکھا تو اک گھڑی مین نہ نام و نہ نشان ہین
دو دن کا شور چرچا گھر گھر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی دیکھو یہ ہین پیر خان جی
اور یہ ہین تہان تہانان اور یہ ہین مہر خان جی
پنجہ اٹھا قضا کا جب آ سے میر خان جی
پھر کے میر خان جی کے وزیر خان جی
عمدہ غنی تونگر با زر رہا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی گھوڑا ہے نامدار خان کا
یہ پالکی یہ ہاتھی ہے ذوالفقار خان کا
آیا قدم اجل کے جب تیس مار خان کا
پھر بھی کہیں نہ دیکھا پھر شہسوار خان کا

چھیان میگ ڈنبر در پہ ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی ڈیوڑھی ہے خان مہربان کی
یہ باغ یہ حویلی ہے مخلد ار خان کی
جب راج نے قضا کے کرنی بسولی ٹانکی
اک اینٹ بھی نہ پائی ہرگز کسی مکاں کی

رنگین محل سنہر اگر در ہوا تو پھر کیا

کتنوں نے بادشاہی کیا کیا خطاب پایا
شہروں بڑی گڈ امیں سکہ بڑا اپنایا
جب آن کر قضا نے نام و نشان مٹایا
وہ نام اور وہ سکہ ڈھونڈھا کہیں نہ پایا

دوروں کا مہر چھاپا در پہ ہوا تو پھر کیا

جاگیر میں کسی نے زرریز ملک پایا
کر بند و بست اپنا نظم و نسق بٹھایا
لیکر سند اجل کا جب فوجدار آیا
اکڑ نہیں حکم و حاصل سب ہو گیا پرایا

ہانسی حصار ٹھٹھا بھکر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی لشکر ہے طرہ باز خان کا
یہ خیمہ شامیانہ ہے شہنواز خان کا
آیا کٹک اجل کے جب یکہ باز خان کا
سر بھی کہیں نہ پایا پھر سرفراز خان کا

سردار میر بخشی بڑ مکر ہوا تو پھر کیا

ہاتھی پہ چڑھ کے نکلے یا خاصے گھوڑے اوپر
یا نالکی سنبھالی یا پالکی کی جھالر
یا لے صراحی حقہ دوڑے جلیب اندر
جب آ اجل پکاری صاحب رہا نہ نوکر

آقا ہوا تو پھر کیا نوکر ہوا تو پھر کیا

یا لیکے اک قلمدان اور رکھ قلم کو سر پہ
چوڑے حساب لاکھوں پھر سے لکھے سراسر

جب عمر کی کچہری چھانکی قضا نے آکر
پھر آپ نہ قلمدان کاغذ رہا نہ دفتر
منشی وکیل دیوان مر مر ہوا تو پھر کیا

پاسے قضا کی خدمت ہو بیٹھے آپ قاضی
محضر قبالے لکھے قضیئے چکائی شرعی
اعلام سنے قضا کا جب آ سنا پکاری
پھر محکمہ نہ جھگڑا قاضی رہا نہ مفتی
کوثر البید درہ در پر ہوا تو پھر کیا

کتوال بن کے بیٹھا یا صدر ہو مقرر
فاسق ڈریں ہزاروں اور چور کانپے تھر تھر
آیا قضا کا مردھا جس دم چھری اٹھا کر
کتوالی اور صدارت سب اڑ گئی ہوا پر
دو دن کا خوف و خطرہ اور ڈر ہوا تو پھر کیا

کہتے تھے کتنے ہم تو ہیں ذات میں کلان جی
ہم شیخ ہم مغل ہیں ہم ہیں پٹھان ہاں جی
جس دم قضا پکاری اب اٹھ چلو یہاں جی
پھر شیخ جی نہ سید مرزا رہے نہ خان جی
ذات و حسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر کیا

پاسے کے زر جہاں میں کرنے لگے تجارت
یا سیٹھ بن کے بیٹھے بنواسی بنا عمارت
کھولیں قضا نے سیاں جب کر کے اک اشارت
سب کوٹھی و دکانیں کر ڈالیں دم میں غارت
مال و مکان جواہر اور زر ہوا تو پھر کیا

یا ہو سپاہی بانکا ترچھا بڑا کہایا
بلدار باندھ چیرہ طرے کو جگمگایا
کھیتوں میں جا کے کو دا لاکھوں کے تیغ لگایا
جب منہ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن نہ آیا
یکتا شجاع بہادر صفدر رہا تو پھر کیا

گھوڑا اٹھا کے دو بانو جون میں ہو دلاور
مارے بھیچے بہا لے کھائی کٹار جمدھر
مارا قضا نے بھالا جس دم فنا کا آکر
پھر مردمی شجاعت سب ہو گئی برابر

خود و سلاح چلتہ بکتر ہوا تو پھر کیا

یا خانہ جنگی لڑ کر کھایا بدن مین ٹانکا
موچھون کو تاؤ دیکر سود وت وہات ہانکا
جب گھور کر قضا کے بانکے نے آکے جھانکا
ٹیڑھا رہا نہ ترچھا گنڈا رہا نہ بانکا

تیغا سپر قرابین جمدھر ہوا تو پھر کیا

یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت
مردون کے تئین جلایا عیسے کی کرامت
کھوئے مرض ہزارون دھوئی ہر اک جراحت
جب آئی سر پر اپنے پھر کچھ چلی نہ حکمت

لقمان یا فلاطون آکر ہوا تو پھر کیا

یا ہو نجومی کامل تارون کو چھان ڈالا
سورج گہن بچارے چندر گہن نکالا
برج و ستارے باندھے احکام کو سنبھالا
جب وقت اپنا آیا اسوقت کو نہ ٹالا

جوتش نجوم پنڈت پڑھکر ہوا تو پھر کیا

یا پڑھکے دو کتابین اور کر کے علم حاصل
یا بھوت جن اتارے مشہور ہوکے عامل
جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا مقابل
ملا رہا نہ سیانا عالم رہا نہ فاضل

تعویذ فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا

ماتھے پہ کھینچ ٹیکا یا ہاتھ دے کے مالا
پوتھی بغل مین دابی زنار کو سنبھالا
پوجا کتھا بکھانی کیا کیا شبد نکالا
کچھ بن سکا نہ آیا جب جان لینے والا

وید و پران پڑھکر مصر ہوا تو پھر کیا

یا پی کے کسنبے کی عیش کامیابی
لوٹا نشے مین بھر جا کر دیسے بے حجابی
جسدم قضا نے اپنی جھمکائی اک گلابی
پھر مے رہی نہ مینا نہ مست نہ شرابی

اکدم لبون پہ مے کا ساغر ہوا تو پھر کیا

حسن و جمال پاکر یا خوبرو کہایا
یا عشق میں کسی نے جی جان کو کھپایا
آکر پڑا اسے جوں ہی پھر جب دم اجل کا سایا
دونوں میں پھر کسی کو ڈھونڈا کہیں نہ پایا
عاشق ہوا تو پھر کیا دلبر ہوا تو پھر کیا

یا ہو کے پیرزادے کرنے لگے فقیری
کر کے مرید کتنے کی اُن کی دستگیری
جب پیرہن کی کفنی آکر اجل نے چیری
سب اُڑ گئی ہوا پر دم میں مریدی پیری
مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا

یا سر منڈا کے بیٹھے آزاد ہو تو سیلی
یا خود منڈے کہا کر سو روپ رنگ
میلے کیے ہزاروں مونڈے فقیر چیلے
جب آ قضا پکاری جا سو رہے اکیلے
تکیہ ہوا تو پھر کیا بستر ہوا تو پھر کیا

جوگی اتیت جنگم یا سیورا کہایا
یا کھول کر جٹا کو یا گھونٹ سر منڈایا
ترسول سے قضا کا جب وقت سر پہ آیا
نے بالکے کو چھوڑا نے آپ کو بچایا
نانک کبیر پنتھی کنبر بھرتھر ہوا تو پھر کیا

یا نیک ہو کے بیٹھے اچھے لگے کہانے
یا ہو کے بد ہر اک کے دل کو لگے ستانے
آکر کھچے اجل کے جب سر پہ شادیانے
تھے نیک و بد جہاں تک سب لگ گئے ٹھکانے
بہتر ہوا تو پھر کیا بدتر ہوا تو پھر کیا

کیا ہندو کیا مسلماں کیا رند و گبرو کافر
نقاش کیا مصور کیا خوشنویس شاعر
جتنے نظیر ہیں یاں آکر دم کے ہیں مسافر
رہنا نہیں کسی کو چلنا ہے سب کو آخر
دو چار دن کی شاعری یاں گر ہوا تو پھر کیا

ولہ

ہووے جو کوئی اُس بت خودکام سے واقف ۔۔۔ پھر عمر نہو پھر کبھی اسلام سے واقف
دل پاتا تو ہے چشم گل اندام سے واقف ۔۔۔ ساقی یہ پلا اُسکو جو ہو جام سے واقف
ہم آج تلک مے کے نہین نام سے واقف

نت مست رہے میکدۂ عشق مین رہکے ۔۔۔ سرشار نشون مین رہے پھرتے رہے بہکے
دیکھے نہ کبھی جور زمانے کی گرہ کے ۔۔۔ مستی کے سوا دور مین اُس چشم سیہ کے
کافر ہو جو ہو گردشِ ایام سے واقف

اس شوخ ستمگار کی جسبدن سے ہوئی چاہ ۔۔۔ ڈنکہ پھرتے ہی پھرتے غرض آخر ہوئے ناگاہ
جا ملک عدم مین بھی تڑپتے رہے واللہ ۔۔۔ مرکر بھی تہِ خاک نہ آسودہ ہوئے آہ
اے عشق نہ تھے ہم ترے انجام سے واقف

پہلے تو پھنسایا ہمین اُس نور نظر نے ۔۔۔ آخر کو لگا پھر ستم و ظلم ہی کرنے
اب آہ اسیری کے تڑپنے و کلہ ہمین ناچار ۔۔۔ صیاد کی اُلفت سے پھنسے آن کے ڈرنے
تھے کاہیکو ہم اس قفس و دام سے واقف

منت سے بھلا کب وہ ہلاتا ہے کسی کو ۔۔۔ چھوڑتا ہے دغا بازہی عیار ہے بدخو
ملنے تو بہت اسکی سمجھ رکھی ہے خوبو ۔۔۔ ملنے کا پیام اُس سے کھو جیا کے عزیزو
جو اسکے نہو وصل کے پیغام سے واقف

چاہو کہ پھر اب بیچ میں لو تم ہمین آزاد ۔۔۔ اب آہ یہ ہوتا نہین اے خسرو خوبان
ناحق دل صد چاک کو کرتے ہو پریشان ۔۔۔ اوروں سے قسم کھائیے اور ہم تو ہیں حیران
ہین خوب تمھارے قسم اقسام سے واقف

اور دل تو نہ بیٹھے کبھی خوبان کی میان چاہ ۔۔۔ اور بیٹھے تو ہو بیٹھے سب چیز سے آگاہ

روتا مجھے رہ رہ کے یہی آتا ہے واللہ | کوئی نہیں کرتا جو کیا تونے نظیر آہ
دل اُس کو دیا جسکے نہیں نام سے واقف

ولہ

رہے ہیں اب تو پاس اُس شوخ کی شام و سحر موتی | جبین پر موتی اور سر میں ہیں موتی مانگ پر موتی
ادھر کانوں اُدھر کچھ بالیوں میں جلوہ گر موتی | بھرے ہیں اُس پری میں اب تو یارو سر بسر موتی
گلے میں کانوں میں ہاتھوں میں جدھر دیکھو اُدھر موتی

کوئی اُس چاند سے ماتھے کے ٹیکے میں اُچھلتا ہے | کوئی بندوں سے مل کر کانوں کے نرموں میں ملتا ہے
لپٹ کر دُھدھگی میں کوئی سینہ پر مچلتا ہے | کوئی جھمکوں میں جھولے ہے کوئی بالی میں پلتا ہے
یہ کچھ لذت ہے جب اپنا چھداتے ہیں جگر موتی

کبھی وہ نازنین ہنسکر جو کچھ باتیں بناتی ہے | تو اک اک بات میں موتی کو پانی میں بہاتی ہے
اداؤ ناز سے چنچل عجب عالم دکھاتی ہے | وہ سمرن موتیوں کی انگلیوں میں جب پھراتی ہے
تو صدقے اُسکے ہوتے ہیں بڑے ہر پور پر موتی

غلط ہے اُس لب رنگین کو برگ گل سے کیا نسبت | کہ جسمیں ہے شفق اور چمپئی اور یاقوت کو حسرت
اُداہٹ کچھ مسی کی اور اُس پر پانکی رنگت | وہ ہنستے ہیں تو کھلتا ہے جواہر خانۂ قدرت
ادھر لعل اور اُدھر نیلم ادھر مرجان اُدھر موتی

کبھی جو بال لٹکے میں وہ موتی پروتی ہے | نزاکت سے عرق کی بوند بھی گھبرا کے دھوتی ہے
بدن بھی موتی اور سر پانو تک پسینے بھی موتی ہے | سراپا موتیوں کا پھر تو اک گچھا وہ ہوتی ہے
کہ کچھ وہ خشک موتی کچھ پسینے کے وہ تر موتی

گلے میں اُسکے جب موتیا کے ہار ہوتے ہیں | چمن کے گل سب اُسکے وصف میں موتی پروتے ہیں

نہ تنہا رشک سے قطرات شبنم دل میں روتے ہیں
فلک پر دیکھکر تارے بھی اپنا ہوش کھوتے ہیں
پہنکر جسگھڑی بیٹھے ہے وہ بیشک قمر موتی

وہ زیور موتیونکا واہ اور کچھ تن وہ موتی سا
پھر اُسپر موتیا کے ہار بازو بند اور گجرا
سراپا زیب و زینت میں وہ عالم دیکھکر اُسکا
جو کہتا ہوں ارے ظالم ٹک اپنا نام تو بتلا
تو ہنسکر مجھسے یوں کہتی ہے وہ جادو نظر موتی

کڑے پازیب توڑے جسگھڑی اُسمیں لٹکتے ہیں
تو ہر جھنکار میں کسطرح باہم جھگڑتے ہیں
کسی سے بھی پرے لڑتے ہیں کسی سے اب بگڑتے ہیں
کڑے سونیکے کیا موتی بھی اُسکے پاؤں پڑتے ہیں
اگر باور نہو دیکھو ہیں اُسکی کفش پر موتی

خفا ہو اندنوں کچھ روٹھہ بیٹھی ہے جو ہمسے وہ
تو اُسکے غم میں جو ہمپر گذرتا ہے سو مت پوچھو
چلے آتے ہیں آنسو دل پڑا ہے ہجر میں غش ہو
وہ دریا موتیونکا بہنے دیتا ہو تو پھر یارو
بھلا کیونکر نہ برساوے ہماری چشم تر موتی

شفق میں اتفاقاً جیسے سورج ڈوبکر نکلے
دیا ابر گلابی میں کہیں بجلی چمک جاوے
بیاں ہو کسطرح سے آہ اُس عالم کو کیا کہیے
تبسم کی جھلک میں یوں جھمکتے ہیں دانت اُسکے
کسی کے لب پہ جیسے کسطرح رہ جاتے ہیں بکھر موتی

ہمیں کیونکر نہ پیارا دوستو ہو موتیوں کہنے
جڑاؤ موتیونکے اس غزل پر وارئیے گہنے
سخن کی کچھ جو اُسکے دل میں ہے الفت لگی رہنے
نظیر اس ریختہ کو سن وہ ہنسکر یوں لگی کہنے
اگر ہوتے تو میں دیتی تجھے اک تھال بھر موتی

ولہ

ہمیشہ [illegible] کی دشمن ہے جسکو دل اُسکا ہے جو بالا
لگا رہتا ہوا اُسکی پلک پر جو حسن اُسنے [illegible] بالا

بلبل نے کیا اُسکی محبت مین خوش آہنگ
اور کوکلے کوئل نے بھی اُلفت کو لیا سنگ
کھنجن مین کلنگو نمین بھی چاہت کی مچی جنگ
دیکھا جو طیورون نے اُسے حُسن مین خوشرنگ
وہ ہنس لگا سب کی نگاہو نمین پیارا

سیمرغ بھی سو دل سے ہوئے ملنے کے شائق
گر جنگ پکھی بھی نکھوسلے ہوئے جھلنے کے لائق
سارس بھی جو اصل بھی ہوئے اُسکے موافق
باز و لگڑ و جرہ و شاہین ہوئے عاشق
شکرون نے بھی شکر سے کیا اُسکا مدارا

کچھ سبز کبک ٹرنگے و کچھ پٹلن و بہرے
پُدّی تحی سے لگا بوبٹہ و قمری و دہریسے
غوغائی پکھیری و لٹورے و پپیہے
کچھ لال چڑے اور نئے پدّی بھی غش تھے
پدری بھی سمجھتی تھی اُسے آنکھ کا تارا

چاہت کے گرفتار رہے بیرن لوی تیتر
بگلون کے تدرو و کلنگ بھی چاہت مین بندھے
ہر بڑ بھی ہوئے ہٹ کے پپیہا ادہم ادہم
زاغ و زغن و طوطی و طاؤس و کبوتر
سب کرنے لگے اُسکی محبت کا اشارا

شکل اُسکی وہین جی مین کئی شام چڑے کے
رہی چاہ جتا پھر اُسے چھا پتو نے بھی تھے
ہر ایل بھی ہوئے اُسکے بڑے چاہنے والے
جتنے غرض اُس پیڑ پہ رہتے تھے پرندے
اُس ہنس پہ اُن سبکے دل و جان کو وارا

خواہش یہ ہوئی سب کی کہ ہر دم اُسے دیکھین
اور اُسکی محبت سے ذرا منہہ کو نہ پھیرین
دن رات اُسے خوش رکھین نت اُسکے دیوین
صحبت جو ہوئی ہنس کی اُن جانورونمین
کچھ دن یہ رہا خوب محبت کا گذارا

سب ہوکے خوش اُسکی سے اُلفت لگے پینے
اور پیت سے ہر ایک نے وہان بھر لیے سینے

ہر آن جتانے لگے چاہت کے قرینے — اُس ہنس کو جب ہو گئے وہ چار مہینے
اک روز وہ یاروں کی طرف دیکھ پکارا

ہاں لطف و کرم تم نے کیے ہم پہ ہیں جو جو — تم سب کی یہ خوبی ہے کہاں ہم سے بیاں ہو
تقصیر کوئی ہم سے ہوئی ہووے تو بخشو — لو یارو ہم اب جاوینگے کل اپنے وطن کو
اب تمکو مبارک رہے یہ پیڑ تمھارا

اب تک تو بہت ہم رہے فرحت سے ہم آغوش — اب یاد وطن کی لگی ہمارے ہوئی ہمدوش
جب حرف جدائی کا پرندوں نے کیا گوش — اس بات کے سنتے ہی جو پھر اُنکے اُڑے ہوش
تب بولے یہ فرقت تو نہیں ہمکو گوارا

بن دیکھے تمھارے ہمیں کب چین پڑینگے — اک آن نہ دیکھینگے تو دل غم سے بھرینگے
گر تم نے یہ ٹھہرائی تو کیا سکھ سے رہینگے — ہم جتنے ہیں سب ساتھ تمھارے ہی چلینگے
یہ درد تو اب ہم سے نہ جاویگا سہارا

پھر ہنس نے یہ بات کہی اُن سے کئی بار — کچھ بس نہیں اب چلنے کی ساعت ہے ہیں ناچار
آنکھیں ہوئیں اشکوں سے پرندوں کی گہربار — اُنہیں جو شب کوچ کی ہوئی صبح نمودار
پر اپنا ہوا پر وہیں اُس ہنس نے مارا

وہ ہنس جب اُس پیڑ سے واں کو چلا ناگاہ — منھ پھیر کے ادھر سے وطن کی جو تھی راہ
دیکھا جو اُسے جاتے ہوئے واں سے تو کر آہ — سب ساتھ چلے اُسکے وہ ہمراہ ہو اخواہ
ہر ایک نے اُڑنے کے لیے پنکھ پسارا

اور ہنس کی اُن سب کو رفاقت ہوئی غالب — جب واں سے چلا وہ تو ہوئی بے بسی غالب
کلفت تھی جو فرقت کی وہ سب ہو گئی غائب — دو کوس اُڑے تھے جو ہوئی ماندگی غالب

پھر پر مین کسی کے نہ رہا توت و یارا

پر آنکے ہوے پر جو ہین دوری کی پڑی بس
روئے کہ رفاقت کی کرین کیونکہ قدمبوس
تھک تھک کے لگے گرنے تو کرنے لگے افسوس
کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اڑا کوس
کوئی آٹھ کوئی تو کوئی دس کوس مین ہارا

کچھ بن نہ سکے اُنسے رفیقی کے جو وان کار
اور اتنے اُڑے ساتھ کہ کچھ ہو وے نہ اظہار
جب دیکھی وہ مشکل تو پھر آخر کے تئین ہار
کوئی یان رہا کوئی وان رہا کوئی ہوگیا ناچار
کوئی اور اُڑا آگے جو تھا سب مین کرارا

تھی اُسکی محبت کی جو ہر ایک نے پی مے
سمجھے تھے بہت یلین وہ اُلفت کو بڑی شے
جب ہوگئے بے بس تو پھر آخر یہ ہوئی رے
چیلین رہین کوے گرے اور باز بھی تھک کے
اُس پہلی ہی منزل مین کیا سب نے کنارا

دنیا کی جو اُلفت ہے تو اُسکی ہے یہ کچھ راہ
جب مشکل یہ ہو وے تو بھلا کیونکہ ہو نرباہ
ناچاری ہو جیسا مین تو وان کیجے کیا چاہ
سب رہگئے جو ساتھ کے ساتھی تھے نظیر آہ
آخر کے تئین ہنس اکیلا ہی سدھارا

برسات کی بہارین تضمین

ہین اس ہوا مین کیا کیا برسات کی بہارین
سبزونکی لہلہاہٹ باغات کی بہارین
بوندونکی چھمچھاوٹ قطرات کی بہارین
ہر بات کے تماشے ہر گھات کی بہارین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بادل ہوا کے اوپر ہو مست چہا رہے ہین
جھڑیونکی مستیون سے دھومین مچا رہے ہین
پڑتے ہین پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہین
گلزار بھیگتے ہین سبزے نہا رہے ہین

كیا كیا مچی ہیں یارو برسات كی بہاریں

مارے ہیں موج ڈبرے دریا امنڈ رہے ہیں / مور و پپیہے كوئل كیا كیا امنڈ رہے ہیں
جھڑ كر رہی ہیں چھڑیاں نالے امنڈ رہے ہیں / برسے ہے مینہ جھڑ اجھڑ بادل گھمنڈ رہے ہیں

كیا كیا مچی ہیں یارو برسات كی بہاریں

جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں / گل پھول جھاڑ بوٹے كر اپنی دھج رہے ہیں
بجلی چمك رہی ہے بادل گرج رہے ہیں / اللہ كے نقارے نوبت كے بج رہے ہیں

كیا كیا مچی ہیں یارو برسات كی بہاریں

بادل لگا ٹكوریں نوبت كی گت لگاویں / جھینگر جھنگار اپنی سرتا بیاں مچاویں
كر شور مور بگلے جھڑیوں كا منہ بلاویں / پی پی كریں پپیہے مینڈك ملاریں گاویں

كیا كیا مچی ہیں یارو برسات كی بہاریں

ہر جا بچھا رہا ہے سبزا ہرے بچھونے / قدرت كے بچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھونے
جنگلوں میں ہو رہے ہیں پیدا ہرے بچھونے / بچھوا دیے ہیں حق نے كیا كیا ہرے بچھونے

كیا كیا مچی ہیں یارو برسات كی بہاریں

سبزوں كی لہلہاہٹ كچھ ابر كی سیاہی / اور چھا رہی گھٹائیں سرخ اور سفید كاہی
سب بھیگتے ہیں گھر گھر لے ماہ تا بماہی / یہ رنگ كون رنگے تیرے سوا الٰہی

كیا كیا مچی ہیں یارو برسات كی بہاریں

كیا كیا ركھے ہے یا رب سامان تیری قدرت / بدلے ہے رنگ كیا كیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے ہیں پہچان تیری قدرت / تیتر پكارتے ہیں سبحان تیری قدرت

كیا كیا مچی ہیں یارو برسات كی بہاریں

کوئل کی کوک مین بھی تیرا ہی نام ہیگا — اور مور کی زٹل مین تیرا پیام ہیگا
ہر رنگ سو پڑیکا جو صبح و شام ہیگا — یہ اور کا نہین ہے تیرا ہی کام ہیگا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

پھولونکی سیج اوپر سوتے ہین کتنے بن بن — سو ہین گلابی جوڑے پھولونکے ہار ابرن
کتنونکے گھر ہے کھانا سونا لگے ہے آنگن — کونے مین پڑ رہی ہین سر منہ لپیٹ سوگن

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بولین بئے بٹیرین قمری پکارے کو کو — پی پی کرے پپیہا بگلے پکارین تو تو
کیا ہدہدونکی حق حق کیا فاختونکی ہو ہو — سب رٹ رہے ہین تجھکو کیا پنکھ کیا پکھیرو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو مست ہون ادھر کے کر شور ناچتے ہین — پیارا تیرا نام لیکر کیا زور ناچتے ہین
بادل ہوا سے گر گر گھنگھور ناچتے ہین — مینڈک اچھل رہے ہین اور مور ناچتے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو خوش ہین وہ خوشی مین کاٹین ہین رات ساری — جو غم مین ہین انھو پر گذرے ہے رات بھاری
سینون سے لگ رہی ہین جو ہین پیا کی پیاری — چھاتی پھٹے ہے انکی جو ہین برہ کی ماری

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو وصل مین ہین انکے جوڑے مہک رہے ہین — جھولونمین جھولتے ہین گہنے جھلک رہے ہین
جو دکھ مین ہین سو انکے سینے پھڑک رہے ہین — آہین نکل رہی ہین آنسو ٹپک رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اب پیر ہنونکے اوپر سخت بیقراری — ہر بوند مارتی ہے سینے اوپر کٹاری

بدلی کی دیکھ صورت کہتی ہین باری باری
ہے ہے نہ لی پیا نے اُنکی بھی سُدھ ہماری

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جب کویل اپنی اُنکو آواز ہے سُناتی
سُنتے ہی غم کے مارے چھاتی ہے اُمڈی جاتی
پی پی کی دھن کو سُنکر بیکل ہین کہتی جاتی
مت بول اے پپیہے پھٹتی ہے میری چھاتی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہے جنکی سیج سونی اور خالی چارپائی
رو رو اُنھون نے ہردم یہ بات ہے سُنائی
پردیسی نے ہماری اُنکی بھی سُدھ بھلائی
اُنکی بھی چھاؤنی جا پردیس مین ہے چھائی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنون نے اپنے غم سے اب ہے یہ گت بنائی
میلے کچیلے کپڑے آنکھین بھی ڈبڈبائی
نے گھر مین جھولا ڈالا نے اوڑھنی رنگائی
پھوٹا پڑا ہے چولھا ٹوٹی پڑی کڑھائی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

گاتی ہے گیت کوئی جھولے پہ کرکے پھیرا
ماروجی آج کیجیے یان رین کا بسیرا
ہے خوش کسی کو آکر ہے درد و غم نے گھیرا
مُنھ زرد بال بکھرے اور آنکھوں مین اندھیرا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اور جنکو اب مہیا حسنونکی ڈھیریان ہین
سُرخ اور سُنہرے کپڑے عشرت کی گھڑیان ہین
محبوب دلبرونکی زلفین بکھریان ہین
جگنون چمک رہے ہین راتین اندھیریان ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو بھنگ پی پی کپڑے بھگو رہے ہین
باہین گلو مین ڈالے جھولو مین سو رہے ہین
کتنے برہ کے مارے سُدھ اپنی کھو رہے ہین
جھولے کی دیکھ صورت ہر آن رو رہے ہین

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بیٹھے ہیں کتنے خوش ہو اونچے چھوا کے بنگلے
پیتے ہیں مے کے پیالے اور دیکھتے ہیں جنگلے
کتنے پھرے ہیں باہر خوباں کو اپنے سنگ لے
سب شاد ہو رہے ہیں منعم و غریب کنگلے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں کو محلوں اندر ہے عیش کا نظارہ
یا سائباں ستھرا یا بانس کا اسارا
کرتا ہے سیر کوئی کوٹھی کا لے سہارا
مفلس بھی کر رہا ہے پولے تلے گذارا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

چھت گرنے کا کسی جا غل شور ہو رہا ہے
دیوار کا بھی دھڑکا کچھ ہوش کھو رہا ہے
در در حویلی والا ہر آن رو رہا ہے
مفلس سو جھونپڑے میں دلشاد ہو رہا ہے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

مدت سے ہو رہا ہے جسکا مکان پرانا
اُٹھنا ہے اُسکو دم میں ہر آن چھت پہ جانا
کوئی پکارتا ہے ٹک موری کھول آنا
کوئی کہے ہے چل بھی کیوں ہو گیا دوانا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی پکارتا ہے لو یہ مکان ٹپکا
گرتی ہے چھت کی مٹی اور سائبان ٹپکا
چھلنی ہوئی اٹاری کوٹھا ندان ٹپکا
باقی تھا اک اُسارا سو وہ بھی آن ٹپکا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اونچا مکان جسکا ہے کچھ بندھا سوایا
اوپر کا کمرہ ٹپکا جب پانی نیچے آیا
اُسنے تو اپنے گھر میں ہے شور و غل مچایا
مفلس پکارتے ہیں جانے ہمارا چھایا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

سبزہ و بنپہ بیر بہوٹی ٹیلوں اوپر و مٹھو رہے
بچھو کسی کو کاٹے کیڑا کسی کو گھورے
پسو نے مچھڑ دن سے روئے کوئی بسورے
آنگن میں کنسلائی کونوں میں کھنکھجورے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پھنسی کسی کے تن میں سر پہ کسی کے پھوڑے
کھاپوریاں کسی کو ہیں لگ رہے مروڑے
چھاتی پہ گرمی دانے اور پیٹھ میں ددوڑے
آتے ہیں دست جیسے دوڑیں عراقی گھوڑے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جس گلبدن کے تن میں پوشاک سوسنی ہے
اور جس پہ سرخ جوڑا یا اودی اوڑھنی ہے
سو وہ پری تو خاصی کالی گھٹا بنی ہے
اس پر تو سب گھلاوٹ برسات کی چھنی ہے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

پتلی جہاں کسی نے دال اور کڑھی پکائی
کوئی پکارتا ہے کیوں خیر تو ہے بھائی
مکھی نے وہیں بولی آ اوٹ کی بلائی
ایسے جو کھانستے ہو کیا کالی مرچ کھائی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بدنوں میں کھپ رہے ہیں خوبی کے لال جوڑے
لہریں بتا رہے ہیں لڑکوں کے لال چوڑے
جھمکیں دکھا رہے ہیں پریوں کے لال جوڑے
آنکھوں میں چبھ رہے ہیں پیاروں کے لال جوڑے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اور جس صنم کے تن میں جوڑا ہے زعفرانی
کچھ حسن کی چڑھائی اور کچھ نئی جوانی
گلنار یا گلابی یا زرد سرخ دھانی
چھوتو نہیں چھوتے ہیں اوپر پڑے ہے پانی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی تو چھو لیتے ہیں چھپر سے کے ڈور نچوڑے
یا ساتھیوں اپنے پانوں سے جوڑے

بادل کھڑے ہین سر پر برسے ہین تھوڑے تھوڑے
بوندون سے بھیگتے ہین لال اور گلابی جوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنونکو ہو رہی ہی اس عیش کی نشانی
سوتی ہی ساتھ جسکے کہتی ہی وہ سیانی
اسوقت تم نہ جاؤ ای میرے یار جانی
دیکھو تو کیس مزے سے برسے ہی آج پانی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے شراب پیکر ہو مست جھک رہے ہین
ہی کی گلابی آگے پیالے چھلک رہے ہین
ہوتا ہی ناچ گھر گھر گھنگھرو جھنک رہے ہین
پڑتا ہی مینہ جھڑا جھڑ طبلے کھڑک رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہین جنکے تن ملائم میدے کی جیسے لوئی
وہ اس ہوا مین خاصی اوڑھے پھرے ہین لوئی
اور جنکی مفلسی نے شرم و حیا ہی کھوئی
ہی انکے سر پہ سر کی یا بوریے کی کھوئی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے پھرے ہین اوڑھے بانی ہین سرخ ٹٹو
جو دیکھ سرخ بدلی ہوتی ہی اُنپہ لٹو
کتنونکی گاڑی رتھ ہین کتنونکے گھوڑے ٹٹو
جس پاس کچھ نہین ہی وہ ہم سا ہی نکھٹو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو اس ہوا مین یارو دولت مین کچھ بڑے ہین
ہی انکے سر پہ چھتری ہاتھی اوپر چڑھے ہین
سہمے غریب غربا کیچڑ مین گر پڑے ہین
ہاتھون مین جوتیان ہین اور پائنچے چڑھے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہی جن کنے مہیا پکا پکایا کھانا
انکو پلنگ پہ بیٹھے جھڑ لوٹکا حظ اٹھانا
ہی جنکو اپنے گھر کا یا لون تیل لانا
ہی سر پہ انکے ٹکھا یا چھاج ہی پرانا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے خوشی سے بیٹھے کھاتے ہیں خوش محل میں ۔ کتنے چلے ہیں لینے بنیے سے قرض پل میں
کاندھے پہ دال آٹا ہلدی گرہ کی پل میں ۔ ہاتھوں میں گھی کی پیالی اور لکڑیاں بغل میں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو کسبیاں جوانیں حسنوں میں پرتیاں ہیں ۔ سینوں میں لال انگیاں اور لال کرتیاں ہیں
نظریں بھی بدلیاں ہیں دلمیں بھی سرتیاں ہیں ۔ اک اک نگہ میں کافر بجلی بھی بھرتیاں ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو تو جوان ہیں انکی تیاریاں بڑی ہیں ۔ ہاتھوں میں لال چھڑیاں کوٹھوں اوپر کھڑی ہیں
اور وہ جو آشنا سے جھگڑی ہیں یا لڑی ہیں ۔ منہ کو چھپا پلنگ پر مچلی ہوئی پڑی ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کوئی اپنے آشنا سے کر ناز کا جھپٹا ۔ کہتی ہے ہنس کے کافر چھنگلی سے یا نہٹا
تجھسے تو دل ہمارا اب ہو گیا ہے کھٹا ۔ تم آج بھی نہ لائے رنگوا مرا دوپٹا

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتی ہے کوئی مجھکو جوڑا سوہا بنا دو ۔ یا ٹاٹ باف جوتا یا کفش سرخ لا دو
کوئی کہے ہے میری کرتی ابھی رنگا دو ۔ یا گرم سے اندرسے اک سیر بھر منگا دو

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو انکے مبتلا ہیں سب چیز لا رہے ہیں ۔ کرتی بنا رہے ہیں انگیا رنگا رہے ہیں
جو جو ہیں انکی باتیں سب کچھ اٹھا رہے ہیں ۔ باہیں گلے میں ڈالے عشرت منا رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں نے قول باندھا معمولی لیکے پیسے ۔ کہتی ہیں شاد ہو کے یوں اپنے آشنا سے
برسات بھر تو ملکے سنتے ہو جان پیارے ۔ احمق ہو جو پلنگ سے اب موتنے کو اترے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بیٹھکے اُنسے ہنس ہنس کہتی ہے شوخ رنڈی ۔ معمولی اب تو لیکر دیدی بھی ہے گھمنڈی
ہم پہنیں لال جوڑا تم پہنو خاصی پگڑی ۔ خندی ہو جو تمہاری چھاتی کرے نہ ٹھنڈی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

زردار کی تو آنکھیں ہیں بچھ رہی پلنگڑی ۔ دلبر پری سے بیٹھی جھمکا ہے جوڑے مکڑی
مفلس کو ٹوٹی پٹی یا ٹاٹ کی جھلنگڑی ۔ رنڈی ملی تو کالی یا گنجی لولی لنگڑی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو گھر میں آرام کر رہی ہے ۔ ہر دو جہاں دوستوں سے پیغام کر رہی ہے
چتون لگا دلوں سے سودا م کر رہی ہے ۔ چپکے ہی چپکے اپنا سب کام کر رہی ہے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی اپنے محبوب سیمبر سے ۔ اس مینھ میں تم نہ جاؤ پیارے ہمارے گھر سے
کوئی کہے ہے اپنے دلدار خوش نظر سے ۔ ہاتھوں سے میرے جانی کھا لے یہ دو انجر سے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی پیاری جو کچھ کہو سو لا دوں ۔ زردوزی ٹاٹ باقی ہو تو کہو بچھا دوں
پیڑا جلیبی لڈو جو کہو سو منگا دوں ۔ چیرا دوپٹہ جامہ جیسا کہو رنگا دوں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جن دلبروں کے تن پر ہیں گرمی دانے آئے ۔ کہتے ہیں انکو عاشق پیت پیار کے ملائے

کیا مینھ برس رہا ہی پیارے ذرا نہا لے — چھاتی نہین تو پیارے ٹک پیٹھ ہی ملا لے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اُس رات مین جہاں تک گلزار بھیگتے ہین — شہر و دیار کوچے بازار بھیگتے ہین
صحرا و جھاڑ بوٹے کہسار بھیگتے ہین — عاشق نہا رہے ہین دلدار بھیگتے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو دلبرون کی دہلی پہ بھیگتے ہین — کتنے پریرخون کی پولی پہ بھیگتے ہین
اور کتنے کسبیون کی ڈیوڑھی پہ بھیگتے ہین — کتنے طوائفون کی موری پہ بھیگتے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتی ہی جب وہ سُنکر یہ بات بھیگ احمق — مارونگی تیرے آکر اک لات بھیگ احمق
مجھکو بھی مند چڑھی ہی دن رات بھیگ احمق — یوہین تو اب کی ساری برسات بھیگ احمق

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

زر دار کی تو سُنکر کہتی ہی وہ پرے ہو — کہتی ہی لونڈیون سے جلدی کواڑ کھولو
مفلس کوئی پکارے تو اُس سے کہتی ہی دو — ہرگز کوئی نہ بولو احمق کو بھیگنے دو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

یہ سُنکے گر وہ مفلس کچھ شور و غل مچاوے — بیٹھک مین اینٹ پھینکے یا کنڈی کھڑکھڑاوے
کھڑکی مین ڈال سر کو جب ناگہ سُنا دے — کیا غل مچا رہا ہی سُن پٹھے بالزادے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی یار سے کہے ہی اے دلستان آؤ — بدلی چڑھی اُٹھی ہی کہنے کو یان آؤ
کیا مینھ برس رہا ہی ہر اک مکان آؤ — راتین اندھیریان ہین اے میری جان آؤ

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی رات کو پکارے پیارے مین بھیگتی ہون
کیا تیری الفتونکی ماری مین بھیگتی ہون
آتی ہون تیری خاطر آرے مین بھیگتی ہون
کچھ تو ترس تو میرے لکھارے مین بھیگتی ہون

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہے دل سخت بھیگتی ہون
کانپے ہے میری چھاتی یک لخت بھیگتی ہون
کپڑے بھی تر بتر ہین اور سخت بھیگتی ہون
جلدی بلائے مجھکو کمبخت بھیگتی ہون

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

آیا وہین چھپر کھٹ ماچی پلنگ کھٹولے
دلبر کہین بغل مین امرد کہین ہیو لے
جولون کی چرچراہٹ بوچھار کے جھکولے
در کیجیے کہین دھڑا کے چلتے کہین ٹہوکے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

شیشے کہین گلابی بوتل چھمک رہی ہے
رابیل موتیا کی خوشبو مہک رہی ہے
چھاتی سے چھاتی لگ کر عشرت جھلک رہی ہے
پائے کھٹک رہے ہین پٹی چٹک رہی ہے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہے کیا کیا مجھے بھگویا
کوئی پکارتی ہے کیسا مجھے بھگویا
ناحق قرار کرکے جھوٹا مجھے بھگویا
یون دور سے بلا کر اچھا مجھے بھگویا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جن دلبرونکے خاطر بھیگے ہین جنکے جوڑے
وہ دیکھ انکی الفت ہوتے ہین تھوڑے تھوڑے
لے انکے بھیگے کپڑے ہاتھوں مین دھر نچوڑے
پھر کوئی سکھا دے جامہ کوئی نچوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کیچڑ سی ہو رہی ہے جس جا زمین پھسلنی — مشکل ہوئی ہے وان سے ہر اک کو راہ چلنی
پھسلا جو پاؤن پگڑی مشکل ہے پھر سنبھلنی — جوتی گری تو ؤنسے کیا تاب پھر نکلنی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو کیچڑونکی دلدل مین پھنس رہے ہین — کپڑے تمام گندے دلدل مین بس رہے ہین
کتنے اُٹھے ہین مر مر کتنے اُکس رہے ہین — وہ دکھ مین پھنس رہے ہین اور لوگ ہنس رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتا ہے کوئی گر کر یہ اے خدا لیجو — کوئی ڈگمگا کے ہر دم کہتا ہے دا لیجو
کوئی ہاتھ اُٹھا پکارے مجھکو بھی آ لیجو — کوئی شور کر پکارے گرنے نہ پائے لیجو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

گر کر کسی کے کپڑے دلدل مین ہین معطر — پھسلا کوئی کسی کا کیچڑ مین منھ گیا بھر
اک دو نہین پھسلتے کچھ اسمین آن اکثر — ہوتے ہین سیکڑون کے سر نیچے پاؤن اُوپر

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

یہ رُت وہ ہے کہ جسمین خرد و کبیر خوش ہین — ادنیٰ غریب مفلس شاہ و وزیر خوش ہین
معشوق شاد و خرم عاشق امیر خوش ہین — جتنے ہین اب جہانمین سب اے نظیر خوش ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ولہ

تھا ہجر مین جیسا دل ویران تہ و بالا — ویسا ہی بسا وصل کا ہوتے ہی اُجالا
ہو جاہ کا رتبہ نہ بھلا کیونکہ دوبالا — پھر آن کے منت سے ملا ہے وہ والا

المنۃ للہ تقدس و تعالےٰ

کچھ غم نہین گر تو نے لہو میرا بہایا
بسمل کی طرح خاک مین اور خون مین نہایا
ارمان جو کچھ دل کا مرے تھا سو بر آیا
کر قتل مجھے تو نے ہمیشہ کو جلایا
ظالم تجھے جیتا رکھے اللہ تعالےٰ

اس عالم لیلیٰ کی ہوئی جب سے مجھے چاہ
تن سوکھ کے کانٹا ہوا اور شکل بیگا
اس حال کو پہونچا ہون غم و درد سے واللہ
دیکھ اب تو مجھے ہر کوئی کہتا ہی یہی آہ
پھر قہر سے اللہ نے مجنون کو نکالا

آنکھون مین دم آیا ہی مرا نزع سے اب آہ
دنیا سے گذرتا ہون مین حسرت زدہ ور
اُکھڑا ہے دم اور نکلے ہی جی اب کوئی دم کو
مر مر کے مجھے کہتا تھا سو مرتا ہون مین یار
اب لاؤ کہان ہے وہ مرا کوسنے والا

غنچون کی طرح ملکے لہو اپنے دہن سے
زخمون کے نشان سب ہین نمایان ہین بدن
حسرت زدہ کہہ آکے ہر اک اپنے کفن سے
سن تختۂ گل آخر شل اس خاک چمن سے
نکلا مرے قاتل کے شہیدون کا رسالا

مرتا ہون تڑپتا ہون پڑا ہجر مین اس بن
دن بھر کے بھرتا ہون شب و روز مین گن گن
لیجاوے کہین تجھسے وہ کافر جو کسی دن
قاصد تو مرا نام تو لیجیو نہ ولیکن
کہنا کوئی مرتا ہے ترا چاہنے والا

کوئی فصل بہار آئی ہے دھومون سے زمن مین
فرقت کے غم و درد سے طاقت نہین تن مین
اور غل مین پڑے بلبل و گل سرو سمن مین
کیا خاک اڑانے کو چلین آہ چمن مین
نہ یار نہ ساقی نہ صراحی نہ پیالا

مدت مین کہین ایک تو آنا ہوا اسکا
اور آتے ہی قسمت نے مری اسکو اٹھایا

رہ رہ کے مجھے اب تو یہی حیف ہے آیا — جیسا کہ وہ ہے تو مجھ سے خفا روٹھ چلا تھا
اللہ نے کیوں جب ہی مجھے مار نہ ڈالا

یہ نور جو برسے ہے پڑا کوچہ و در سے — یا روئے تجلی تو شہ ہے شمس و قمر سے
دل دھڑکے ہے دیکھا نہیں جاتا ہے نظر سے — شاید وہی ہیں چھٹن سے کہ چلا ہے کہیں گھر سے
ہے یہ تو اسی چاند سی صورت کا اجالا

اس شوخ سی صورت کو ترستی ہیں ہماری آنکھیں — دریا کی طرح رات اور دن بہتی ہیں آنکھیں
فرقت کا جو آزار بسکہ ستم سہتی ہیں آنکھیں — لے لے کے بلائیں مجھے کہتی ہیں آنکھیں
صدقے ترے پھر ایک نظر مجھ کو دکھا لا

چکر نے مرے ہوش کو افلاک کے کھویا — تلووں کے تئیں خار بیاباں نے چیر دیا
نے ابر نہ شبنم نے ٹک آنکھوں کو بھگویا — صحرا میں مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا
گر پھوٹ کے رویا تو مرے پاؤں کا چھالا

کل ہم نے جو کی بادہ کشی صبح سے تا شام — اور پی کے چلے ساتھ ستمگر کے کئی جام
اس ڈھنگ کا بھلا کیوں نہ اسے دیجئے الزام — اور دن کو جو گرتے ہوئے دیکھا تو پیا تھام
ہم گر کبھی چھوٹے تو بھی نہ ظالم نے سنبھالا

کیا کیا نہ ستم تو نے سہے عشق میں جانکاہ — آنکھوں میں دم آیا ترا اتنی عمر سے ہوا آگاہ
اب جینے کا تیرے کوئی چارہ نہیں واللہ — ہم تجھ سے اسی روز کو روتے تھے نظیر آہ
کیوں تو نے پڑھا عشق و محبت کا رسالا

ولہ خمسہ ثانی

چہرہ ہے ترا نور کی تنویر کا نقشا — اور صبح قد بشر کی تفسیر کا نقشا

یاں تلک ہی ترے حسن جہانگیر کا نقشا ۔ مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشا
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشا

ترچھی ہی نظر تیر نگہ نوک سنان ہی ۔ جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہی
آفت کی ہی تلوار قیامت کی کمان ہی ۔ اس ابروئے خمدار کی صورت سے عیان ہی
خنجر کی شباہت دم شمشیر کا نقشا

پلکوں نہیں تری ہی جو درازی و سیاہی ۔ ہر نوک پڑی دیتی ہی نشتر کی گواہی
عشاق کے لشکر میں پڑے کیوں نہ تباہی ۔ مژگان کو تری دیکھ یہ کہتے ہیں سپاہی
تصویر یہ بھالے کی ہی اور تیر کا نقشا

شانہ ہو جگر چاک یہ کہتا ہی سیانو ۔ میں محرم اسرار ہوں کہنا مرا مانو
اُس قید سے ڈرتے رہو سنتے ہو دوانو ۔ یہ زلف سیہ عارض قاتل پہ نہ جانو
تقدیر نے کھینچا ہی یہ زنجیر کا نقشا

اس قاتل بیدرد کی جب دن سے ہوئی چاہ ۔ کچھ جرم و خطا مجھ سے نہ ہرگز ہوا واللہ
اس ظلم کی فریاد کروں کس سے میں اللہ ۔ کیا پردے ہی پردے میں مجھے قتل کیا آہ
ہرگز نہ کھلا کچھ مری تقدیر کا نقشا

آگے تو مرے پاس وہ آتا تھا دل افروز ۔ اب دل میں لگاتا ہی مرے تیر جگر دوز
اس درد سے رونا مجھے آتا ہی شب و روز ۔ کیا گردش ایام ہی اے آہ جگر سوز
اُلٹا نظر آیا تری تاثیر کا نقشا

نکلا تھا رقیبوں کو لیے ساتھ وہ گمراہ ۔ کہتا ہی کہا میں نے کہ صد آفریں لے واہ
بس آتی ہی تقصیر یہ کہتا ہی وہ خودخواہ ۔ یا گھر سے نکالوں تجھے یا قتل کروں آہ

ٹھہرا ہی یہ کچھ اب مری تقدیر کا نقشا

کھیتی ہی محبت کی وہ بووے ہے ہمیشہ — اور اشک کے قطروں سے پروئے ہی ہمیشہ
کھاوے وہی پیوے وہی سووے ہی ہمیشہ — دن رات ترے کوچہ میں رووے ہی ہمیشہ

عاشق کی یہ ہی منصب و جاگیر کا نقشا

ہی نقش مرے دل میں ترے حسن کا ہر آن — مر کر بھی مرے دل سے نہ جاویگا ترا دھیان
زنہار نہ بھولونگا تجھے میں ارے نادان — میں تو صفِ محشر میں بھی لونگا تجھے پہچان

رانجھا کو نہ بھولے گا کبھی ہیر کا نقشا

کیا قول کیا پورا کہ اُس کوہ پہ جا کر — دن رات تراشا کیا دلبر کی وفا پر
ناچار جب آ سر پہ ہوا وقت برابر — فرہاد نے تیشہ سے لہو اپنا بہا کر

شیریں کو دکھایا وہ جوئے شیر کا نقشا

لیلیٰ کے کھلے بال جو دیکھے تھے نمودار — پھر عمر رہا پھر اُسی پھندے میں گرفتار
کیا چاہ کا اُسکے میں کہوں آہ میں اسرار — یہ تربتِ مجنوں پہ نہیں گھانس اُگی یار

لیلیٰ کی یہ ہے زلف گرہ گیر کا نقشا

دن رات مرے قتل کو پھرتا ہے وہ گمراہ — اب جی مرا کسطور بچیگے اے مرے اللہ
کیا فکر کروں کس سے کہوں یہ غم جانکاہ — تدبیر تو کچھ بن نہیں آتی ہے نظیر آہ

اب دیکھیے کیا ہوتا ہے تقدیر کا نقشا

ولہ

قائم ہے تبسم گو کہ نہیں عیش غنیمت است — جیتے تو ہیں اگرچہ نہیں نسبت غنیمت است
سو عیش ہمکو گر نہ ملے دنش غنیمت است — وقتِ خزاں چو گل نہ ہو خوش غنیمت است

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کرتے ہین اس بڑھاپے مین خوبانکی ہم تو چاہ
اور وہ جو کچھ شعور سے رکھتے ہین دستگاہ
احمق ہین خوبرو جو وہ ہنستے ہین ہمپہ آہ
سو وہ تو ہمکو دیکھ یہ کہتے ہین واہ واہ

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جن دلبرون سے یار وہ ہم اب دل لگاتے ہین
بوسہ کبھی ہمکو دیتے ہین مے بھی پلاتے ہین
وہ سب ترس ہمارے بڑھاپے پہ کھاتے ہین
اور راہ منصفی سے یہ کہتے بھی جاتے ہین

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

نے تن مین اب ہے زور نہ چلتے ہین دست و پا
اسوقت مین بھی عشق کو رکھتے ہین جا بجا
اور جھکتے جھکتے تیر سے قد م ساتھ آلگا
کیون یار سچ ہی کہیو یہ انصاف کی ہے جا

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

روئے جو ہم چمن مین سحر بیٹھکر ذرا
اُسنے کہا کہ اسکا کسی سے ہے دل لگا
بلبل سے پوچھا گل نے کہ بوڑھا یہ کیون رویا
جب گل نے ہمکو دیکھ کے ہنسکر یہی کہا

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

طاقت بدن مین کہیے تو اب نام کو نہین
ہوتا ہے اب بھی سیر و تماشا اگر کہین

جاتے ہین لاٹھی ٹیک کے دلشاد ہم وہین　　جو ہمکو دیکھتا ہی وہ کہتا ہی آفرین

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کل میکدے مین ہم جو گئے با قد دوتا　　اور پی شراب لوٹ گئے شور و غل مچا
اس دم ہمارے دیکھ بڑھاپے کا حوصلا　　ہنس ہنس کے جب تو پیر مغان نے یہی کہا

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوہ نورس غنیمت انست

پیارے تمھارے اور تو عاشق ہین نوجوان　　اک ہم ہی بوڑھے سب ہین اور پیر ناتوان
وہ تو رہینگے ہم ہین کئی دن کے میہمان　　بس سب کو چھوڑ ہم سے ملو کسلیے کہ جان

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جو ہین جوان اُنھونکے تو اُلفت ہی کاروبار　　ہم بوڑھے ہو کے عشق کو رکھتے ہین برقرار
ملتے ہین دل لگاتے ہین پھرتے ہین خوار و زار　　جو ہمسے ہو سکے وہ غنیمت ہی میرے یار

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

دانتونکا گرچہ منھ مین ہمارے نہین نشان　　بوسے پہ آن اُڑتے ہین تو بھی ہر ایک آن
ان شوخیونکا وقت ہمارے بھلا کہان　　پر دل مین اپنے ہم بھی یہ کہتے ہین مہربان

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جنکو خدا نے دی ہے جوانی کی دستگاہ
وہ تو ہمیشہ دل کو لگا دینگے تم سے آہ
اور ہم کہاں پھر آوینگے کرنے تمھاری چاہ
بس تم اب اپنے دل میں اسی پر کرو نگاہ

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

گو تن تمام کانپے ہے اور ہیں سفید بال
تو بھی بناتے ہیں محبت کی چال ڈھال
پیارے ہمارے ملنے سے لاؤ کچھ خیال
کسواسطے کرو تم اب اس بات پر خیال

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ہوتے ہیں اُلفتوں سے جوانی میں سب امیر
ہم عشق سے بڑھاپے میں نکلے ہیں بن فقیر
جو ہمکو دیکھتا ہے اب اس حال میں نظیر
پڑھتا ہے شاد ہوکے یہی بیت دلپذیر

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ولہ در صفت جوانی

کیا عیش کی رکھتی ہے سب آہنگ جوانی
کرتی ہے بہار دل کے تئیں رنگ جوانی
ہر آن پلاتی ہے مے اور بھنگ جوانی
کرتی ہے کہیں صلح کہیں جنگ جوانی

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

اللہ نے جوانی کا وہ عالم ہے بنایا
جو جو کہیں عاشق کہیں رسوا کہیں شیدا
پھندے میں کہیں جی ہے کہیں دل ہے تڑپتا
مرتے ہیں سسکتے ہیں بلکتے ہیں اہا ہا

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

ئے مے کا نہ معجون کے منگوانے کا کچھ غم ۔ نہ دل کے لگانیکا نہ گل کھانے کا کچھ غم
گالی کا نہ آنکھوں کے لڑ آنے کا کچھ غم ۔ ہنسنے کا نہ چھاتی سے لپٹ جانے کا کچھ غم

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی عجب رنگ جوانی

لڑتی ہے کہین آنکھ کہین دست کہین پا ۔ چھوٹا ہے کہین پیار کسی سے ہے لگے نین
وعدہ کہین اقرار کہین لین کہین دینا ۔ نے جی کو فراغت ہے نہ آنکھونکے تئین چینا

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

اُلفت ہے کہین مہر و محبت ہے کہین چاہ ۔ کرتا ہے کوئی چاہ کوئی دیکھ رہا راہ
ساقی ہے صراحی ہے پری زاد ہین ہمراہ ۔ کیا عیش ہین کیا عیش ہین کیا عیش ہین واللہ

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

جب سے جوانی کا جو آکر ہے چڑھا نور ۔ دیجاتی ہین پریان بھی غرض اسکے تئین گھور
چھاتی سے لپٹتی ہے کوئی حسن کی مغرور ۔ گر دیکھین پڑی لوٹے ہے چنچل سی کوئی حور

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

گر رات کسی پاس رہے عیش ہین غلطان ۔ اور وان سے کسی اور کے ملنے کا ہوا دھیان

گھبرا کے اُٹھے جب تو گرے پأون پہ آن — کہتی ہی ہمین چھوڑ کے جاتے ہو کدھر جان

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

رستے مین نکلتے ہین تو ہوتی ہین یہ چاہین — وہ شوخ کہ ہون منہ جنھین دیکھ کے راہین
کھانسے ہی کوئی ہنسکے کوئی بھرتی ہی آہین — پڑتی ہین ہر اک جا سے نگاہو نپہ نگاہین

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

تنتے ہین اگر اینٹھ کے چلتے ہین عجب چال — جو پأون کہین راہ کہین پیٹ کہین ڈھال
کھینچے ہین کہین بال کہین توڑ لیا گال — چڑھ بیٹھے کہین ہاتھ کہین منھ کو دیا ڈال

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

جاتے ہین طوائف بہت آ دوان ہوتی ہے یہ چاؤ — کہتی ہی کوئی انکے لیے پان بنا لاؤ
کوئی کہتی ہی یہان بیٹھو کوئی کہتی ہی یہان آؤ — ناچے ہی کوئی شوخ بتاتی ہی کوئی بھاؤ

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

ہنس ہنس کے کوئی حسن کی چھل بل ہی دکھاتی — مسّی کوئی سرمہ کوئی کاجل ہی دکھاتی
چتون کی لگاوٹ کوئی چنچل ہی دکھاتی — کُرتی کوئی انگیا کوئی آنچل ہی دکھاتی

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

کہتی ہے کوئی رات مرے پاس نہ آئے
کہتی ہے کوئی مجھکو بھی خاطر میں نہ لائے
کہتی ہے کوئی کسنے تمھیں پان کھلائے
کہتی ہے کوئی گھر کو جو جائے ہمیں کھائے

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

گر دل کو کسی شوخ پری کی ہوئی لگ چاہ
اور تاڑ میں کر نیلگی سوقت وہ اکر راہ
چون باز کہ چڑیا کو کہیں داب لے ناگاہ
مچھوا دے لپٹ کر وہیں رنڈ بیسے اوئی آہ

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

آیا جو کوئی حسن کا بوٹا سا کوئی جھاڑ
جا شوق سے جھپ لپٹے یہ پچونکے تئیں جھاڑ
انگیا کے تئیں چیر کے کرتی کو لیا پھاڑ
اخلاص کہیں پیار کہیں مار کہیں دھاڑ

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

کیا تجھسے نظیر اب میں جوانی کی کہوں بات
اس سن میں گذرتی ہے عجب عیش سے اوقات
محبوب پریزاد چلے آتے ہیں دن رات
سیرین ہیں بہارین ہیں تواضع ہے مدارات

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

ولہ

عاشق جہان میں دولت و اقبال کیا کرے
ملک و مکان تیغ و تبر ڈھال کیا کرے
جسکا لگا ہو دل وہ زر و مال کیا کرے
دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے

بے حال ہو رہا ہو سو وہ حال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

پالا ہے جن سواروں نے یاں خر کو آشکار — ٹٹو کی پیٹھ پر نہیں چڑھ سکتے زینہار
اور جو پچھلی لنگ مارکے ہو چرخ پر سوار — جسکا خدا نے ایسا بنایا ہو راہوار
وہ فیل و اسپ زرد و سیہ لال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

جنکو ہوس ہے قاقم و دیبا سمور کی — پھر دیکھی ہے انھوں نے جھلک کوہ طور کی
عریانی کی بھی جنکے قبا تن سے دور کی — پوشاک اسکی قطع ہوئی جیسے نور کی
پھر وہ ردائے ریشمی اور شال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

پھرتے ہیں وہ جو خلق میں ہیں بوڑھا بڑھا — اور وہ جو منڈ گیا ہے لگا سر سے تا بپا
ڈاڑھی کے مارے بوجھ کے ہے سر ہی جھک رہا — ایک ایک بال جال ہو لپٹا ہوا ہے آ
وہ آل بال بال کا جنجال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

مرنے کا ڈر ہے انکو جو رکھتے ہیں تن میں جان — اور وہ جو مر گئے تو انھیں موت پھر کہاں
محتاج پھر ونکو ترستے ہیں ہر زمان — اور جنکے ہاتھ کان جواہر لگی میاں
وہ پھر ادھر اودھر کے در و لعل کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

جو شخص اپنا استے رہے پیٹ کے لکیر — پھر وہ انھی لکیر کے اوپر رہے فقیر

ٹیڑھی ہوں ریش و جبہ و تسبیح میں اگر
اور جھکے دل سے پیر و مریدی کی گئی نظیر
پھر وہ کلاہ و شجرہ و رومال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

ولہ

تھو کیونکہ جہاں یار و برادر زیر آندھی میں
کہ ہو کر باؤلے پھرتے ہیں سنگے شیر آندھی میں
لگا لینے جو گل دامن ہوا کا گھیر آندھی میں
بگولے اُٹھ چلے تھے اور تھی کچھ دیر آندھی میں
کہ جیسے یار سے آ ہو گئی مٹھ بھیر آندھی میں

کہا میں نے ابھی کچھ ٹھیر جا ہو تم کدھر
ہوا پہ بھی تمھیں کچھ ہے نظارے نازنیں لیکر
چلو بھاگو شتابی ورنہ آندھی آ گئی سر پر
جتا کر خاک کا اُڑنا دکھا کر گرد کا چکر
وہیں ہم لے چلے اُس گلبدن کو گھیر آندھی میں

یہ سنتے ہی بھری تیور وہ چنچل نازنیں گلرو
چلی اس چال سے اس دم کہ میرا جی گیا شش ہو
کہ اسمیں آ کے اک جھونکا اندھیر کر گیا یارو
رقیبوں نے جو دیکھا یہ اثر کر کے چلا اسکو
پکارے ہائے یہ کیسا ہوا اندھیر آندھی میں

یہ کہکر کھینچ لے تیغ و سپر اور ہو کے سب دو رنگے
پکارے لیچلو جانے نہ پاوے اسکو جلدی سے
کہا ہمکا وہ بھولا اور کسکا بیٹا ہم چو دھر بھاگے
وہ دوڑے تو بہت لیکن نفقین آندھی میں کیا ہوتے
نہ بس ہم اُس پری کو لا کے گھر میں گھیر آندھی میں

چلے اسمیں جو اُسکے پھر تیوا کر اور تنا ٹھے
اندھیرا ہو گیا ایسا کہ خیموں خاک میں لگیں اُٹھنے
اُنھیں جھونکوں میں چھاتی اُس پری کی لپٹ لی جلدی
چڑھا کو ٹھے پہ دروازے کو موند اور رکھیں لگر بیٹھے
لگا چھاتی سے بوسے کیا بہت پھیر آندھی میں

تسپر بھی لپٹے جاتے ہین جون گرد پتلیان — دامن کے ٹکڑے اڑتے ہین پھٹتی ہین چھاتیان

کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

ہین ملتے ملتے تن جو پسینون مین تر بتر — ملنے کے ڈر سے پھرتے ہین چھپتے ادھر ادھر
چھپتے پھرے ہین لوگ بھی جاتے ہین وہ جدھر — ٹھٹھا ہنسی و سیر تماشے جدھر تدھر

کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

ہین کرتے وصل شہر کے سب خرد و کبیر — ادنیٰ غریب امیر سے لے شاہ تا وزیر
ہمدم گلے لپٹ کے مرے یار دلپذیر — ہنس ہنس کے مجھ سے کہتا ہے یون کیون میان نظیر

کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

مخمسہ دربیان عید

یون لب سے اپنے نکلے ہے اب بار بار آہ — کرتا ہے جسطرح کہ دل بیقرار آہ
عالم نے کیا ہی عیش کی لوٹی بہار آہ — ہم سے تو آج بھی نہ ملا وہ نگار آہ

ہم عید کے بھی دن رہے امیدوار آہ

کیا پوچھتے ہو شوخ سے ملنے کی اب خبر — ملنا تو اک طرف ہے عزیزو کبھو نظر
کتنا ہی جستجو مین پھرے ہم ادھر ادھر — لیکن ملا نہ ہم سے وہ عیار فتنہ گر

پوشاک کی بھی ہم نے نہ دیکھی بہار آہ

رکھتے تھے ہم امید یہ دل مین کہ عید کو — کیا کیا گلے لگا وینگے دلبر کو شاد ہو
سو تو وہ آج بھی نہ ملا شوخ حیلہ جو — تھی آس عید کی سو گئی وہ بھی دوستو

اب دیکھین کیا کرے دل امیدوار آہ

اس سنگدل کی ہم نے غرض جب سے چاہ کی — دیکھا نہ اپنے دل کو کبھی ایکدم خوشی

کچھ اب ہی اسکی جو ترتندی نہیں ہی | ہر عید میں ہیں تو سدا پاس ہی رہی

کافر کبھی نہ ہم سے ہوا ہمکنار آہ

کیونکر لگیں نہ دل میں مرے حسرتوں کے تیر | دن عید کے بھی مجھ سے ہوا وہ کنارہ گیر

اس درد کو وہ سمجھے جو ہو عشق کا اسیر | جس عید میں کہ یار سے ملنا نہو نظیر

اسکے اوپر تو حیف ہی اور صد ہزار آہ

ولہ

پہلے اس ختم رسالت سے کہو عشق اللہ | صاحب خلق و کرامت سے کہو عشق اللہ

گلشن دین کی طراوت سے کہو عشق اللہ | نور حق شافع امت سے کہو عشق اللہ

ہر دم اس شاہ ولایت سے کہو عشق اللہ

اور وہ ہی جس سے ہرا باغ امامت کا چمن | سبز پوش چمن جنت و فردوس حسن

زہر نے جسکا زمرد سا کیا سبز بدن | یاد کر مومنو اسکا وہ ہرا پیراہن

سبزۂ باغ امامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ گل جس سے ہی گلزار شہادت کا کھلا | لیگئے دشت بلا میں جو اسے اہل جفا

تین دن رات کا پیاسا وہ بہادر یکتا | لشکر شام کو للکار کے تنہا وہ لڑا

گوہر درج شجاعت سے کہو عشق اللہ

اور جس مرد کا ہی نام شہ زین العبا | کربلا میں وہ اگر آہ کا شعلہ کرتا

جلکے لشکر وہ سبھی خاک سیہ ہو جاتا | پر سوا حق کی رضا کے نہ کچھ دم مارا

اس جوانمرد کی ہمت سے کہو عشق اللہ

باقر و جعفر و کاظم و رضا شاہ شہاں | اور تقی نور نبی اور وہ نقی قبلہ جان

مر جائیں تو اب منہ میں نہ ڈالے کوئی پانی
اس دکھ میں ہیں چھوڑ گئی ہاے جوانی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

یاد آتے ہیں ہمکو وہ جوانی کے جو ہنگام
ان سب میں جو دیکھو تو نہیں ایک کا اب نام
اور جام دل آرام مزے عیش اور آرام
کیا چھین ستم کر گئی یہ گردش ایام

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

مجلس میں جو اونکی تو ساغر ہیں چھلکتے
ہم ان کے تئیں دور سے ہیں رشک سے تکتے
ہیں ان میں بہاریں ہیں پریرو ہیں جھمکتے
وہ عیش و طرب کرتے ہیں ہم سر ہیں پٹکتے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

اب پاؤں پڑیں ان کے تو ہرگز نہ بلاویں
اتنا تو کہاں اب جو کوئی جام پلا دیں
جا بیٹھیں اگر ہم میں خفا ہو کے اٹھا دیں
گر جان نکلتی ہو تو پانی نہ چوا دیں

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

جب عیش کے مہمان تھے اب غم کے ہوئے ضیف
جب اینٹھ کے چلتے تھے سپر باندھ کے اور سیف
اب خون جگر کھاتے ہیں چپ بیٹھے سو کیا کیف
اب ٹیک کے لاٹھی کے تئیں چلتے ہیں صد حیف

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاے بوڑھاپا

تھے ہم بھی جوانی میں بہت عشق کے پورے	وہ کونسے گلرو ہیں جو ہم نے نہیں گھورے
اب آکے بڑھاپے نے کیے ایسے ادھورے	پر جھڑ گئے دم اُڑ گئی پھرتے ہیں لنڈورے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا یار اُلٹ ہم سے گیا ہائے زمانا	جو شخص کہ تھے اپنی نگاہوں کے نشانا
چھیڑے ہے کوئی ڈال کے داد کا بہانا	ہنس کر کوئی کہتا ہے کہاں جاتے ہو نانا

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پوچھیں جسے کہتا ہے وہ کیا پوچھے ہے بڈھے	آویں تو یہ غل ہو کہ کہاں آوے ہے بڈھے
بیٹھیں تو یہ ہو دھوم کہاں بیٹھے ہے بڈھے	دیکھیں جسے کہتا ہے وہ کیا دیکھے ہے بڈھے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا یار و کہیں گو کہ بڑھاپا ہے ہمارا	پر بوڑھے کہانے کا نہیں تو بھی سہارا
جب بڈھا ہمیں کہہ کے جہاں ہائے پکارا	کافر نے کلیجہ میں گویا تیر سا مارا

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

خوباں میں اگر جاویں تو ہوتی ہے پھکڑ سی	کھینچے ہے کوئی ہاتھ کوئی پکڑے ہے پگڑی
پٹکے کہیں اور ٹھوکیں کہیں جاتی ہے لکڑی	داڑھی کو پکڑ کھینچ کوئی جھاڑے ہے مکڑی
سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا	عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کہتا ہے کوئی چھین لو اس بوڑھے کی لاٹھی ۔ کہتا ہے کوئی شوخ کہ ہاں کھینچ لو داڑھی
اتنی کسی کافر کو سمجھ اب نہیں آتی ۔ کیا بوڑھے جو ہوتے ہیں تو کیا اُنکے نہیں جی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اک وقت وہ تھا ہم بھی مزے کرتے تھے گن گن ۔ محبوب پریزاد نہ رہتے تھے ملے بن
اک وقت یہ ہے ہائے جو سب کہتے ہیں لیکن ۔ یا ایک وہ ایام تھے یا ایک ہیں یہ دن

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

بوڑھے جو نہیں اگر جاویں تو لگتا نہیں واں دل ۔ واں کیونکہ لگے دل تو ہے محبوبوں کا مائل
محبوب نہیں جاویں انہیں سب چھیڑے ہیں پل پل ۔ کیا سخت مصیبت ہے پڑی آنکے مشکل

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پنگھٹ کو ہماری اگر اسواری گئی ہے ۔ تو واں بھی لگی ساتھ یہی خواری گئی ہے
سنتے ہیں کہ کہتی ہوئی پنہاری گئی ہے ۔ لو دیکھو بڑھاپے میں یہ مت ماری گئی ہے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پگڑی جو ہوئی اگر لال گلابی تو یہ آفت ۔ کہتا ہے ہر اک دیکھ کے کیا خوب ہے رنگت
کوئی کہتا ہے کہ شکل پہ رحمت ۔ لاحول ولا دیکھیو بوڑھے کی حماقت

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا ۔ عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر بیاہ مین جاوین تو یہ ذلت ہے اٹھانا — چھٹتے ہی سنے باپ نکاحی کا نشانا
رنڈون مین اگر جاوین تو مشکل ہے پھر آنا — افسوس کسی جا نہین بوڑھے کا ٹھکانا

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

ہے جھانولی تالی کا زنانو مین یہ چرچا — گر انمین کبھی جاوین تو ہے یہ ستم آتا
داڑھی کو جگت بولے کوئی آنکھ کو مٹکا — ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہے آ مرے دادا

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

دریا کے تماشے کو اگر جائین تو یارو — کہتا ہے ہر اک دیکھ کے جاتے ہو کدھر کو
اور ہنسکے شرارت سے کوئی پوچھے ہے بڈھو — کیون خیر ہے کیا خضر سے ملنے کو چلے ہو

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر آج کو ہوتے وہ جوانی کے زمانے — قد رشتہ کبھی جو یون چھیڑتے بھڑوے زنانے
مشکل ہی پڑ جاتی انھیں پیچھا چھڑانے — اکدم مین ابھی لگتے آ دہائی ہائے مچانے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر ناچ مین جاوین تو یہ حسرت ہے ستاتی — جو ناچ ہے کافر وہ نہین دھیان مین لاتی
اور ونکی طرف جاؤ تو آنکھین ہین لڑاتی — پر ہم کو تو کافر وہ انگوٹھا ہے دکھاتی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا — عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر تا کہیں ایک کوئی بوڑھی ہے کہاتی
پھیکی سی بڑائی ہی لگاوٹ سے جتاتی
البتہ بڑھاپے پہ وہ ٹک رحم ہے کھاتی
پر قہر ہے وہ ہمکو ذرا خوش نہیں آتی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

چلمن کے جو اندر کی وہ کہلاتی ہیں بی بی
منہ دیکھتے ہی کہتی ہیں سب آئیے جی جی
گر اُن میں کبھی جاویں تو ہوتی ہے خرابی
کیا آئے ہو یاں کرنے کو پیری و مریدی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر جاویں طوائف میں تو لگتی ہیں ستانے
ہنس ہنس کوئی پوچھے ہے نماز اور دوگانے
کیا آئے ہو حضرت ہمیں قرآن پڑھانے
ٹھٹھے سے کوئی پھینکے ہے تسبیح کے دانے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گو جھک کے کمر پاؤں سے سر آن لگا ہے
کہتے ہیں جسے ہمکو وہ ارمان لگا ہے
پر دل میں تو خوباں کا وہی دھیان لگا ہے
کہتا ہے وہ کیا بڈھے کو شیطان لگا ہے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

بولیں کوئی ان میں پہ ہو موٹی تو بتاوے
داڑھی کی طرف انگلی کو لالا کے نچاوے
چلکر کوئی کبڑے کی طرح قد کو جھکاوے
یہ خواری تو اللہ کسی کو نہ دکھاوے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی میں کئے دھوم دھڑکے
سب اُڑ گئے کافور وہ نظارے وہ جھمکے
ویسے ہی بڑھاپے میں چھٹے آن کے جھٹکے
اب عیش جوانوں کو ہیں اور بوڑھوں کو دھکے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر حرص سے داڑھی کو خضاب اپنی لگاویں
گو مکر سے ہنسنے کے تئیں دانت بندھاویں
جھرّی جو پڑی منہ پہ اُسے کیونکہ مٹاویں
گردن تو پڑی ہلتی ہے کیا خاک چھپاویں

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

آنکھوں سے یہ دیدار کی لذت نہیں چھٹتی
سب چھوٹ گیا پر دید کی لپت نہیں چھٹتی
اور دل سے بھی محبوب کی الفت نہیں چھٹتی
اک عمر کی ہے جو پڑی عادت نہیں چھٹتی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

سنتے ہو جوانو یہ سخن کہتے ہیں تم سے
جاوے گی جوانی تو پھر افسوس کرو گے
کر لیتے ہوس جو کہ کرو وہ عیش کی طرح سے
تم جیسے ہو ویسے ہی کبھی ہم بھی جوان تھے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب جتنے ہو مشوق یہ سب یاد رکھو بات
محبوبو غنیمت ہے جوانی کی یہ اوقات
جو ہو سو کرو چاہنے والوں کی مدارات
جب آن کے بڈھے ہوئے پھر تو دھتکار کے دو ہات

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب جب کہ رہیں صاف تو وہ ہوتا ہے گدلا
اللہ نہ دکھلائے کسی کو یہ ملولا

اس چرخ ستمگار نے سینے میں حسد لا
کیا ہم سے جوانی کا لیا آہ یہ بدلا

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی میں پیے جام سبو کے
ویسے ہی بڑھاپے میں پیے گھونٹ لہو کے

جب آکے گلے لگتے تھے محبوب بھبو کے
اب کہیے تو بڈھا بھی کوئی منہ پہ نہ تھوکے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

یہ ہونٹھ جواب پوپلے یار و ہیں ہمارے
ان ہونٹوں نے بوسے لیے بڑے رنگ میں مارے

ہوتے تھے جوانی میں تو پریوں کے گذارے
اور اب تو چڑیل آکے بھی اک لات نہ مارے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی کے چڑھے زور میں سر پیچ
ویسے ہی بڑھاپے کی پڑی آن کے اینچ

نکلا ہوا تن سوکھ رہی بال رگیں کھینچ
حلوا ہوے چرخا ہوے پیسی ہوے سٹ پیچ

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

محفل میں جو مستی سے [illegible] تا تھا نہیں [illegible]
ساقی سے پیالہ لے [illegible] تا تھا نہیں [illegible]

[illegible]
[illegible]

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا دور تھا سر دیکھنے کا ہوتا تھا جد افسوس
ہر غنچہ دہن دیکھ کے کرتا تھا صد افسوس
اب مر بھی اگر جاویں تو ہوتا ہے کد افسوس
افسوس صد افسوس صد افسوس صد افسوس

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

جب جان کے بڑھا ہمیں چھیڑیں ہیں بدخواہ
اور چھیڑ کے مجلس سے اٹھاتے ہیں بہ اکراہ
اس وقت تو ہم یارو دم سرد سے بھر آہ
رو رو کے یہی کہتے ہیں اب کیوں کر اللہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر ہوتی جوانی تو ابھی دھوم سی مچتی
چھاتی سے لپٹ دم میں کڑک ڈالتے پسلی
سب کرتی وا انگیا کی اڑا ڈالتے دھجی
پر کیا کریں یارو کہ بڑھاپے نے بری کی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

وہ جوش نہیں جسکے کوئی خوف سے دہلے
وہ زور نہیں جس سے کوئی بات کو سہلے
جب پھونس ہوئے ہاتھ تھکے پاؤں بھی پہلے
پھر جسکے جو کچھ شوق میں آوے وہی کہہ لے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کرتے تھے جوانی میں تو سب آپ سے آ چاہ
اور حسن دکھاتے تھے وہ سب آن کے دلخواہ
یہ قہر بڑھاپے نے کیا آہ نظیر آہ
اب کوئی نہیں پوچھتا اللہ ہی اللہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

روپے کی تعریف مین

نقشا ہی عیان سو طرب و رقص کی رے کا
ہی ربط بہم طبلہ و سارنگی و سنے کا
جھنکار مجیر و نکی ہی اور شور ہے کا
مینا کی جھلک جام اودہر چھلکے ہی مے کا

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ہر آن جہان روپ روپے کے ہین جھلکتے
کیا کیا زر و زیور کے وہان رنگ ہین ڈہلکتے
موتی بھی جھلکتے ہین جواہر بھی جھمکتے
سب ٹھاٹھ اسی چلکے سے دیکھے ہین چلکتے

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

بن ٹھن کے ہر اک بزم مین آتے ہین اسی سے
میوہ و نعمت تماشون بھی جاتے ہین اسی سے
شیرینیان میوے بھی منگاتے ہین اسی سے
کھاتے ہین اور اورونکو کھلاتے ہین اسی سے

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

پوشاک جھمکدار بناتے ہین اسی سے
تشبت کے چپتکار بنائے ہین اسی سے
محلات نمودار بناتے ہین اسی سے
باغات چمن زار بناتے ہین اسی سے

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپیہ سے ہے حسن فنون کا ہو مہیا
اس روپیہ سے فرحت کے ہین آثار مہیا

پھر دیئے لگا طرۂ زرتار مہیا | کیا سوتیا ہی موتیون سکے ہار دھیا

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپے سے گرمی کے بھی سامان عیان ہین | خسخانہ ہین چھڑکے ہوئے اور عطر فشان ہین
دن کو بھی جدھر دیکھیے ٹھنڈک کے نشان ہین | اور شب کے بھی سونے کو ہوادار مکان ہین

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپے سے بارش کی بھی چیزین ہین مہیا | چھتریان بارانیان اور موم کی چادر
باہر بھی وہ دیکھین ہین جو چارونکو نظر بھر | گھر مین بھی خوشی بیٹھے ہین سامان بنا کر

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

یہ روپ جہان ہین کوئی دل مین نہین میلا | آنچل ہین بچھے فرش نہین کچھ بھی کچیلا
دیکھو جدھر اسباب ہی خوش وقتی کا پھیلا | بھرتا ہی اسی تھیلی سے ہر جنس کا تھیلا

جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ظاہر مین تو اے دوستو راحت ہی اسی سے | ہر آن دل و جان کو مسرت ہی اسی سے
ہر بات کی خوبی و فراغت ہی اسی سے | عالم مین نظیر عشرت و فرحت ہی اسی سے

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اسکی تضمین ہین اُسگھڑی آئی ہی یاد
اِس سخن سے کہ جو سعدی نے کیا ہی ارشاد

خوبرویان جفاپیشہ وفا نیز کنند
باکسان درد فروشند دوا نیز کنند

ہم کہاتے ہین طلبگار ترے دل سے آہ
اور تو کرتا ہی ستم ہمپہ نہایت جانکاہ
اسقدر تجھکو مناسب نہین اے حسن پناہ
چاہیے یون کہ کرے اس مطلع حافظ پہ نگاہ

خستگان را چو طلب باشد و قوت نبود
گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود

کب کہا ہمنے کہ تو ہمپہ کر اب لطف و کرم
کچھ جہت ہو تو سہین تیری جفائین ہیہم
بے گنہ ہمپہ جو کرتا ہی تو ہر لحظہ ستم
اسلیئے پڑھتے ہین اِس مطلع صائب کو ہم

ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج
بگذشتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

تونے جو جو ستم اے مجہپہ کیے ہین ایجان
اُنکو کرتا ہو نہین آگے ترے اسوقت بیان
رکھتا کب تک مین اُنھین خاطر غمگین مین نہان
اس سبب شعر نظیری پہ نظر کرکے میان

پردہ برداشتہ ام از غم پنہانے چند
بہ زبان میردہ امروز گریبانے چند

خستہ و خوار ترے ہاتھ سے ہو کر اب مین
گوہر اشک کو پلکون پہ پرو کر اب مین
دلکو تجھ بت کی محبت مین ڈبو کر اب مین
بیت یہ آصفی کو پڑھتا ہون رو کر اب مین

ساز آباد خدایا دل دیرانے را
یا مدہ مہر بتان ہیچ مسلمانے را

یار تو نے جو ستم مجھ پہ کیے ہیں اکثر
شعلے اٹھتے ہیں مرے دل میں چھپاؤں کیونکر
کس طرح انکو نہ لاؤں میں زباں کے اوپر
اے ستمگر تو کر اس بیت پہ وحشی کی نظر
شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

دیکھ اے شوخ مجھے ہر گھڑی اتنا نہ ستا
ہے خبر [illegible] مرے دلکو نہیں تاب ذرا
عاجز آیا ہوں تری دیکھ یہ ہر دم کی جفا
اس سبب یہ شعر نظیر آگے ترے ہوں پڑھتا
بعد ازین بر من دل خستہ چو بیداد کنی
من کنم ترک محبت تو بہ بے یاد کنی

مخمس بر غزل خود

یوں تو اکثر ادھر آجاتے ہیں انجان کئی
پر کہوں کیا کہ نیا حسن ہے یہ سامان کئی
خاک ہو جاتے ہیں آن پہنچ کے گریبان کئی
دیر سے آج جو نکلے بت ذیشان کئی
لیکئے صبر کئی دل کئی ایمان کئی

اپنے ہم چشم تو یاں خون کیے ہیں رو رو
ایک چشمہ تو مرے رونیکا یہ ہے سن لو
میں بھی لایا ہوں پر اس کام کو اب حد کو
اتنا رویا ہوں کہ اب لخت جگر کے یارو
ڈھیر ہیں چشم سے لے تا سر داماں کئی

آہ جو ہو گئے تھے حسرت دیدار میں مر
آخرش ہو کے پریشان ہمہ تن چشم و نظر
سب ترستے تھے وہ جیتا ہیں جنکے اندر
اب تو تک اسنے منہ کو دکھایا کہ نرگس بنکر
نکلے ہیں خاک چمن سے ترے حیران کئی

آ در سے گر باد صبا اسکے گلے سے [illegible]
سو تمنا سے میں [illegible] قدم آغوش میں لوں

چشم حیرت زدہ کو نقش سے نعلوں کے ملوں
اُسکے دامن سے لگوں پانوں پڑوں ہاتھ اٹھاؤں
خاک ہوں تو بھی مرے جی میں ہیں ارمان کئی

ہاں کہا مان مرا اے شوخ ہٹیلے چنچل
گو کہ اب بلبل و قمری میں پڑی ہے ہلچل
منہ دکھانے میں غریبوں کے بس اتنا نہ مچل
آخر آیا ہے تو گلشن میں بھی ٹک آ تو چل
ہاں بھی رستے ہیں ترے چاک گریبان کئی

پان کھاتا ہے ترا قتل کا عالم کے نشان
اور خوباں کی طرح اپنے تو ہنسنے کو نہ جان
دیکھ کہتا ہوں ستمگر مری اس عرض کو مان
پان کھا کھا کے نہ ہنس اس وجہ تو اے دشمن جان
ابھی پھر جائینگے خونیں لب و دندان کئی

جب سے اُس شوخ کی بر کو کیا تیغ کو ہات
بے گناہوں کے سر اوپر ہے نہایت آفات
اب کہوں کیا میں بھلا اُس ستم و ظلم کی بات
نظر آتے ہیں مجھے اُسکی گلی میں دن رات
ٹکڑے ٹکڑے کئی بسمل کئی بیجان کئی

یہ مری جا ہے کہ اس جا میں تو بن ٹھن کے آ
اور جو آوے تو قبروں سے کئی ہیں ہاتھ اٹھا
آہ جا کینگے تو پھر حشر کریں گے برپا
جا نکر گور غریباں میں قیامت نہ مچا
ابھی سوئے ہیں ترے سینہ سپر و سامان کئی

جب سے اُس خسرو خوباں نے کیا آ کے گذر
آج بھی ہے تمنا دل میں یہی عشق کا تیر
کیونکہ اس خاک میں بستی کو نہ سمجھوں میں سریر
بادشہ کو نہ لکھا رقعہ کبھی جینے نظیر
اُس شبستاں سے کئے آنے مجھے فرمان کئی

کلنگ کے بیان میں

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی ساتھ لے
نیکی کا بدلا نیک ہے بد سے بدی کی بات لے

میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول دے پھل پات لے
آرام دے آرام لے دکھ درد دے آفات لے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

کانٹا کسی کے مت لگا گر مثل گل پھولا ہے تو
وہ تیرے حق میں تیر ہے کس بات پر پھولا ہے تو
مت آگ میں ڈال اور کو پھر گھانس کا پولا ہے تو
سن رکھ یہ نکتہ بے خبر کس بات پر بھولا ہے تو

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

شوخی شرارت مکر و فن سب کا بسیکھا ہے یہان
جو جو دکھایا اور کو وہ آپ دیکھا ہے یہان
کھوٹی کھری جو کچھ کہ ہے اسکا پرکھا ہے یہان
ہر سو برا تلتا ہے دل تل تل کا لیکھا ہے یہان

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یان دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

جو اور کی بستی رکھے اسکا بھی بستا ہے پُرا
جو اور کے مارے چھُری اسکے بھی لگتا ہے چھُرا
جو اور کی توڑے گھڑی اسکا بھی ٹوٹے ہے گھڑا
جو اور کی چیتے بدی اُسکا بھی ہوتا ہے برا

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

جو اور کو پھل دیویگا وہ بھی سدا پھل پاویگا
گیہوں سے گیہوں جو سے جو چانول سے چانول دیگا
جو آج دیویگا یہان ویسا وہ وان کل پاویگا
کل دیویگا کل پاویگا کلپا دیگا کلپا دیگا

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہات لے

جو چاہے پہل اسکو گھڑی سب جنس یاں تیار ہے — آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے
دنیا نہ جان اسکو میاں دریا کی یہ منجدھار ہے — اوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

تو اور کی تعریف کر تجھکو ثنا خوانی ملے — کر مشکل آسان اور کی تجھکو بھی آسانی ملے
تو اور کو مہمان کر تجھکو بھی مہمانی ملے — روٹی کھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

کرچک جو کچھ کرنا ہو یاں یہ دم تو کوئی آن ہے — نقصان میں نقصان ہے احسان میں احسان ہے
تہمت میں یاں تہمت لگے طوفان میں طوفان ہے — رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

یاں زہر دے تو زہر لے شکر میں شکر دیکھ لے — نیکوں کو نیکی کا مزا موذی کو ٹکر دیکھ لے
موتی جو دے موتی ملیں پتھر میں پتھر دیکھ لے — گر تجھکو یہ باور نہیں تو تو بھی کر کر دیکھ لے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

اپنے نفع کے واسطے مت اور کا نقصان کر — تیرا بھی نقصان ہوویگا اس بات پر تو دھیان کر
کھانا جو تو کھا دیکھکر پانی پیے تو چھان کر — یاں پاؤں کو رکھ پھونک کر اور خوف سے گذران کر

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے — کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے

غفلت کی یہ جاگہ نہیں یاں صاحب ادراک رہ — دلشاد رکھ دلشاد رہ غمناک رکھ غمناک رہ
ہر حال میں تو بھی **نظیر** اب ہر قدم کی خاک رہ — یہ وہ مکان ہے او میاں یاں پاک رہ بیباک رہ

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

ترکیب بند

ادھر کو جس گھڑی اے ہمنشین وہ یار آیا — ہمارے دل سے گئی بیکلی قرار آیا
اسے جو مہر سے ہے ذرہ پروری منظور — تو پھر ادھر کو جھمکتا وہ مہروار آیا
مزاج اُسکا جو عاشق نواز ہے ہمدم — تو راہِ لطف پہ پھر وہ کرم شعار آیا
کسی نے دوڑ کے ہم سے کہا مبارک باد — تمہارے پاس ہی وہ نازنین نگار آیا
کسی نے گل کی طرح ہنس کے یوں کہا آکر — بھلا ہوا کہ تمہارا ابھی گلعذار آیا

خوشی یہ بولی تمہاری میں گرد خاطر ہوں
اِدھر سے عیش پکارا کہ میں بھی حاضر ہوں

گیا ملال ہوئے شاد ہم زمانے سے — ہوا ملاپ چھٹے ہجر کے ستانے سے
نشاط جی کو ہوئی ہر طرف کے ملنے سے — سرور دلکو ہوا ہنسنے اور ہنسانے سے
ہوئی نمود وہ ساعت بھی انبساط بھری — کہ جس میں شاد ہوئے ہم بھی دل لگانے سے
ہر اک طرف سے ہوئی سو طرح کی خوشوقتی — تو ہیں آئیاں عشرت کے کارخانے سے
سماتے پھولے نہیں پیرہن میں اب ہم گر — ہم اپنے شاد ہیں اُس گلبدن کے آنے سے

جہاں میں جسکو ملاقات یار کہتے ہیں
عجب بہار ہے اُسکو بہار کہتے ہیں

ہمارے دل میں جو فرقت کی بیقراری تھی
تو اسکے ہاتھ سے صورت عجب ہماری تھی

کبھی خیال رخ و زلف کا سحر تا شام
کبھی تصور مژگان سے دلفگاری تھی

نہ دل لگے تھا کسی شغل سے کوئی ساعت
نہ جان کو جز الم ہجر ہمکناری تھی

یہ اضطراب تھا ہر دم کہ رہتی بیتابی
ہمارے حال پہ سیماب کی بھی زاری تھی

خدا کے فضل سے پھر اسمیں خیر و خوبی سے
وہ دن بھی آیا کہ جسکی امیدواری تھی

جو دیکھی پھر کے نظر گلعذار کی صورت
تو ہر طرف نظر آئی بہار کی صورت

عیان جو سامنے آکر وہ گلعذار ہوا
تو عالم عیش کا پھر ایک سے ہزار ہوا

نگہ کو حسن نے اس گل کے تازگی بخشی
خوشی قریب ہوئی دور انتظار ہوا

جدا جو ہجر میں ہم سے قرار رہتا تھا
ہمارے دل سے وہ پھر آکر دوچار ہوا

تسلی دلکو ہوئی اس صنم کے ملنے سے
رخ اسکا دیکھتے ہی رفع اضطرار ہوا

طلب تھی دلکے تئیں جسکی ایک مدت سے
ہزار شکر وہی عیش آشکار ہوا

نشاط و عیش کو خاطر سے ہمقرینی ہے
نیاز و ناز ہے اور لطف ہمنشینی ہے

ہم اپنے دلکی خوشی کا بیان کریں کیا کیا
کہ ایک لحظہ پہ ٹھہرا ہے عیش کا نقشا

کبھی ہیں دیکھتے رخسار یار کو ہنس ہنس
کبھی خوشی سے ہیں بیٹھے لیتے اسکی زلف دوتا

کبھی ہیں یار کے چشم و نگاہ سے پیتے
خوشی سے عیش کے بھر بھر کے ساغر صہبا

کبھی ہیں اسکے تکلم سے دلکو خوش کرتے
کبھی ہیں اسکے تبسم پہ جی سے ہوتے فدا

جو دیکھتا ہے ہمیں اسطرح کی عشرت میں
تو یہ سخن وہ رہ منصفی سے ہے کہتا

نظیر تمنے جو حاصل یہ شادمانی کی
یہی بہار ہے بستان زندگانی کی

ترکیب بند ثانی فارسی ہندی

مجھے اید وست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے
کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے

یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ بے چینی دکھاتا ہے
نہ دل لگتا ہے گھر مین ورنہ صحرا مجھکو بھاتا ہے

اگر کچھ منھہ سے بولون تو مزا الفت کا جاتا ہے
وگر چپکا ہی رہتا ہون کلیجہ منھہ کو آتا ہے

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کوک کرون تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاؤ
ایسے کٹھن سنیہہ کا کس بدہ کرون اپاؤ

نتھا معلوم الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے
جگر کی بیکلی ور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے

سسکنا آہ کرنا اشک بھرلانا بھی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہوجانا بھی ہوتا ہے

کیے پر اپنے پھر آپی ہی دکھ پانا بھی ہوتا ہے
کف افسوس کو مل مل کے پچتانا بھی ہوتا ہے

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمے کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو مین ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈورا پھیرتی کہ پیت نکیجو کوے

سحر سے شام تک صحرا مین پھرتا دلکو مین ہارے
لگاکر شام سے تا صبح گنتا رات کے تارے

لبون پر آہ دلمین داغ ہون آتش کے انگارے
تیسے دل چاہتا ہے اسکو کچھ پروا نہین بارے

جب اسکی ہی یہ مرضی ہے تو حیپ بیٹھے ہین بیچارے
مگر اسکے تصور مین یہی کہتے ہین آپیارے

زحال من کہ چون شمع سے رفتہ داری خبر یا نہ
دل من سوخت آیا در دلت باشد اثر یا نہ

آہ دی کیسی بجھی ان چاہت کے سنگ
دیپک کے بھاوین نہین جل جل مرین پتنگ

کبھی ہو کر گریبان چاک صحرا کو نکلتا ہون
کبھی گھبرا کے پھر گھر کی طرف ناچار چلتا ہون
لگی ہے آگ دل مین شمع سان جلکر پگھلتا ہون
دھوان اُٹھتا ہے آہونکا برنگ مو اُگلتا ہون
بدن مین دیکھکر شعلہ بھڑکتے ہاتھ ملتا ہون
بھبھوکے تن سے اُٹھتے ہین ستی کیطرح جلتا ہون
ز تاب آتش دوری کہ میسوزد دل و جان را
نمودہ نبض مین پُر آبلہ دست طبیبان را

برہ کی آگ تن مین لگی جرن لگے سب گات
ناری چھوت بید کے پڑے پھپھولا ہات

غضب ہے ایک تو مجھسے نہ دل و جی بھی گھبرائے
تس اوپر ہر گھڑی اُس دلربا کی شکل یاد آوے
نہ ہو دل کیونکہ ٹکڑے اور نہ جان کسطور گھبراوے
در و دیوار سے کیونکر نہ کوئی سر کو ٹکراوے
لگی جو آگ دل مین پھر وہ مجھسے کسطرح جاوے
مگر جسنے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے
چو در دل آتش دوری فتد او را کہ بنشاند
مگر آنکس کہ آتش زد ہمان آبی بر افشاند

ہردی اندر دون لگی دھوان نہ پرگھٹ ہوے
جا تن لاگے سو لکھے یا جن لائے ہوے

کہان تک کھائیے غم اتنا غم کھایا نہین جاتا
دل بیتاب کو باتون سے بہلایا نہین جاتا
قدم رکھتا ہون جس جا وان سے سرکایا نہین جاتا
بیٹھے پھر ہاتھ سے تِل بھر کبھی کھسکایا نہین جاتا
پڑا ہون دشت مین رستا کہین پایا نہین جاتا
جو چاہون بھاگ جاؤن بھاگ بھی جایا نہین جاتا
مکان یار دور و راہ مین پیدا رہم نہ پایا ہے دل
عجب در مشکل افتادم چسان طے سازم این منزل

تا میرے شکیبہ نہ پاؤن پل مین اپنا پیا دور
اگر نہ سکون گر گر پڑون رہون بسور بسور

ادھر دل مجھسے کہتا ہو کہ تو چل یار کے ڈیرے
ادھر تن مجھکو کہتا ہی کہ تو مت مجھکو دکھ دیرے
جو کہنا دل کا کرتا ہون تو رہتا ہو وہ گھیرے
وگر تن کی سُنون تو اور دکھ پڑتے ہین بہتیرے
نہ دل مانے نہ تن مانے ہر اک اپنی طرف پھیرے
کرون کیا مین نظیر ایسی جو مشکل آن کر گھیرے
دلم دلدار می جوید تنم آرام می خواہد
عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد

دل چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام
دُبدا مین دونون گئے نہ مایا ملی نہ رام

معجزہ حضرت علی علیہ السلام

سُنتے ہو اے علی کے محبان دوستدار
اک معجزہ مین کہتا ہون اُس شہ کا آشکار
ہے تازہ واردات بہ از نقل روزگار
تھا کوئی شخص دولت و حشمت مین نامدار
اک روز وہ گیا تھا کہین کھیلنے شکار

جس دشت مین شکار کو گذرا تھا وہ غنی
وان ایک شیر رہتا تھا اور اُسکی شیرنی
تھا ایک چشمہ پانی کا اور سبز تھی بنی
اور بچے اُس بنی مین تھی وہ شیرنی جنی
دس بیس روز کے تھے ابھی طفل شیرخوار

بچون کو اپنی چھاتی پہ رکھے وہ بے زبان
دونون کو بیٹھی دودھ پلاتی تھی شادمان
بندوق کی جو آئی صدا اس مین ناگہان
نر مادہ دونون بھاگ گئے ہوکے نیمجان
بچے اکیلے رہ گئے جنگل مین بے قرار

القصہ جب شکار سے فارغ ہوا وہ شاہ
ناگاہ دونون بچہ شیر اُسکی پڑی نگاہ
رکھوا کے اُنکو اونٹ پہ جلدی سے خواہ مخواہ
لی اُس شکارگاہ سے پھر اپنے گھر کی راہ
محلون مین اپنے آن کے اُسنے لیا قرار

جب آئے شیر و شیرنی با حالتِ تباہ — اور دونوں بچے گھر میں نہ آئے اُنھیں نگاہ
وہ شیر کھا کے غش گرا اکبار کر کے آہ — اور شیرنی نے لی نجفِ اشرف کی وہیں راہ
سر پیٹتی چلی وہ بیابان سے سوگوار

القصہ کتنے روز میں وہ شیرنی غریب — بھوکی پیاسی پھرتی ہو ہونٹوں پہ خشک جیب
شوہر سے چھوٹی اور ہوئی بچوں سے بے نصیب — آ پہونچی یک بیک نجفِ اشرف کے عنقریب
بچوں سے اپنے سر پہ اُڑاتی ہوئی غبار

بازار میں نجف کے جب آئی وہ نیمجان — ہر اک دکان سے وانکی اُٹھا شور او فغان
کوئی پکارا دوڑیو کوئی پکارا ہان — ہیبت سے اُسکی چھپنے لگے پیر اور جوان
چاروں طرف سے دھوم مچی آ کے ایکبار

وہ تو کسی طرف کو نہ گھر کی بتاتی تھی — نے منھ کو موڑتی تھی نہ پنجہ اُٹھاتی تھی
آنکھوں سے اُس ہجوم میں آنسو بہاتی تھی — شاہِ نجف کے روضہ پہ فریادی جاتی تھی
لوگ اُس پر اپنے خوف سے کہتے تھے مار مار

جسدم وہ پہونچی حیدرِ صفدر کے در تلک — دربان اُسکے خوف سے یکسر گئے سرک
داخل ہوئی وہ روضۂ انور میں یک بیک — رونے لگی وہ سامنے سر کو ٹپک ٹپک
آنسو کی دونوں آنکھوں سے بہنے لگیں قطار

آنکھوں سے اُسکے آنسو کی ندی جو بہتی تھی — بچوں کا داغ اپنے کلیجے پہ سہتی تھی
کچھ منھ سے شور کرتی تھی کچھ دیکھ رہتی تھی — گویا وہ شہ سے اپنی زبان میں کہتی تھی
بچے مرے دلا دیجے یا شیرِ کردگار

روتی تھی یوں وہ شیرنی آنسو بہا بہا — مظلوم جیسے روتے ہے عادل کے پاس آ

اور کچھ زبان سے اپنی سناتی تھی بغبغا — نکلے تھی آقا آقا کی منھ اسکے سے صدا
کہ آقا آقا دروسے روتی تھی زار زار

فریادی نکلے ساقیِ کوثر کے سامنے — محتاج نکلے صاحب قنبر کے سامنے
یون دیکھتی تھی روضۂ انور کے سامنے — مظلوم جیسے آن کے داور کے سامنے
کرتا ہو اُسکے حکم کا رہ رہ کے انتظار

لوگون کے دل سے جب تو ہوا خوف اِسکا کم — سب اِسکے پاس آن کے دیکھیں تھے اسکا غم
ہر آن اپنے سر کو پٹک کر کے چشم نم — پنجونکو اسطرح وہ اُٹھاتی تھی دمبدم
فریادی داد مانگے ہے جون ہاتھ کو پسار

فریاد وہ تو مانگے تھی آقا سے جھوم جھوم — یعنی فلک نے مجھکو دکھایا یہ روز شوم
اس بات سے تمام نجف مین پڑی یہ دھوم — گرد اُسکے مرد و زن کا ہوا آن کے ہجوم
حیرت مین تھے تمام جہ نادان جہ ہوشیار

کوئی پانی اُسکے واسطے کوئی کھانا لاتا تھا — لیکن اُسے تو رونے سوا کچھ نہ بھاتا تھا
پنجونکا داغ ہوش سب اُسکے اڑاتا تھا — جو اُسکو دیکھتا تھا اُسے رونا آتا تھا
ایسی طرح سے سر کو پٹکتی تھی بار بار

جب تین دن وہ شیرنی بھوکی پڑی رہی — ناچار آن شریفون نے دیکھ اُسکی بیکلی
جسطرح وان قدیم سے کہنے کی راہ تھی — اس طرح سے جناب مقدس مین عرض کی
با سینۂ الم کش و با چشم اشکبار

آئی ندا یہ شیرنی دیتی دہائی ہے — اک شخص کے یہ ظلم و ستم کی ستائی ہے
بچون نے اسکے قید کی آفت جو پائی ہے — سو اب ہمارے روضہ پہ فریادی آئی ہے

کل اسکا بھید ہووےگا تم سب پہ آشکار

یان تو شریف کو یہ عنایت ہوا جواب — وان جا پلنگ الٹ دیا اسکا بعین خواب
فرمایا وہ جو شیر کے بچے ہین دل کباب — بھجواوے انکو شہر نجف مین تو کل شتاب
ورنہ تو اس گنہ سے بہت ہوگا شرمسار

یان انکی انکے واسطے آنسو بہاتی ہے — اور تین دن ہوے ہین نہ پیتی نہ کھاتی ہے
فریادی ہوکے روتی ہے اور غل مچاتی ہے — غش ہو ہمارے روضہ مین جی کو کھپاتی ہے
جلدی سے انکو بھیجدے کر اونٹ پر سوار

وہ تھرتھرا کے کانپ اٹھا ہوکے عذرخواہ — جانا یہ اسنے یہ ہین شہنشاہ دین پناہ
بولا نجف تو پندرہ دن کی ہے یان سے راہ — بھجوادون کسطرح سے نہین کل مین پرگناہ
اتنا تو اس غلام مین کب ہیگا اختیار

تب حکم یہ ہوا اسے جسوقت ہو سحر — جلدی سے دونون بچونکو رکھوا کے اونٹ پر
بھجوادے اپنے شہر کی آبادی سے ادھر — جب پہونچینگے یہ شہر کے دروازے کے اوپر
وان پیدا ہوگا غیب سے اک ناقہ سوار

ہوتے ہی صبح اسنے منگا کر وہ دو بچے — رکھوا کے ایک اونٹ پہ جلدی روان کیے
جب لوگ آئے شہر کے دروازے کے تلے — کیا دیکھین ایک شخص کو وان آدھی رات سے
ہے منتظر وہ اونٹ کی پکڑے ہوے مہار

جاتے ہی دونون بچے انھونکے اسے دیے — با احتیاط سونپ کے پھر شہر کو پھرے
وہ ان بچون کو لے کے چلا اس شتاب سے — آپہونچا اس مکان مین اک پہر دن چڑھے
اک بار اسکا شہر نجف مین ہوا گذار

بچونکے آنے آنیکی جب غل ہوسے کنڑوڑ / وہ شیرنی بھی تکنے لگی اپنے منہ کو موڑ
جب لاکے اسکے سامنے بچے دیے وہ چھوڑ / یون خوش ہو چاٹنے لگی الفت سے وہ جھنجھوڑ
انسان جیسے کرتا ہی بچون کو اپنے پیار

بچے بھی دوڑ مان کے گلے سے لپٹ گئے / یون جیسے کوئی دور کا بچھڑا ہوا ملے
چھاتی پہ لوٹ لوٹ کے جا دودھ پینے لگے / اُس شیرنی کے جیسے کلیجے مین داغ تھے
ویسے ہی اسکے منہ پہ خوشی کی ہوئی بہار

جب اُسنے بچے پائے تو ہو کر وہ شادمان / بچون سمیت اُٹھکے وہ حیوان بے زبان
روضے کے سات بار تصدق ہوئی وہان / پھر آستانہ چوم ہوئی وان سے وہ روان
جا پہونچی اپنے دشت مین خوش ہو کے ایکبار

شیر خدا کے عدل کی یہ دیکھ رسم و راہ / خلقت تمام وانکی پکاری یہ واہ واہ
انصاف ایسا چاہیے ای شاہ دین پناہ / حامی و منصف اور نہین کوئی تم سا شاہ
ہی ختم تمپہ عدل و حمایت کا کاروبار

حیوان تمہارے لطف سے جب ہووین شاد / انسان پھر پھانسے پھرین کیونکہ نامراد
جیسے تمہارے در سے ملی شیرنی کو داد / احسان ایسے ایسے بہت اسے کرم نہاد
ہینگے تمہارے صفحۂ عالم مین یادگار

اے شاہ یہ نظیر تمہارا غلام ہی / رکھتا سوا تمہارے کسی سے نہ کام ہی
عاصی ہی پُرگناہ ہی اور ناتمام ہی / دن رات اسکا آپ سے اب یہ کلام ہی
رکھ لیجیے میری آبرو یا شیر کردگار

مستزاد مثلث

بیجرم و خطا یار نے کر چشم نمائی تیوری کو چڑھا کر
اور رنجش بیجا سے نکر صاف لڑائی شمشیر بنا کر
اس جور کی کب تھی ہوئی عہدہ برآئی اتنی تو جفا کر

کرتا ہوں ترے ہجر میں اے شوخ پریزاد میں نالہ و فریاد
دیتا نہیں خاطر سے تری داد ستم ایجاد جب کوئی مری داد
پھر ہار کے دیتا ہوں تیری ہی دہائی ہاتھوں کو اٹھا کر

دل ٹوٹے ہے یہ بسمل کی طرح چشم میں ہے جی مشتاق اجل ہوں
آنکھوں میں دم آیا ہے نہیں صبر نہیں باقی چھن یا کوئی پل ہوں
لائی مجھے ظالم تری سدرجہ جدائی نے اتھو ملا کر

سدھ لیگئی بالی کی جھمک صبر گیا بھول اور عقل کو بندے
بالی کی لگی چوک لگا سینہ میں اک ہول دل لٹکے جھمکے
اور جی کے تئیں لے گئی زنجیر طلائی زنجیر پنھا کر

آنچل کی کھچاوٹ نے کیا ایسا یہ طوفان جو ہوش اڑایا
مستی کی تھرک نے وہ کیا ظلم نمایاں جو غش پہ غش آیا
ہاتھوں نے بھی اک آگ سی سینے میں لگائی مہندی کو دکھا کر

کیا اُس کی **نظیر** اب میں کروں تن کی لطافت میلا ہو گر ملے
اور اسکے سوا اور یہ تیزی نزاکت ٹک ناز و ادا سے
اک پھول اٹھاوے تو مڑ جاوے کلائی بل سیکڑوں کھا کر

مخمس بر غزل فغان

دل دیتا ہوں یار و مجھے الزام نہووے
اس کام کا آخر کو بد انجام نہووے
یہ عشق مرا گوش زد عام نہووے
ڈرتا ہوں محبت میں مرا نام نہووے
دنیا میں الٰہی کوئی بد نام نہووے

گر یار مرے قتل کو آیا ہے ترا دل
بہتر ہے میں حاضر ہوں و لے کچھ نہیں مشکل
گر یوں ہی ارادہ ہے تو مت چھوڑ تو بسمل
شمشیر کوئی تیز سی لانا مرے قاتل
ایسی نہ لگانا کہ مرا کام نہووے

پھر عمر بھر اُسکے ہو غم و درد سے نالان — آخر کو ہوا ہاتھ سے اُس شوخ کے بیجان
کیا ضد ہے موے پر بھی اُسے دیکھیے یاران — آتا ہے مری گور پہ ہمراہ رقیبان
یعنی اسے تربت مین بھی آرام نہووے

پردہ جو ترے غم کا اگر دل سے اٹھاؤن — اک آہ مین سو برق کے سینے کو جلاؤن
نالہ وہ کرون کوہ کبھی جاگہ سے ہلاؤن — گر صبح کو چاک اپنے گریبان کا دکھاؤن
اے زندہ دلان حشر تلک شام نہووے

اپنا تو نظیر ایک ستمگر ہے پریرو — پائی نہیں صبا نے بھی نہ اُس گل کی کبھی بو
سو اُسکو بھی دل دیکے کیا ہمنے بہ یک سو — جی دیتا ہے بوسہ کے توقع پہ فغان تو
ٹک دیکھیو سودا یہ ترا خام نہووے

بلبلون کی لڑائی کے بیان مین

کل بلبلین جو نو دس قابو مین اپنے آئین — اُسمین سے دو پکڑ کر کشتی مین دھر بھڑائین
یہ شور سنکے خلقت دوڑ آئی دائین بائین — کوئی بولا واہ حضرت کوئی بولا واہ سائین
سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

دو مین تو دونون کٹ کٹ لڑتی تھین کرکے گڑا — جب تیسری کو چھوڑا اُسپر تو ہوا اکھڑا
خلقت پہ آکے ٹوٹی چھوڑ اپنا اپنا اڈا — لڑکی کسیکی پسلی ٹوٹا کسی کا ہڈا
سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

تھین تین کشتی مین چوتھی کو اُسمین چھوڑا — اُسنے تو تھم بچا کر تینون کو دھر جھنجھوڑا

پھر تو یہ ٹھیکا آکر ان کشتیوں کا کوڑا / چھوٹا کسی کا ہاتھی بھاگا کسی کا گھوڑا

سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

اک کنکری جو ماری پڑھ ہمنے پرفسوں کی / کشتی میں گٹھری بندھ گئی اُن چاروں بلبلوں کی
پھٹکے چونچیں انکی لڑتی تھیں غرغوں کی / سب بولے واہ حضرت اچھی یہ پڑھکے پھونکی

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

سُن سُن وہ چیخیں انکی چڑیاں چچوچھیں آئیں / کوّے پکارے سنان غاں چیلیں بھی چلچلائیں
سار و بٹیر بدیا چمگادڑیں بھی آئیں / مرغوں نے ککڑوں کونکی کا کلیان پھڑپھڑائیں

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

چلّائے مور سارس اور پھڑپھڑائے گھگھو / گدڑ اور چند دہاڑے اور پھڑپھڑائے الّو
کتّے بھی بھونکے بھوں بھوں گیدڑ پکارے ہوہو / ٹٹرو سے گدھے بھی رینکے کراپنی ڈھینچو ڈھینچو

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

جب یہ چلے وہاں سے ہم بلبلوں کا لشکر / سب لوگ ہنسکے بولے اُس دم دعائیں دیکر
سب ہیں میاں نظیر اب تم ہو بڑے قلندر / یہ کھیل آگرے میں اب ختم ہے تمھیں پر

سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

سامان دوالی کا

ہر اک مکان میں جلا پھر دیا دوالی کا ہر اک طرف کو اُجالا ہوا دوالی کا
سبھی کے دل میں سماں بھا گیا دوالی کا کسی کے دل کو مزا خوش لگا دوالی کا
عجب بہار کا ہے دن بنا دوالی کا

جہاں میں یارو عجب طرح کا ہے یہ تیوہار کسی نے نقد لیا اور کوئی کرے ہے ادھار
کھلونے کھیلوں بتاسوں کا گرم ہے بازار ہر اک دکان میں چراغوں کی ہو رہی ہے بہار
سبھوں کو فکر ہے اب جا بجا دوالی کا

مٹھائیوں کی دکانیں لگا کے حلوائی پکارتے ہیں کہ لالہ دوالی ہے آئی
بتاسے لے کوئی برفی کسی نے تلوائی کھلونے والوں کی ان سے زیادہ بن آئی
گویا انھوں کے واں راج آگیا دوالی کا

صرف حرام کی کوڑی کا جنکا ہے بیوپار انھوں نے کھایا ہے اس دن کے واسطے ہی ادھار
کہے ہے ہنس کے قرضخواہ سے ہر اک اک بار دوالی آئی ہے سب دے دلائینگے ای یار
خدا کے فضل سے ہے آسرا دوالی کا

مکان لیپ کے ٹھلیا جو کوری رکھوائی جلا چراغ کو کوڑی وہ جلد جھنکائی
اصل جواری تھے انھیں تو جان سی آئی خوشی سے کود اچھل کر پکارے او بھائی
شگون پہلے کرو تم ذرا دیوالی کا

شگن کی بازی لگی پہلے یار گنڈے کی پھر اس سے بڑھ کے لگی تین چار گنڈے کی
پھری جو ایسی طرح بار بار گنڈے کی تو آگے لگنے لگی پھر ہزار گنڈے کی
کمال نرخ سے پھر تو لگا دوالی کا

کسی نے گھر کی حویلی گرو رکھا ہاری
جو کچھ تھی جنس میسر بنا بنا ہاری
کسی نے چیز کسی کی چرا چھپا ہاری
کسی نے گٹھڑی پڑوسن کی اپنی لا ہاری
یہ ہار جیت کا چرچا پڑا دوالی کا

کسیکو داؤ پہ لانگی موٹھ نے مارا
کسیکے گھر پہ دھرا سوختہ نے انگارا
کسی کو نرد نے چوپڑ کے کر دیا نرارا
لنگوٹی باندھ کے بیٹھا ازار تک ہارا
یہ شور آ کے مچا جا بجا دوالی کا

کسی کی جورو کہے ہے پکار اے بھڑوے
بہو کی نوگری بیٹے کے ہاتھ کے کھڑوے
جو گھر مین آوے تو سب مل کیے ہین سو گھڑوے
نکل تو یان سے ترا کام یان نہین بھڑوے
خدا نے تجھکو تو شہدا کیا دوالی کا

وہ اُسکے جھونٹے پکڑ کر کہے ہے مارونگا
ترا جو گہنا ہے سب تار تار اُتارونگا
حویلی اپنی تو اک داؤ پر مین ہارونگا
یہ سب تو ہارا ہون خندی تجھے بھی ہارونگا
چڑھا ہے مجھکو بھی اتنو نشا دوالی کا

تجھے خبر نہین خندی یہ لت وہ پیاری ہے
کسی زمانے مین آگے ہوا جو جواری ہے
تو اُسنے جورو کی نتھ اور ازار اُتاری ہے
ازار کیا ہے کہ جورو تلک بھی ہاری ہے
سنا یہ تو نے نہین ماجرا دوالی کا

جہانمین یہ جو دوالی کی سیر ہوتی ہے
تو زر سے ہوتی ہے اور زر بغیر ہوتی ہے
جو ہارے اُنپہ خرابی کی فیر ہوتی ہے
اور اُنمین آنکے جن جن کی خیر ہوتی ہے
تو آڑے آتا ہے اُنکے دیا دوالی کا

یہ باتین سچ ہین نہ جھوٹ انکو جانیو یارو
نصیحتین ہین انھین دل سے مانیو یارو

جہانکو جاؤ یہ قصہ سکھا نیو یارو — جو جواری ہو نہ بُرا اُس کا مانیو یارو

نظیر آپ بھی ہے جوار یاد والی کا

در بیان ذکر مرغان

تو بیکر کی جو بن کیا کیا ہون ہون ہون ہون کرتی ہین — ہون ہون ہون ہون کر کر ذکر کرین او فیکون کرتی ہین

مرغے بولین ککڑون کون مرغیان کون کون کرتی ہین — لوطیان بھی سب یاد ہین اُسکی تھبون تھبون کرتی ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین

چونچون چونچون چونچون کیا سب چونچون کرتی ہین

بنگلہ بھوا گھنگھا اُسکے غم مین سب ہی تپتے ہین — عنقا اور سیمرغ اُسکی فرقت بیچ تڑپتے ہین

سارس گدھ جو اصل تیرے بگلے بنگلہ کلپتے ہین — چکلد کھچڑ و جتنے ہین سب نام اُسیکا جپتے ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین

چونچون چونچون چونچون کیا سب چونچون کرتی ہین

قمری بولے حق سرہٗ بلبل بولے بسم اللہ — کبک لٹیری چارون طرف اور تیتر بھی سبحان اللہ

دادر مور پپیہے کویل کوک رہی اللہ اللہ — فاختہ کوکو تیہو ہدہد طوطی بولین حق اللہ

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین

چونچون چونچون چونچون کیا سب چونچون کرتی ہین

بوم چنڈول سبز کٹ ابابیل دھچکو رین شام چڑی — کھنجن چہیان بوکلنگ اور غوغائی کی دھوم پڑی

تتلی ٹڈی انس بھنبھیری کٹڑی جو ہے بڑی بڑی — مکھی مچھر پیشو جھینگے بول رہے سب گھڑی گھڑی

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین

چونچون چونچون چونچون کیا سب چونچون کرتی ہین

تن من اور علم ڈھلک ہو لاحق حق تار پروتے ہین
اکثر جو پنچھی پھولون بیٹھے یاد مین اُسکی روتے ہین
ظاہر تو سب تخم محبت اُسکا دلمین بوتے ہین
پنچھی اُسکی یاد کرین ہم پانون پسارے سوتے ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چون چون چون چون کرتی ہین
چون چون چون چون چون چون کیا سب چون چون کرتی ہین

کس کس کا لون نام غرض ہین یاد مین جتنے طائر خورد و کبیر
کوئی کہے یا حی توانا کوئی کہے یا رب قدیر
طائر تو سب یاد کرین اور ہم غفلت مین ہین اسیر
ہمسا غافل دنیا مین اب کوئی نہین ہے آہ نظیر

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چون چون چون چون کرتی ہین
چون چون چون چون چون چون کیا سب چون چون کرتی ہین

عید الفطر کے بیان مین

ہے عابدونکو طاعت و تجرید کی خوشی
اور زاہدون کو زہد کی تمہید کی خوشی
رند عاشقونکو ہے کئی اُمید کی خوشی
کچھ دلبرونکے وصل کی کچھ دید کی خوشی

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اِس عید کی خوشی

روزہ کی خشکیون سے جو ہین زرد زرد گال
خوش ہوگئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال
پوشاکین تن مین زرد سنہری سفید لال
دل کیا کہ ہنس رہا ہے پڑا تن کا بال بال

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اِس عید کی خوشی

پچھلے پہر سے اُٹھکے نہانے کی دھوم ہے
شیر و شکر سوئیان پکانے کی دھوم ہے
پیر و جوان کو نعمتین کھانے کی دھوم ہے
لڑکون کو عیدگاہ کے جانیکی دھوم ہے

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

بیٹھے ہیں پھول پھول کے میخانوں میں کلال
اور بھنگ خانوں میں بھی ہیں سبزیاں کمال
چھنتی ہیں بھنگیں اڑتے ہیں چرس کے دم بحال
دیکھو جدھر کو سیر مزا عیش قیل و قال

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

کوئی تو مست پھرتا ہے جام شراب سے
کوئی پکارتا ہے کہ چھوٹے عذاب سے
کلا کسی کا پھولا ہے لڈو کی چاٹ سے
چٹکارے جی میں بھرتے ہیں نان و کباب سے

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

محبوب دلبروں سے ہے جنکی لگی لگن
اُنکے گلے سے آن لگا ہے جو گلبدن
سو سو طرح کے چاؤ سے مل مل کے تن سے تن
کہتے ہیں تم کو عید مبارک ہو جان من

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

کیا ہی معانقے کی مچی ہے الٹ پلٹ
ملتے ہیں دوڑ دوڑ کے باہم جھپٹ جھپٹ
پھرتے ہیں دلبروں کے بھی گلیوں میں غٹ کے غٹ
عاشق مزے اڑاتے ہیں ہر دم لپٹ لپٹ

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

کاجل حنا غضب مسی و پان کی دھڑی
پشوازیں سرخ سوسنی لاہی کی پھلجھڑی

کرتی کبھی دکھا کبھی انگیا کسی کو ہی | کہہ عید عید لوٹے ہین دلکو گھڑی گھڑی

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

جو جو کہ اُنکے حسن کی رکھتے ہین دل سے چاہ | جاتے ہین اُنکے ساتھ لگے تا بہ عید گاہ
توپون کے شور اور دوگانونکی رسم و راہ | میانے کھلونے سیر مزے عیش واہ واہ

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

روز ونکی سختیون مین نہوتے اگر اسیر | تو ایسی عید کی نہ خوشی ہوتی دلپذیر
سب شاد ہین گدا سے لگا شاہ تا وزیر | دیکھا جو ہمنے خوب تو سچ ہے میان نظیر

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

آگرے کی ککڑی کی تعریف مین مسدس

پہونچے نہ اسکو ہرگز کابل ہری کی ککڑی | نے پورب اور نہ پچھم خوبی بھری کی ککڑی
نے چین کے پرے کی ورنے ورے کی ککڑی | دکھن کی ورنہ ہرگز اس سے پرے کی ککڑی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کیا پیاری پیاری میٹھی اور پتلی پتلیان ہین | گنّے کی پوریان ہین ریشم کی تکلیان ہین
فرہاد کی نگاہین شیرین کی ہنسلیان ہین | مجنونکی سرد آہین لیلیٰ کی انگلیان ہین

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی | اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مشہور جیسی ہر جا یان کی جالیاں ہیں
بیٹھی ہیں سو تو گویا شکر کی تھالیاں ہیں
ویسی ہی ککڑیاں یہ بھی منھ میں پڑالیاں ہیں
کتر دی ہیں سو یہ بھی گویا کہ بانکی گالیاں ہیں

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

جو ایکبار یارو اس جا کی کھائے ککڑی
دل تو نظیر غش ہو بیٹھی منگائے ککڑی
پھر جا کہیں کی اس کو ہرگز نہ بھائے ککڑی
ککڑی ہو یا قیامت کیا کہیے ہائے ککڑی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مسدس

جب چھٹے وہاں سے اپنے زیب محفل
فرقت میں تیری آشفتہ بیدل
باندھا سفر کے تا قصہ پہ محمل
غربت کے ہمراہ حسرت کے شامل

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

منزل پہ اترے تو اشک ریزاں
جوں صید زخمی ہر سو گریزاں
صحرا میں گذرے تو خاک بیزاں
القصہ آخر افتاں و خیزاں

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

نکلے جو واں سے ہم پا پیادہ
صد پا شکستہ صد جا فتادہ
صد پا سے خاراں ہر جا پہ نہادہ
گذرے سے کہیں کیا اس کا زیادہ

رفتیم و بردیم داغ تو بردل
صحرا بہ صحرا منزل بمنزل

منزل بھی طے کی اور صد بیابان
بیتاب و بے صبر ہر سو شتابان
طعنے بھی کھینچے مثل عقابان
فی الجملہ ناچار اے ماہ تابان

رفتیم و بردیم داغ تو بردل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

چلنے کی طاقت ہم مین کہان تھی
نے دم مین دم تھا نے جان مین جان تھی
قالب تو یان تھا اور روح وان تھی
لیکن یہی بیت وردِ زبان تھی

رفتیم و بردیم داغ تو بردل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

منزل پہ روئے ہم آکے ہر شب
صد اشک در چشم صد آہ برلب
اوروں کو لوٹے صحرا مین جب تب
آگے نظیر اب کیا بولے مطلب

رفتیم و بردیم داغ تو بردل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

آٹے دال کے بیان مین

آٹے کے واسطے ہے ہوس ملک و مال کی
آٹے ہی دال سے ہے درستی یہ حال کی
آٹا جو پالکی ہے تو ہے دال نالکی
اس سے ہے سبکی خوبی جو ہے حال قال کی

سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

اِس آٹے دال ہی کا جو عالم مین ہے ظہور
اِس سے ہی آکے چڑھتا ہے چہرہ پہ سب کے نور
اِس سے ہی مُنھ پہ نور ہے اور پیٹ مین سرور
شاہ و گدا امیر اِسی کے ہین سب مزدور
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

قمری نے کیا ہوا جو کہا حق سرہٗ
وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ مین سرخرو
اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتی ہے تقو
سنتے ہو اے عزیز اسی سے ہے آبرو
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آٹا ہے جسکا نام وہی خاص نور ہے
اسکا بھی کھیل کھیلنا سب کو ضرور ہے
اور دال بھی پری ہے کوئی یا کہ حور ہے
سمجھے جو اس سخن کو وہ صاحب شعور ہے
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

چھ پیسو نکے جو عشق مین دل کو لگاؤ گے
طوطی کو پال کر کے حق اللہ پڑھاؤ گے
تو پیٹ بھر کے کھاؤ گے کپڑے بناؤ گے
ناحق کو سر کھپاؤ گے کوڑی نہ پاؤ گے
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

جن پاس چار پیسے وہی ہین یہان امیر
اور جتنے پیشہ ور ہین یہان خرد او کبیر
اور جنکے پاس کچھ نہین وہ ہین بڑے فقیر
روٹی کا سلسلہ ہے بڑا کیا کہون نظیر
سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

کیا کیا تماشے کر کر اظہار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

جمنا کے پاٹ گویا صحن چمن ہے بارے
منھ چاند کے سے ٹکڑے تن گورے پیارے پیارے
پیر اک اسمین پیرین جیسے کہ چاند تارے
پریون سے پیر رہے ہین کچھ دھار اور کنارے

کچھ دھار پیرتے ہین کچھ پار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کتنے کھڑے ہین پیرین اپنا دکھا کے سینا
آدھے بدن پہ پانی آدھے پہ ہے پسینا
سینہ چمک رہا ہے ہیرے کا جون نگینا
سرون کا یہ چلا ہے گویا کہ اک قرینا

دامن کمر پہ باندھے دستار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

جاتے ہین انمین کتنے پانی پہ صاف سوتے
کتنے پتنگ اڑاتے کتنے سوئی پروتے
کتنون کے ہاتھ پنجرے کتنون کے سر پہ طوطے
حقون کا دم لگاتے ہنس ہنس کے شاد ہوتے

سو سو طرح کا کر کر بستار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کچھ تلچ کی بہارین پانی کے کچھ کنارے
لبریز گلرخون سے دونون طرف کرارے
دریا مین پیچ رہے ہین اندر کے سو اکھاڑے
بجرے و ناؤ چپنو ڈونگے نپے نواڑے

ان جھمکتون سے ہو کر سرشار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

تاؤ مین وہ جو گلرو ناؤ مین چمک رہے ہین
جوڑے بدن مین رنگین کتنے جھمک رہے ہین

تاہین ہوا مین اُڑتین طبلے کھڑک رہے ہین
عیش و طرب کی دھومین پانی چھپک رہے ہین

سو ٹھاٹھ کے بنا کر اطوار پھرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پھرتے ہین

ہر آن بولتے ہین سید کبیر کی جے
پھر اُسکے بعد اپنے اُستاد پیر کی جے
مور مکٹ کنھیا جمنا کے ہیر کی جے
پھر غول کے سب اپنے خرد و کبیر کی جے

ہر دم یہ کر خوشی کی گفتار پھرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پھرتے ہین

کیا کیا نظیر میان کی ہین پیر یکی بانی
ہے جنکے پیرنے کی ملکو مین آن مانی
اُستاد اور خلیفہ شاگرد یار جانی
سب خوش رہین ہے جبتک جمنا کی بیچ پانی

کیا کیا ہنسی خوشی سے ہر بار پھرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پھرتے ہین

کوڑی کے بیان مین مسدس

کوڑی ہے جنکے پاس وہ اہل یقین ہین
کھانے کو اُنکے نعمتین سو بہترین ہین
کپڑے بھی اُنکے تن مین نہایت مہین ہین
سمجھین ہین وہ جو اسکو بڑے نکتہ چین ہین

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی بغیر سوتے ہین خالی زمین پر
کوڑی ہوئی تو رہنے لگے شہ نشین پر
پٹکے سنہرے بندھ گئے جامونکی چین پر
موتی کے پیچھے لگ گئے گھوڑونکی زین پر

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہین تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی ہی چاہتی ہے سدا بادشاہ کو
لیکر چھڑی رومال گدا بھی نباہ کو
کوڑی ہی تھام لیتی ہے فوج و سپاہ کو
پھرتا ہے ہر دکان پہ کوڑی کی چاہ کو

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی نہو تو پھر یہ جھمیلا کہان سے ہو
منڈ واسکے سر فقیر کا چیلا کہان سے ہو
رتھنا نہ فیلخانہ طویلا کہان سے ہو
کوڑی نہو تو سائین کا میلا کہان سے ہو

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کاندھے پہ تیغ دھرتے ہین کوڑی کیواسطے
یان تک تو لوگ مرتے ہین کوڑی کیواسطے
آپسمین خون کرتے ہین کوڑی کیواسطے
جو جان دے گذرتے ہین کوڑی کیواسطے

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

گالی و مار کھاتے ہین کوڑی کیواسطے
سو ملک چھان آتے ہین کوڑی کیواسطے
شرم و حیا اُٹھاتے ہین کوڑی کیواسطے
مسجد کو دم مین ڈھاتے ہین کوڑی کیواسطے

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

بن کوڑی خورد کے برابر بھی پت نہ تھی
آگے گماشتو نکی کھلی ہر طرف بہی
کوڑی جب آئی پاس تو بن بیٹھے سیٹھ جی
پھر وہ جو کچھ کہے تو وہی بات ہے سہی

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

بن کوڑی تھین جو تیل کی باسی پکوڑیان ۔ کوڑی ہوئی تو چھننے لگین لبنی جلیبیان
یون خلق دوڑی کھیان جون گڑ پہ دوڑیان ۔ خالق نے کیا ہی چیز بنائین ہین کوڑیان

کوڑیکے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی سکے پھر تین تین ہین

خاصے محل اُٹھاتے ہین کوڑیکے زور سے ۔ پکے کنوئین کھداتے ہین کوڑیکے زور سے
پُل اور سرا بناتے ہین کوڑیکے زور سے ۔ باغ و چمن لگاتے ہین کوڑی کے زور سے

کوڑیکے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑیکے پھر تین تین ہین

سے مفلس اور فقیر سے تا شاہ اور وزیر ۔ کوڑی وہ دلربا ہے کہ ہے سبکے دلپذیر
دیتے ہین جان کوڑی پہ طفل و جوان و پیر ۔ کوڑی عجب ہی چیز ہے مین کیا کہون نظیر

کوڑیکے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑیکے پھر تین تین ہین

پیسے کی عزت مین

نقش یان جسکے میان ہاتھ لگا پیسے کا ۔ اُسنے تیار ہر اک ٹھاٹھ کیا پیسے کا
گھر بھی پاکیزہ عمارت سے بنا پیسے کا ۔ کھانا آرام سے کھانے کو ملا پیسے کا

کپڑا اُتن کا بھی ملا زیب فزا پیسے کا

جب ہوا پیسے کا اسے دوستو آکر سنجوگ ۔ عشرتین پاس ہوئین دور ہوئے منکے روگ
کھاتے جب مال پیٹ وہ دصرنی ہوگ ۔ دلکو آنند ہوئی بھاگ گئے روگ و ردوگ

ایسی خوبی ہے جہان آنا ہوا پیسے کا

ساتھ اک دوست کے اِک دن جو مین گلشن مین گیا وانکے سرو و سمن و لالہ و گل کو دیکھا

پوچھا اُس سے کہ یہ ہے باغ بتاؤ کس کا اُسنے تب گُل کی طرح ہنس دیا اور مجھسے کہا

مہربان مجھسے یہ تم پوچھو ہو کیا پیسے کا

یہ تو کیا اور بڑے ایسے ہین جو باغ و چمن ہین کھلے کیاریونمین نرگس و نسرین و سمن

حوض فوارے ہین نکلو نمین بھی پیسے کے چلون جا بجا قمری و بلبل کی صدا شور افگن

وان بھی دیکھا تو نقط گل ہے کھلا پیسے کا

وان کوئی آیا لیے ایک مرصع پنجرا لال دستار و دوپٹا بھی ہرا جون طوطا

اُسمین اک بیٹھی وہ مینا کہ ہو بلبل بھی فدا مین نے پوچھا یہ تمھارا ہے رہا وہ چپکا

نکلی منقار سے مینا کے صدا پیسے کا

وان سے نکلا تو مکان اک نظر آیا ایسا در و دیوارون سے چھلکے تھا پڑا آب طلا

سیم چونے کی جگہ اُسکے تھا اینٹونمین لگا واہ وا کہہ کے کہا مین نے یہ ہوگا کس کا

عقل نے جب مجھے چپکے سے کہا پیسے کا

اُنکا عاشق سے جو معشوق کوئی ہٹکا پھرا اور وہ منت سے کسی طور نہین پھرتا تھا

خوبیان پیسے کی اے یارو کہو مین کیا کیا دل اگر سنگ سے بھی اُسکا زیادہ تھا کڑا

موم سا ہوگیا جب نام سُنا پیسے کا

دام مین دام کے یارو جو مرا دل ہے اسیر اسلیئے ہوتی ہے یہ میری زبان سے تقریر

جیسے خوش رہتا ہے اور دل بھی بہت عیش پذیر جس قدر ہو سکا مین نے کیا تحریر نظیر

گلہری کے بچے کا بیان

لیے پھرتا ہے یون تو ہر بشر بچّا گلہری کا ہر اک اُستاد کے رہتا ہے گھر بچّا گلہری کا

ولیکن ہے ہمارا اسقدر بچا گلہری کا
دکھاویں ہم کسی لڑکے کو گر بچا گلہری کا
تو دم میں لوٹ جائے دیکھکر بچا گلہری کا

سفیدی میں وہ کالی دھاریاں ایسی رہی ہیں بن
کہ جیسے گال پر لڑکوں کے چھوٹے زلف سنبل گن
کناری دار پٹا جسمیں گھنگرو کر رہے چھن چھن
گلے میں ہنسلی پانوں میں کڑے اور ناک میں لٹکن
رہا ہے سر بسر گہنے میں بھر بچا گلہری کا

کسی سردار کے دل میں یہ آیا ایک دن یارو
کہ دیکھیں گھر بلا کر عشق بازوں کے ہنر کو وا
کہا ان سے کہ ہاں اس ڈھب کے استادوں کو بلواؤ
سو نوکر اسکا سب میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لیگیا ہمکو
نہ تھا ہم پاس اس دم کچھ مگر بچا گلہری کا

وہ دیکھے تو بری صورت برا حال اور پھٹے کپڑے
بڑھے داڑھی کے بال اور زرد منھ آنکھوں میں آنسو سے
بندھی میلی سی پگڑی سر پہ اور ٹکڑے انگرکھے کے
وہ کپڑے گو پھٹے پر ہم بھی اپنے فن میں ہیں پورے
لگا رکھتے تھے ایسے وقت پر بچا گلہری کا

جو ہیں اسنے میں ہمکو اس برے احوال سے دیکھا
کہا اسنے کہ پھنستا ہوگا اسے کسطرح لڑکا
نظر سے اسکی پہنچے جب تو واں اس بات کو تاڑا
کمر کو دیکھ ڈھونڈھی جیب پکڑ کر ٹٹولا سچا
وہیں ہمنے نکالا ڈھونڈھکر بچا گلہری کا

کہیں بیٹھا تھا واں اسکا برس دس کا اک لڑکا
وہ گویا گدگدا اچھا پری سا چاند کا ٹکڑا
جو ہیں اسنے وہ بچا آہ یارو اک نظر دیکھا
وہیں لٹو ہوا بولا یہی لونگا یہی لونگا
بٹھا دو جلد میرے ہاتھ پہ بچا گلہری کا

یہ کہکر بیقراری سے وہ لڑکا شوق میں غش ہو
وہیں گھبرا کے آپہنچا جہاں ہم تھے کھڑے یارو
لگا سو منتوں سے مانگنے دو یہ تو ہمکو دو
وہ باپ اسکا پکارا زبان نکالو جو چاہیے اسکو

غضب جادو کا رکھتا ہے اثر بچّا گلھریکا

برسات کے بیان مین

برسات کا جہان مین لشکر پھسل پڑا — بادل بھی ہر طرف سے ہوا پر پھسل پڑا
جھڑیونکا مینہ بھی آکے سراسر پھسل پڑا — چھتّا کسیکا شور مچا کر پھسل پڑا
کوٹھا جھکا اٹاری جھکی در پھسل پڑا

جتنے نئے تھے مکان اور محلسرا — اُنکی چھتین ٹپکتی ہین چھلنی ہو جابجا
دیوارین بیٹھتی ہین چھپلونکا ہے غل مچا — لاٹھی کو ٹیک کر جو ستون سے کھڑا کیا
چھجّا گرا منڈیر پہ کیا تھپر پھسل پڑا

جھڑیون نے اسطرحکا دیا آکے جھڑ لگا — بیٹھے جدھر اُدھر سے وہ دھڑاکے ہی کی صدا
کوئی پکارتا ہے مرا دروازہ گر چلا — کوئی کہے ہے ہائے کہو مین بناؤن کیا
تم در کو چھپکتے ہو مرا گھر پھسل پڑا

باران جب آکے پختہ مکانکی تئین ہلائے — کچّا مکان پھر اُسکی بھلا کیونکہ تاب لائے
ہر جھونپڑے مین شور ہے ہر گھر مین ہائے ہائے — کہتے ہین یار دوڑیو جلدی سے وائے وائے
پاکھے کھچیت سو گئے چھپّر پھسل پڑا

آکر گرا ہے کسی جو رنڈیکا اب مکان — اور اُسکے آشنا کی بھی چھت گر گئی ہے جہان
کہتا ہے ٹھٹھے باز ہر اک اُنسے آکے وان — کیا بیٹھے چھت کو روتے ہو تم اپنی یہان یہان
وان چھت لگن کا آپکے سب گھر پھسل پڑا

یا تک ہر اک مکان کے گھسلنے کی ہے زمین — نکلے جو گھر سے اُسکو پھسلنے کا ہے یقین
مفلس غریب پر سے یہ موقوف کچھ نہین — کیا فیل کا سوار ہے کیا پالکی نشین

آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا

دیکھو جدھر اُدھر کوئی غل پکار رہے
کوئی پھنسا ہے اور کوئی کیچڑ میں خوار ہے
پیادہ اُٹھا جو مر کے تو کیچڑ اسوار ہے
گرمی کی دھوم دھام یہ کچھ بیشمار ہے
جو ہاتھی رہا اونٹ گرا آخر پھسل پڑا

کوچے میں کوئی اور کوئی بازار میں گرا
کوئی گلی میں گر کے ہے کیچڑ میں لوٹتا
رستے کے بیچ پاؤں کسیکا رپٹ گیا
اس سب جگہ کے گرنے سے آیا جو بچ گیا
وہ اپنے گھر کے صحن میں آ کر پھسل پڑا

کرتی ہے گرچہ سب کو پھسلنی زمین خوار
عاشق کو پر دکھاتی ہے کچھ اور ہی بہار
آیا جو سامنے کوئی محبوب گلعذار
گرنے کا مکر کرکے اُچھل کود ایک بار
اُس شوخ گلبدن سے لپٹ کر پھسل پڑا

کیچڑ کے ہر مکان سے تو بچنا بہت پڑا
پر جب دکھائی دی کھلے بالوں کی گھٹا
بجلی بھی چمکے حسن کی مینہ برسے ناز کا
پھسلن جب ایسی آئی تو پھر کچھ نہ بس چلا
آخر وہاں نظیر بھی آ کر پھسل پڑا

مخمس بر غزل خود

کیا تو نے حال اُس سے مرے درد کا کہا
اور میرے انتظار کا کیا ماجرا کہا
سچ فراق کچھ نہ کہا تو نے یا کہا
قاصد صنم نے خط کو مرے دیکھ کیا کہا
حرف عتاب یا سخن دلکشا کہا

آتا ہے حال اب تو مرے دل میں ہو بہو
صبر و قرار ہوتے ہیں خاطر سے ایکسو
جس جس طرح کی باتیں ہوئیں تیرے روبرو
تجھ کو قسم ہے کچھ نہ پوشیدہ مجھ سے تو

کہیو وہی جو اُسنے مجھے بد ملا کہا

مین تو کمال ہجر مین ہون اسکے بیقرار
دن رات اُسکے آنے کا رکھتا ہون انتظار
جلدی سُنا مجھے جو ہوا تجھپہ آشکار
قاصد نے جب تو سُنکے کہا کیا کہون مین یار
پہلے تو مجھکو اُسنے بہت ناسزا کہا

ماتھا ہوا عرقِ شرم سے نم
سنتا رہا مین جو جو کہا اُس نے بیش و کم
غصے کی باتین کہہ چکا جب مجھسے وہ صنم
پھر تجھکو سو عتاب سے جھنجھلا کے دمبدم
کیا کیا کہون مین تجھسے کہ کیا کیا بُرا کہا

سرنامہ خط کا دیکھتے ہی کھاکے پیچ و تاب
نامے کو دور پھینک دیا ہوکے پُرعتاب
اور یون کہا کہ جاؤ یہی خط کا ہے جواب
اِسکا مزا چکھاؤنگا جاکر اُسے شتاب
رو راستی سخن کے تئین بارہا کہا

میرے جو ہوش سنتے ہی اسبات کے اُڑ گئے
گھبرا کے جلدی مین نے قدم راہ مین رکھے
آیا ہون پر شتاب خبر کرنے کو تجھے
میری تو کچھ خطا نہین تو ہی سمجھ اِسے
بیجا کہا یہ اُسنے تجھے یا بجا کہا

تجھپر تو اُس نگار کی خوبو تھی سب عیان
کیون نامہ لکھکے تونے کیا اور دل بیان
اب آنکر کریگا وہ کیا کیا خرابیان
کہتا تھا مین تجھے کہ نہ بھیج اُسکو خط میان
لیکن نظیر تونے نہ مانا مرا کہا

خمسہ در بیان ہولی

میان تو ہمسے نرکھ کچھ غبار ہولی مین
کہ روٹھے ملتے ہین آپسمین یار ہولی مین
مچی ہے رنگ کی کیسی بہار ہولی مین
ہوا ہے زور چمن آشکار ہولی مین

عجب یہ ہند کی دیکھی بہار ہولی مین

اب اس مہینے مین ہو مچا ہی یان تلک یہ حال
فرشتے کھیلین ہین ہولی بنا عبیر گلال
بنا کے چاند و سورج کے آسمان پہ تھال
فرشتے کھیلین ہین ہولی بنا عبیر گلال

تو آدمی کا بھلا کیا شمار ہولی مین

سنا کے ہولی جو زہرہ بجاتی ہے طنبور
تو اسکے راگ سے بارہ برج ہین معمور
چھپو ڑن ستارونکے اوپر پڑا ہے رنگ کا نور
سبھونکے سر پہ یہ ہر دم پکارتی ہی حور

کہ رنگ سے کوئی مت کیجو عار ہولی مین

جو گھر کے ابر کبھی اس مزے مین آتا ہے
تو یا دلون مین وہ کیا کیا ہی رنگ لاتا ہی
خوشی سے رعد بھی ڈھولک کی گت لگاتا ہی
ہوا کو ہولیان گا گا کے کیا نچاتا ہے

تمام رنگ سے پر ہے بہار ہولی مین

چمن مین دیکھو تو عشرت ہولی رہتی ہے
شراب ناب کی گلشن مین نہر بہتی ہے
نسیم پیار سے غنچے کا ہاتھ گہتی ہے
اور باغبان سے بلبل کھڑی یہ کہتی ہے

نہ چھیڑ مجھکو تو ای بد شعار ہولی مین

گلو تمین پہنے ہین کیا کیا ہی جوڑے رنگ برنگ
کہ جیسے لڑکے یا معشوق پہنتے ہین تنگ
ہوا سے پتونکے بجتے ہین تال اور مردنگ
تمام باغ مین کھیلین ہین ہولی گل کی سنگ

عجب طرح کی مچی ہے بہار ہولی مین

امیر جتنے ہین سب اپنے گھرمین ہین خوشحال
قبائین پہنے ہوے تنگ تنگ گل کی مثال
بنا کے گھر ہی طرح حوض ملکے سب فی الحال
مچاتے ہولیان آپس مین لے عبیر و گلال

یہی ہین رنگ نئے رنگین نگار ہولی مین

یہ سیر ہولی کی ہمنے تو بیچ مین دیکھی
کوئی تو ڈوبا ہے دامن سے لیکے تا چولی
کہین نہوویگی اس لطف کی میان ہولی
کوئی تو مُرلی بجاتا ہے کہہ کنہیا جی
ہے دھوم دھام یہ بے اختیار ہولی مین

گھرونسے سانوری اور گوریان نکل چلیان
جدھر جدھر کو دیکھین اُدھر مچ رہی ہین رنگ رلیان
کسنبھی اوڑھنی اور مست کرتی اٹھکھیلیان
تمام بیچ کی پپڑیون سے بھر رہین گلیان
مزا ہے سیر ہے در ہر کنار ہولی مین

جو کچھ کہاتی ہے اپلا بہت پیا ماری
گلال دیکھ کے پھر چھاتی کھولدی ساری
چلی ہے اپنے پیا پاس لے کے پچکاری
پیا کی چھاتی سے لگتی وہ چاؤ کی ماری
نہ تاب دلکو رہی نے قرار ہولی مین

جو کوئی سیانی ہے ائین تو کوئی ہے ناکند
کوئی ولاتی ہے سیاتھن کو یار کی سوگند
وہ شور ہو رہین سب رنگ سے نپٹ یکچند
کہ ابتو جامہ و انگیا کے ٹوٹے ہین سب بند
پھر آکے کھیلینگے ہوکر دوچار ہولی مین

نظیر ہولی کا موسم جو جگ مین آتا ہے
کوئی تو رنگ چھڑکتا ہے کوئی گاتا ہے
وہ ایسا کون ہے ہولی نہین مناتا ہے
جو خالی رہتا ہے وہ دیکھنے کو جاتا ہے
جو عیش چاہو سو ملتا ہے یار ہولی مین

فقیرون کی صدا

زر کی جو محبت تجھے پڑ جائیگی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائیگی بابا
دکھ اسمین تری روح بہت پائیگی بابا
دولت جو ترے یان ہی نہ کام آئیگی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملوائیگی بابا

دولت جو ترے پاس ہے رکھ یاد تو یہ بات — کھا تو بھی اور اللہ کی کر راہ میں خیرات
دینے سے اسی کے ترا اونچا رہے پھر ہات — اور یاں بھی تری گزریگی سو عیش سے اوقات
اور واں بھی تجھے سیر یہ دکھلائیگی بابا

داتا کی تو مشکل کبھی اٹکی نہیں رہتی — چڑھتی ہے پہاڑوں کے اوپر ناؤ سخی کی
اور تو نے بخیلی سے اگر جمع اسے کی — تو یاد یہ رکھ بات کہ جب آدیگی سختی
خشکی میں تری ناؤ یہ ڈبوائیگی بابا

دولت جو ترے گھر میں ہے اب پھولی ہے جوں پھول — مردود بھی کرتی ہے یہ اور کرتی ہے مقبول
جو چاہے ترے ساتھ چلے یاں سے یہ بھول — زنہار خبردار ہو اس بات پہ مت بھول
یہ خندی ترے ساتھ نہیں جائیگی بابا

اس سے یہی بہتر ہے تو ہی آپ اسے کھا جا — بیٹوں کو فقیروں کو غریبوں کو کھلا جا
سب روبرو اپنے مے عشرت میں اڑا جا — پھر شوق سے ہنستا ہوا جنت کو چلا جا
ورنہ تجھے ہر دکھ میں یہ پھنسوائیگی بابا

یہ تو نہ کسی پاس رہی ہے نہ رہے گی — جو اور سے کرتی رہی وہ تجھ سے کریگی
کچھ شک نہیں اسمیں جو ٹھگنی ہے سو ٹھگیگی — جب تک تو جیئے گا تجھے یہ چین نہ دے گی
اور مرتے ہوئے پہ یہ غضب لائیگی بابا

جب موت کا ہو ویگا تجھے آن کے دھڑکا — اور نبض تری آن کے دم لیوے گی پھڑکا
جب اسمیں جو اٹکے گا نہ دم نکلے گا پھڑکا — کوئیں میں روپے ڈال کے جب دیویگا بھڑکا
تب تن سے ترے جان نکلجائیگی بابا

تو لاکھ اگر مال کے صندوق بھریگا — ہے یہ تو یقین آخرش اکدن تو مریگا

پھر بعد ترے اسپہ جو کوئی ہاتھ دھریگا — وہ خوب مزا دیکھیگا اور عیش کریگا
اور روح تری قبر مین چلائیگی بابا

اُسکے تو وہان ڈھولک و مرد نگ بجے گی — اور روح تری قبر مین حسرت سے جلیگی
وہ کھاویگا اور ریتیرے تئین آگ لگے گی — تا حشر تری روح کو پھر کل نہ پڑیگی
ایسا یہ تجھے گور مین تڑپائیگی بابا

جاویگا تری گور کی جانب جو وہ ناگاہ — ساقی و صراحی و پریزاد وسکے ہمراہ
رونا مجھے آتا ہے ترے حال پہ واللہ — جب دیکھیگا سو عیش مین تو اُسکے تئین آہ
کیا کیا تری چھاتی پہ یہ لہرائے گی بابا

تو بھوت ہو چھاتی پہ اگر آن چڑھے گا — تو وان بھی ترے واسطے عامل کوئی بلوا
شیشے مین اُترواکے تجھے دیو نگے گڑوا — یا خوب سا سُلگاکے کوئی ہاے فلیتا
دھونی بھی تری ناک مین دلوائیگی بابا

گر ہوش ہے تجھ مین تو بخیلی کا نکر کام — اس کام کا آخر کو بری ہوتا ہے انجام
تھوکے گا کوئی کہکے کوئی دیویگا دشنام — زنہار نہ لے گا کوئی ہر صبح ترا نام
بیزارین ترے نام پہ لگوائیگی بابا

کہتا ہے نظیر اب جو یہ باتین تجھے ہر آن — گر مرد ہے عاقل تو اسے جھوٹ نو مت جان
ٹک غور سے کر گنج پہ قارونکے ذرا دھیان — جیسا ہی اُسے اُسنے کیا خوب پریشان
ویسا ہی مزا تجھکو بھی دکھلائیگی بابا

ایضاً

بٹ مار اجل کا آپہونچا ٹک اسکو دیکھ ڈرو بابا — اب اشک بہاؤ آنکھون سے اور آہین سرد بھرو بابا

دل ہاتھ اٹھا اس جینے سے بس [illegible] بابا
جب باپ کی خاطر روتے تھے اب اپنی خاطر رو بابا

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

اب جینے کو تم رخصت دو اور مرنے کو مہمان کرو
یا پوریں لڈو بنواؤ یا خاصہ حلوا نان کرو
خیرات کرو احسان کرو یا پن کرو یا دان کرو
کچھ لطف نہیں اب جینے کا اب چلنے کا سامان کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دل کو تو اٹھاؤ جینے سے اب اور گلے کو مت کاٹو
دھن چھوڑو دو حصہ بخش بکی اور بھاجی بیٹی تم بانٹو
اب چاٹ فنا کی تم چکھو اور خوش کیسہ کا مت چاٹو
ناکندہ بچھیرے ہو کود چکے اب اور دولتی مت چھانٹو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اسپ بہت کودا اچھلا اب کوڑا مارو زیر کرو
گر ٹوٹا لشکر بھاگ چکا اب میاں میں تم شمشیر کرو
جب مال اکٹھا کرتے تھے اب تن کا اپنے ڈھیر کرو
تم صاف لڑائی ہار چکے اب بھاگنے میں مت دیر کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

سر کانپا چاندی بال ہوئے منہ پھیلا پلکیں آن جھکیں
سکھ نیند گئی اور بھوک گھٹی دل سست ہوا آواز تھکیں
قد ٹیڑھا کان ہوئے بہرے اور آنکھیں بھی چندھیا گئیں
جو ہونی تھی سو ہو گذری اب چلنے میں کچھ دیر نہیں

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یاں پانوں کو مت چلنے سے مت رستے کو حیران کرو
اب آپ ہی جو تم پانی سے مت پانی کا نقصان کرو
اور پوپلے منہ سے روٹی کو مت ململ کر ہلکان کرو
کچھ لاب نہیں ہے جینے میں اب مرنے کی پہچان کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

گر اچھی کرنی نیک عمل تم دنیا سے لیجاؤ گے
اور ایسی دولت چھوڑ کے تم جو خالی ہاتھوں جاؤ گے
تو گھر اچھا سا پاؤ گے اور سکھ سے بیٹھے کھاؤ گے
پھر کچھ بھی نہیں بن آوے گی گھبراؤ گے پچھتاؤ گے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ عمر جسے تم سمجھے ہو یہ ہر دم تن کو چنتی ہے
تم گٹھری باندھو کپڑوں کی اور دیکھو اجل سر دھنتی ہے
جس لکڑی کے بل بیٹھے ہو دن رات یہ لکڑی گھنتی ہے
اب موت کفن کے کپڑوں کا یاں تانا بانا بنتی ہے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

گھر بار روپے اور پیسے میں مت دل کو تم خرسند کرو
موت آن لتاڑے گی آخر کچھ مکر کرو یا پھند کرو
یا گور بناؤ جنگل میں یا جمنا پر آنند کرو
بس خوب تماشا دیکھ چکے اب آنکھیں اپنی بند کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اونٹ کرایہ کا یارو صندوق جنازہ اٹھی ہے
کس نیند پڑے تم سوتے ہو یہ بوجھ تمھارا بھاری ہے
جو ہو اسوار چلے اس پر پھر گھوڑا ہے نہ ہتنی ہے
کچھ دیر نہیں اب آہ نظیر تیار کھڑی اسواری ہے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دنیا کے تماشے دیکھنے کا بیان

کھول ٹک چشم تماشا یار باشے پھر کہاں — یہ شکار و صید یہ شکرے و باشے پھر کہاں
مال و دولت سونا روپا تولہ ماشے پھر کہاں — دم غنیمت ہے بھلا یہ بود و باشے پھر کہاں
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

دل لگا اُلفت میں اور کر لے پری زادوں کی چاہ — چاند سے مکھڑوں سے مل سورج و شوں پر کر نگاہ
پھر مزے کچھ لوٹ حظ یہ وقت کب ملتا ہے آہ — کھا لی پی لی سکھ دیو اور دی لی دلاسے واہ واہ
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

حُسن والوں کے بھی کیا کیا حسن کے عالم ہیں یاں — سانولے گورے سُنہری سُرخ باندھے پگڑیاں
کیا سجن کیا کیا دھجن کیا کیا ہیں چھب پھبتیاں — بھولی بھولی صورتیں اور پیاری پیاری انکھڑیاں
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

کتنے میخانوں کے در پر لوٹتے ہیں پی کے مے — کتنے مجلس کر کے سُنتے ہیں دف و مردنگ و نے
دیر و میں اور مسجد و میں کرتے ہیں غل ہی ہے ہے — ہر طرف دھوموں میں بھی ہیں دید ہے اور سیر ہے
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

واہ وا کیا کیا نظیر اس خلق کی اطوار ہیں — خوار ہیں سردار ہیں زردار ہیں ناچار ہیں
گدڑیاں ہیں چوک ہیں بستی کہیں بازار ہیں — دشت ہیں صحرا ہیں اور دریا ہیں کہسار ہیں
دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہاں

در بیان رمّال و نجومی وغیرہم

جہاں میں کیا کیا خرید کے اپنی ہر اک بجاتا ہے شادیانے — کوئی حکیم اور کوئی مہندس کوئی ہے پنڈت کتھا بکھانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا کہانے — جو چاہو کوئی یہ بھید کھولے سب ہیں حیلے سبب بہانے

جو پاسا پھینکے بنا بنا اور دانوں کتنے ہی ملیں ٹھانے
جو چاہتا ہے اٹھارہ آویں تو اسکو پڑتے ہیں تین کانے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب شطرنج کا سا نقشا بچھا ہے دن رات اور اسجا
جو مات چاہے کرے کسی کو نہ آوے پھر وہ اسکو مات اسجا
ہزاروں منصوبے باندھے ملیں وہی چالونکی گھات اسجا
نہیں ہے اک چار چوک قائم سبھوں کی بازی ہے مات اسجا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب طرح کے ورق بنے ہیں کوئی ملک کوئی صفا ہے
کسیکے سر پہ ہے تاج شاہی کسیکی شمشیر پر جفا ہے
کوئی امیر اور کوئی وزیر ہے کوئی فقیر میں دل خفا ہے
سبھوں کا سچا خیال آیا یہ حق کی قدرت کا گنجفا ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

یہ کون جانے کہ کل کیا کیا اور آج مالک وہ کیا کریگا
اسے بگاڑے کسے سنوارے کسیکو اندھا کسے بھریگا
کسیکے گھر کون ہوگا پیدا کسیکے گھر کونسا مریگا
کسیکو ہرگز خبر نہیں ہے کہ کیا کیا اور کیا کریگا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانیں

عجب طرح کا یہ حال ہیگا کمند کیہ دیا کمندا
کچھو سے چھوٹی کچھو سے ہاتھی کسی کو چیونٹی کوئی پرندا
سبھوں کی گردن میں ہیگا ڈالا کسیکا ٹوٹا ہوا اک پھندا
نظیر اتنی ہے چال کسکی کہاں خدا اور کہاں یہ بندا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروروں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

آٹے دال کا بیان

کیا کہوں یارو میں نقشہ خلق کے احوال کا
یہ بیاں تو واقعی ہے ہر کسی کے حال کا
اہل دولت کا چلن یا مفلس و کنگال کا
کیا تونگر کیا غنی کیا پیر اور کیا بالکا
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا اندیشہ ہوتا سد راہ
ساتھ آٹے دال کے ہے حشمت و فوج و سپاہ
تو نہ پھرتے ملک گیری کو وزیر و بادشاہ
جا بجا گڑھ کوٹ سے لڑتے ہوئے پھرتے ہیں آہ
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا ہوتا تعلق درمیاں
جاگتے دربار میں کیوں آدھی آدھی رات ہاں
منشی و میر و وزیر و بخشی و نواب و خاں
کیا عجب نقشہ پڑا ہے آہ کیا کہیے میاں
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اپنے عالم میں یہ آٹا دال بھی کیا فرد ہے
عاشقوں کا بھی اسی کے عشق سے منہ زرد ہے
حسن کی آن و ادا سب اسکے آگے گرد ہے
تا کجا کہیے کہ کیا وہ مرد کیا نامرد ہے
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

دلبروں کی چشم ابرو زلف کیا خط خال ہے
کیا کمر پتلی ہے کافر کیا ٹھمکتی چال ہے
ناز کی شوخی ادائیں حسن لالوں لال ہے
غور کر دیکھا ہے جو کچھ ہے سو آٹا دال ہے
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اب جنھیں اللہ نے یاں کر دیا کامل فقیر
اور جتنے ہیں وہ سب ہیں دال آٹے کے اسیر
وہ تو بے پروا سخی داتا ہیں آپ ہی دستگیر
اُن غریبوں کی بھی اب یہ شکل ہوگی اے نظیر
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

ایضاً

دنیا کے امیروں میں یہاں کس کا رہا ڈنکا ‏ برباد ہوئے لشکر فوجوں کا تھا ڈنکا
عاشق تو یہ سمجھے ہیں اب دل میں بنا ڈنکا ‏ جو بھنگ پیئیں ان کا بجتا ہے سدا ڈنکا

کونڈی کو نقارے پر گھوٹنے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

الفت کی نمرد کی یہ کھیت کی بوٹی ہے ‏ پھونکی جب اس کے کمخواب کی بوٹی ہے
مستی میں سنکنے لگی اس سے پیار کا ہیکو چھوٹی ہے ‏ ہیں تان نگوڑی کی اسباب پہ ٹوٹی ہے

کونڈی کے نقارے پر گھوٹنے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

بھوگن کو رگڑا کر کے اس ڈھب کا لگا رگڑا ‏ جو گھونٹ کلوٹک اس کی ہو بند بھی دگڑا
چکان چپٹا گھرا اور باندھ ہرا اگڑا ‏ کیا سیر کی ٹھہرے کی ٹک چھوڑ کے پیچھگڑا

کونڈی کے نقارے پر گھوٹنے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

اک پیالے کے پیتے ہی ہو جاوے نشہ متوالا ‏ آنکھوں میں تری آ کر کھل جاویگا گل لالہ
کیا کیا نظر آویگی ہریالی وہریالا ‏ آمان کہا میرا اے شوخ نئے لالا

کونڈی کے نقارے پر گھوٹنے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

ہیں مست وہی پورے جو کونڈی کے اندر ہیں ‏ دل ان کے ہیں دریا جی ان کے سمندر ہیں
بیٹھے ہیں صنم مست ہو اور چھوٹے مندر ہیں ‏ کہتے ہیں یہی ہنس ہنس عاشق جو قلندر ہیں

کونڈی کے نقارے پر خطکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

سب چھوڑ نشہ پیارے پی سبزی تو اگر سبزی
ہر باغ مین ہر جا مین آجاوے نظر سبزی
کر جاوے وہین پھری خاطر مین اثر سبزی
تیری بھی نظیر ایسی سبزی مین ہے سرسبزی

کونڈی کے نقارے پر خطکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

پیسے کے بیان مین

پیسے ہی کا امیر کے دل مین خیال ہے
پیسا ہی فوج پیسا ہی جاہ و جلال ہے
پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے
پیسے ہی کا تمام یہ دنگ و دوال ہے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا نہو تو باغ کنوئین پھر کہان سے ہون
عیش و طرب کے نکی دو کے پھر کہان سے ہون
کھانے کو پوری اور پوئے پھر کہان سے ہون
حلوا کچوری مال پوئے پھر کہان سے ہون

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

جوڑے چمن بہار ہین پیسے کے واسطے
خوشبو کے پھول ہار ہین پیسے کے واسطے
گہنے مرصع کار ہین پیسے کے واسطے
سب نقش اور نگار ہین پیسے کے واسطے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

[illegible]

رونق بہار ہوتی ہے پیسے سے سب حصول
اور جو شہ ہو وسے پھر پیسہ اڑتی ہے خاک دھول
پیسا ہی ساری چیز ہے پیسا ہی مردسول
بن پیسے آدمی ہے جہان بیچ نامقبول

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا ہی جس بتاتا ہے انسان کی بات کو
پیسا ہی زیب دیتا ہے بیاہ اور برات کو
بھائی سگا بھی آن کے پوچھے نہ بات کو
بن پیسے یار رو وطا ہے آدمی رات کو

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسے نے جس مکان میں بچھایا ہے اپنا جال
پھنستے ہیں اس مکان میں فرشتوں کے پر و بال
پیسے کے آگے کیا ہیں یہ محبوب خوش جمال
پیسا پری کو لائے پرستان سے نکال

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

تیغ و سپر اٹھاتے ہیں پیسے کے واسطے
تیر و سنان لگاتے ہیں پیسے کے واسطے
میدان میں زخم کھاتے ہیں پیسے کے واسطے
یاں تک کہ سر کٹاتے ہیں پیسے کے واسطے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

عالم میں خیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
بنیاد دیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
دوزخ میں فیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
جنت کی سیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

دنیا مین دیندار کہانا بھی نام ہے
پیسا جہان کے بیچ وہ قائم مقام ہے

پیسا ہی جسم جان ہے پیسا ہی کام ہے
پیسے ہی کا نظیر یہ آدم غلام ہے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

ایضاً

گر تجھ مین اے پری رو یا مہر یا جفا ہے
یا راستی کا ملنا یا سر بسر دغا ہے

گر تو وہی جو تیرے اب دل کو خوش لگا ہے
ہم جانتے نہین ہین کچھ نیک و بد کہ کیا ہے

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

کچھ دل مین ہے تو دلکی آبادیان بھی کر لے
جور و ستم کی اپنے استادیان بھی کر لے

بیدرد ہے تو ظالم بیدردیان بھی کر لے
جلاد ہے تو کافر جلادیان بھی کر لے

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

اب در پہ اپنے ہمکو رہنے دے یا اٹھا دے
ہم اسطرح سے خوش ہین رکھ یا ہوا بتا دے

عاشق ہین پر قلندر چاہے جہان بٹھا دے
یا عرش پر چڑھا دے یا خاک مین ملا دے

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

گر مہر سے بلا دے تو خوب جانتے ہین
اور جو یہین سے اٹھوا دے تو خوب جانتے ہین

ہم اسطرح بھی تجھکو مرغوب جانتے ہین
اور اسطرح بھی تجھکو محبوب جانتے ہین

یہ کافر انکی بھی چھاتی پہ مونگ دلتے ہین

گلی مین یار کی اے آہ کس طرح جاؤن
نہین ہے اتنی بھی طاقت جو اک قدم رکھون
نہ تن مین خون ہے باقی نہ اب رگون مین خون
ہوا ہون خشک مین یا نتک کہ حضرت مجنون

یہ مجھسے کہتے ہین اور اپنے ہاتھ ملتے ہین

ہمارے تم تو ہو ہر رنگ ظاہر و باطن
اٹھائے تمنے بھی غم روز عشق کے گن گن
یہ التجا ہے ہماری کہ خوش ہو آج کے دن
کوئی تو بگڑی ہی بدلتا ہے یار سے لیکن

میان نظیر ہم اب تم سے تن بدلتے ہین

ولہ جھونپڑا

یہ تن جو ہے ہر اک کے اُتارے کا جھونپڑا
اس سے ہے اب بھی سب کے سہارے کا جھونپڑا
اس سے ہے بادشہ کے نظارے کا جھونپڑا
اسمین ہی ہے فقیر بچارے کا جھونپڑا

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی بھولے بھالے اسی مین سیانے ہین
اسمین ہی ہوشیار اسی مین دوانے ہین
اسمین ہی دشمن اسمین ہی اپنے یگانے ہین
شاہ جھونپڑا بھی اپنے اسی مین نمانے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی لوگ عشق محبت کے مارے ہین
اسمین ہی شوخ حسن کے چاند اور تارے ہین
اسمین ہی یار دوست اسی مین پیارے ہین
شاہ جھونپڑا بھی اپنے اسمین بچارے ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی اہل دولت و منعم امیر ہین
اسمین ہی شاہ اور وہ اسی مین وزیر ہین
اسمین ہی رہتے سارے جہانکے فقیر ہین
اسمین ہی ہین صغیر اسی مین کبیر ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اسمین ہی چور ٹھگ ہین اسی مین امول ہین
اسمین ہی باجے اور نقارے وڈھول ہین
اسمین ہی رونی شکل اسی مین ٹھٹھول ہین
شا جھونپڑا ابھی اسمین ہی کرتے کلول ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی پارسا ہین اسمین لوند ہین
اسمین ہی سب پرند اسمین چرند ہین
بیدرد بھی اسی مین ہین اور دردمند ہین
شا جھونپڑا ابھی اسی ڈھبے مین بند ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اس جھونپڑے مین رہتے ہین شاہ اور وزیر
اسمین ہی سب غریب ہین اسمین ہی سب فقیر
اسمین وکیل بخشی و متصدی اور امیر
شا جھونپڑا جو کہتے ہین سچ ہے میان نظیر

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

ایضاً

دنیا مین کوئی شاد کوئی دردناک ہے
ہر ایک دم سے جان کا ہر دم تپاک ہے
یا خوش ہے یا الم کے سبب سینہ چاک ہے
ناپاک تن پلید نجس یا کہ پاک ہے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

ہے آدمی کی ذات کا ایسا بڑا ظہور
ہے عرش تا بہ فرش چمکتا ہے جسکا نور
گذرے ہو اُنکی قبر پہ جب وحش او طیور
رو رو یہی کہے ہیں ہر اک قبر کے حضور

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

دنیا سے جبکہ انبیا اور اولیا اُٹھے
اجسام پاک اُنکے اِسی خاک مین رہے
روحین ہین خوب جائین رو جو نکے ہین برگے
پر جسم سے تو اب یہی ثابت ہوا مجھے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ شخص تھے جو سات ولایت کے بادشاہ
حشمت مین جنکی عرش سے اونچی تھی بارگاہ
مرتے ہی اُنکے تن ہوے گلیونکی خاک راہ
اب اُنکے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

کس کس طرح کے ہوگئے محبوب کجکلاہ
تن جنکے مثل پھول تھی اور منہ بھی رشک ماہ
جاتی ہے اُنکی قبر پہ جسدم مری نگاہ
روتا ہون جب تو مین یہی کہہ کہکے وین آہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ گورے گورے تن کہ جھونکی تھی ولمین جاے
ہوتے تھے میلے اُنکے کوئی ہاتھ گر لگاے
سو دل سے تن کو خاک بنا کر ہوا اڑاے
رونا مجھے تو آتا ہے اب کیا کہون ہاے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

عمدونکے تن کو تانبے کے صندوق مین دھرا
مفلس کا تن پڑا رہا مٹی اوپر پڑا
قائم یہان یہ اور نہ ثابت وہ وان رہا
دونون کو خاک کھا گئی یارو کہون نہین کیا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گر ایک کو ہزار روپے کا ملا کفن
اور ایک یوں پڑا رہا بیکس برہنہ تن
کیڑے مکوڑے کھا گئے دونو نکے تن بدن
دیکھا جو ہمنے آہ تو سچ ہے یہی سخن

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

جتنا یہ خاک کا ہے طلسمات بن رہا
پھر خاک اُسکو ہونا ہے یار و جدا جدا
ترکاری ساگ پات زہر امرت اور دوا
زر سیم کوڑی لال زمرد اور اُن سوا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گڑھ کوٹ توپ رہکلہ تیغ و کمان و تیر
باغ و چمن محل و مکانات دلپذیر
ہونا ہے سب کو آہ اسی خاک میں خمیر
میری زبان پہ اب تو یہی بات ہے نظیر

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

بنجارہ نامہ

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گونیں پلا سر بھارا
کیا گیہوں چانول موٹھ مٹر کیا آگ دھواں اور انگارا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

گر تو ہی ہے لکھی بنجارا اور کھیپ بھی تیری بھاری ہے
اے غافل تجھسے بھی چڑھتا اک اور بڑا بیوپاری ہے
کیا شکر مصری قند گری کیا سانبھر میٹھا کھاری ہے
کیا داکھ منقے سونٹھ مرچ کیا کیسر لونگ سپاری ہے

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

تو بدھیا لادے بیل بھرے جو پورب پچھم جاویگا
یا سود بڑھا کر لاویگا یا ٹوٹا گھاٹا پاوے گا
قزاق اجل کا رستے مین جب بھالا مار گراویگا
دھن دولت ناتی پوتا کیا اک کنبہ کام نہ آویگا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

پھر منزل میں اب ساتھ ترے یہ جتنا ڈیرا ڈانڈا ہی
زر دام درم کا بھانڈا ہی بندوق سپر اور کھانڈا ہی
جب نایک تن کا نکل گیا جو ملکوں ملکوں ہانڈا ہی
پھر ہانڈا ہی نہ بھانڈا ہی نہ حلوا ہی نہ مانڈا ہی

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب چلتے چلتے رستے میں یہ گون تری ڈھلجاویگی
اک بدھیا تیری مٹی پر پھر گھاس نہ چرنے پاویگی
یہ کھیپ جو تونے لادی ہی سب حصوں میں بٹ جاویگی
دھی پوت جنوائی بٹیا کیا بنجارن پاس نہ آویگی

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

یہ کھیپ بھری جو جاتا ہی یہ کھیپ میاں مت گن اپنی
اب کوئی گھڑی پل ساعت میں یہ کھیپ بدن کی ہی کفنی
کیا تھال کٹوری چاندی کی کیا پیتل کی ڈبیا ڈھکنی
کیا برتن سونے چاندی کے کیا مٹی ہنڈیا چینی کی

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

یہ دھوم دھڑکا ساتھ لئے کیوں پھرتا ہی جنگل جنگل
اک تنکا ساتھ نہ جاویگا موقوف ہوا جب ان اور جل
گھر بار اٹاری چوپاری کیا خاصا تن سکھ اور ململ
کیا چلون پردے فرش نئے کیا لال پلنگ اور رنگ محل

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

کچھ کام نہ آویگا تیرے یہ لعل و زمرد سیم و زر
جب پونجی بات میں بکھر گئی ہر آن بنیگی جان اوپر
نوبت نقارے بان نشان دولت حشمت فوجیں لشکر
کیا مسند تکیہ ملک مکان کیا چوکی کرسی تخت چھپر

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیوں جی پر بوجھ اٹھاتا ہی ان گونوں بھاری بھاری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہیں بیوپاری کے
کیا ساز جڑاؤ زر زیور کیا گوٹے تھان کناری کے
کیا گھوڑے زین سنہری کے کیا ہاتھی لعل عماری کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

مغرور نہ ہو تلواروں پر مت بھول بھروسے ڈھالوں کے
سب پٹا توڑ کے بھاگینگے منہ دیکھ اجل کے بھالوں کے

کیا ڈبے موتی ہیروں کے کیا ڈھیر خزانے مالوں کے
کیا بغچے تاش مشجر کے کیا تختے شال دوشالوں کے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیا سخت مکان بنواتا ہے خم تیرے تن کا ہے پولا
تو اونچے کوٹ اٹھاتا ہے واں گور گڑھے نے منہ کھولا
کیا رینی خندق رند بڑے کیا برج کنگورا انمولا
گڑھ کوٹ رہکلہ توپ قلعہ کیا شیشہ دارو اور گولا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

ہر آن نفع اور ٹوٹے میں کیوں مرتا پھرتا ہے بن بن
ٹک غافل دل میں سوچ ذرا ہے ساتھ لگا تیرے دشمن
کیا لونڈی باندی دائی دوا کیا بند چیلا نیک چلن
کیا مندر مسجد تال کنواں کیا کھیتی باڑی پھول چمن
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکے گا
کوئی تاج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سیے اور ٹانکیگا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں تو خاک لحد کی پھانکیگا
اس جنگل میں پھر آہ نظیر اک تنکا آن نہ جھانکیگا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلے گا بنجارا

ایضاً مخمس

جو شب آکے وہ والا صفات کوٹھے پر
لگا رقیب کی دہشت سے گھات کوٹھے پر
سخن کی گھولے ہے قند و نبات کوٹھے پر
رہے جو شب کو ہم اُس گل کے ساتھ کوٹھے پر
تو کیا بہار سے گذری ہے رات کوٹھے پر

اُدھر سے ساقی و مطرب بھی ہوگئے یکجا
اِدھر وہ یار اُدھر ناچ راگ بھی ٹھہرا
عجب بہار کی اک انجمن ہوئی برپا
یہ دھوم دھام رہی صبح تک اہا ہاہا
کسی کی اُترے ہو جیسے برات کوٹھے پر

حجاب سب دور ہوا دور جام کی ٹھہری
لگیں نکلنے جو کچھ حسرتیں تھیں دل میں بھری

بہت دنوں سے اسی بات کی تمنا تھی ۔۔۔ مکان جو عیش کا ہاتھ آیا غیر سے خالی
ٹٹے کے چلنے لگے پھر تو ہاتھ کوٹھے پر

جو عیش سنکے رقیبوں کے دل مین آگ لگی ۔۔۔ تو چور بنکے چڑھے اور منڈیر آ پکڑی
ادھر وہ یار اُدھر ہمنے لاٹھی باٹھی کی ۔۔۔ گرایا شور کیا گالیان دین دھوم مچی
عجب طرح کی ہوئی واردات کوٹھے پر

اکیلے بیٹھے ہو تم پشت بام پر اس آن ۔۔۔ ہمین بلاؤ تو کچھ عیش کا بھی ہو سامان
یہ بات پردے ہی پردے مین لیجیے پہچان ۔۔۔ لکھین ہم عیش کی تختی کو کسطرح انجان
قلم زمین کے اوپر اور دوات کوٹھے پر

میان یہ ہاتھ پہ ہم دل جو اب لیے ہین کھڑے ۔۔۔ اور ایک بوسے کی قیمت پہ بیچتے ہینگے
جو لیجیے تو یہ ترکیب خوب ہے پیارے ۔۔۔ کمند زلف کی لٹکا کے دل کو لے لیجے
یہ جنس یون نہین آنیکی ہاتھ کوٹھے پر

کدھر چھپے ہو ذرا منھ تو ہم کو دکھلاؤ ۔۔۔ ہمارے حال کے اوپر بھی کچھ ترس کھاؤ
سمجھو نسے سنتے ہو ہر اک سے کہتے ہو آؤ ۔۔۔ خدا کے واسطے زینے کی راہ بتلاؤ
ہمین بھی کہنی ہے کچھ تم سے بات کوٹھے پر

ہوا جو وصل میسر بہ فضل رب قدیر ۔۔۔ کنارہ بوس کی آپس مین پھر ہوئی تدبیر
ہوئی جو عیش تو کس کس کی اب کرین تقریر ۔۔۔ لپٹ کے سوئے جو اُس گلبدن کے ساتھ نظیر
تمام ہو گئین حل مشکلات کوٹھے پر

ایضاً

جب یار نے اُٹھائی چھڑی تب خبر ہوئی ۔۔۔ اور وو وہین اک بدن پہ جڑی تب خبر ہوئی

اُلفت کی گرد دل میں پڑی تب خبر ہوئی	جب آنکھ اُس صنم سے لڑی تب خبر ہوئی
غفلت کی گرد دل سے جھڑی تب خبر ہوئی

جبتک چڑھی جوانی تھی اور بال تھے سیاہ	اُلفت کسی سے پیار محبت کسی سے چاہ
آئی شراب اسمیں پڑنا پیے کی خواہ مخواہ	پہلے کے جام میں نہ ہوا کچھ نشہ تو آہ
دلبر سے وہی جب اُس سے کڑی تب خبر ہوئی

تھے جب تلک اودھر رہے تو بھی وہ لوٹے	اور جب سفید ہو گئے ہوسے برف کے ڈلے
یاروں سے جب تو بولے کہ لو یارو ہم چلے	لائے تھے ہم تو عمر بتا یاں لکھا دلے
جب سیاہی پہ سفیدی چڑھی تب خبر ہوئی

اُس حال پہ بھی کچھ نہ ہوئی دید اور شنید	دانتوں نے اسمیں آن کے ہلچل پڑی شدید
منشی قضا کا لکھنے لگا جنس کی رسید	ڈاڑھیں لگیں اُکھڑنے کو دندان ہوئے شہید
مجلس میں چل بچل یہ پڑی تب خبر ہوئی

اُس پہ پہلے ہی منھ سے لگے کرنے پھر نباہ	کانوں نے اسمیں آن کے پردے ہوئے تباہ
گردن بھی اسمیں ہل گئی کم ہو گئی نگاہ	ہن دانت ہلنے کی پہ جب آنکھیں چلیں تو آہ
جب لاگی آنسوؤں کی جھڑی تب خبر ہوئی

ڈھاتے تھے وان ہزد بند توت کی تکلیسرا	پر گھر بنا رہے تھے دو الیں اُٹھا اُٹھا
اُسمیں قضا کا راج جو کوٹھے پہ آ چڑھا	شہتیر سارا قد تھا سو خم ہو کے جھک گیا
گرنے لگی کڑی پہ کڑی تب خبر ہوئی

چھاتی پہ چڑھ قضا نے لیا جب گلے کو گھونٹ	پانی کا پھر تو آہ نہ اُترا گلے سے گھونٹ
اکڑے بدن بھی جا لگی رگ رگ سے چھوٹ چھوٹ	تنہا دکھا یا شیر نے تو بھی یہ سمجھے جھوٹ

جب چاب لی گلے کی نٹری تب خبر ہوئی

کاندھے پہ رکھ کے پالکی جب لے چلے کہار
اور غل مچا کے بولے کہ جلدی ہو سوار
آئین نہا کے آپ بھی جلدی ہوئے تیار
کپڑے پہن کے عطر لگا پہن پھول ہار
نکلی سواری دھوم پڑی تب خبر ہوئی

جب پالکی میں چڑھ کے چلا آپ کا بدن
کلمہ نقیب پڑھتے چلے ساتھ کر کے بین
تو بھی یہ کہتے تھے کہ ہوا کون بے وطن
جب آئے اس گڑھے میں نظیر اور ہزار من
اوپر سے آ کے خاک پڑی تب خبر ہوئی

مخمس بر غزل امیر خسرو

کب لائیو گل کر سکیں عارض سے تیرے ہمسری
قد سے خجل سرو سہی رفتار سے کبک دری
محبوب تجھ سے سیکھ لیں تازہ ادا اور دلبری
ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آزری
ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری

ہو شہرہ تیرے حسن کا لیکر زمین چرخ تک
وہ ذات صورت کو تری شمس و قمر رہتے ہیں تک
دیکھے ہیں جو تیرے تئیں کہتا ہی ہے یک بیک
تا نقش مے بندد فلک کس نا ندیدست این نمک
حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

تیرا رخ اے رعنا صنم جس کر نظر دیکھے ہے جو
چھوڑے ہے وہ ایمان کو باندھے ہے وہ زنار کو
دیوانے تیرے عشق میں ہیں نہیں کچھ ایک دو
عالم ہمہ یغمای تو خلق جہان شیدای تو
این نرگس رعنای تو آوردہ رسم کافری

ہو خلق و خوبی میں کہیں اس طور سے وہ نازنیں
بہزاد و مانی دیکھتے تو ہو رہتے وہ حیرت قرین
گر اس بیان کی راست کا ہو کچھ نہیں تجھکو یقین
صورت نگر زیبا سے چین در صورت خوش نازنین

صورت بکش یا اینچنین یا ترک کن صورتگری

ہین خلق مین ہر سو عیان نگین ادا و یا صنم
گلگون قبا نازک بدن سو زیب و زینت سے بہم
کی غور تو سچ ہے یہی مجھکو محبت کی قسم
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آیا نظر جس روز سے تجھسا شکر لب مہ لقا
ابرو کمان جادو نظر شیرین سخن عشوہ زا
اپنے وطن کو چھوڑ کر مثل نظیر مبتلا
خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

کل ہم جو گئے باغ مین ٹک لطف اٹھانے
اور دل کو لگے سیر گلستان کی دکھانے
اتنے مین کہون کیا تجھے ای یار یگانے
بربود دلم در چمنے سرو روانے
زرین کمرے سیمبرے موے میانے

وہ شوخ کہ عالم مین نہ دیکھا ہو کسی نے
وہ حسن کہ دے حور نے پایا نہ پری نے
کیا تجھسے کہون اسکی مین خوبی کے قرینے
خورشید رخے ماہ وشے زہرہ جبینے
یاقوت لبے سنگدلے تنگ دہانے

گلفام گل اندام دلارام نکوئے
دلدار دل آزار جفاکار دو روئے
آہو صفتے کبک تکے عنبرین موئے
بیدادگرے کج کلہے عربدہ جوئے
شکر شکنے تیر قدے سخت کمانے

ابرو خم طاق حرم و زلف کنشتی
قد شاخ گل طوبے و رخ رشک بہشتی
تل نقش سویدای دل و خط لب کشتی
جادو نظری عشوہ گری حسن سرشتی

آسیب دہے رنج تنے آفتِ جانے

وہ رخ کہ ہر اک شوخ پریزاد کو شردے
گر حور کبھی دیکھے تو اُسے جان مین رہ جا
وہ زلف کہ سنبل جسے بیتاب ہو کہ دے
عیسیٰ نفسے خضر رہے یوسف حد سے

جم مرتبۂ تاجورے شاہ جہانے

شمشیر نگہ تیر مژہ قاتل حلقے
مشہور جہان فتنۂ جان مقبل خلقے
غارتگرے برباد دہے حاصل خلقے
تنگ شکرے چون شکرے در دل خلقے

شوخے نمکینے چو نمک شور جہانے

کیا اُسکی مین تعریف کہون حسن ادا کی
ہر شکل نظیر اُس بتِ رعنا سے لگا جی
ہے ختم دو عالم کی اُسی شوخ پہ خوبی
ہے زلف و رخ لعل لب و شدہ سعدی

آہے و بخارے و غبارے و دخانے

ایضاً

جو فقر مین پورے ہین وہ ہر حال مین خوش ہین
گر مال دیا یار نے تو مال مین خوش ہین
ہر کام مین ہر دام مین ہر جال مین خوش ہین
بے زر جو کیا تو اُسی احوال مین خوش ہین

افلاس مین ادبار مین اقبال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

چہرے پہ ملامت نہ جگر مین اثر غم
شکوہ نہ زبان پر نہ کبھی چشم ہوئی نم
ماتھے پہ کہین چین نہ ابرو مین کہین خم
غم مین بھی وہی عیش الم مین بھی وہی دم

ہر بات ہر اوقات ہر افعال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر یار کی مرضی ہوئی سر جوڑ کے بیٹھے
گھر بار چھڑایا تو وہین چھوڑ کے بیٹھے
موڑا جدھر اونکو وہین منہ موڑ کے بیٹھے
گدڑی جو اُڑھائی تو وہین اوڑھ کے بیٹھے
دکھ درد مین آفات مین جنجال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے دیا غم تو اُسی غم مین رہے خوش
جسطور کہا اُسنے اُسی عالم مین رہے خوش
کھانیکو ملا کم تو اُسی کم مین رہے خوش
جسطرح رکھا اُسنے اُسی دم مین رہے خوش
گر شال اُڑھائی تو اُسی شال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

جینے کا نہ اندوہ نہ مرنیکا ذرا غم
یکسان ہے اُنھین زندگی و موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اک دم
نے شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم
دن رات گھڑی پہر مہ و سال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے اُڑھایا تو لیا اوڑھ دوشالا
کمل جو دیا تو وہی کاندھے پہ سنبھالا
چادر جو اُڑھائی تو وہی ہو گئی بالا
بندھوائی لنگوٹی تو وہین ہنس کے کہا لا
پوشاک مین دستار مین رومال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

کچھ اُنکو طلب گھر کی نہ باہر سے اُنھین کام
تکیہ کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے اُنھین کام
اشغل کی ہوس دل مین نہ مندر سے اُنھین کام
مفلس سے نہ مطلب نہ تونگر سے اُنھین کام
میدان مین بازار مین چوپال مین خوش ہین
پورے ہین وہی جو ہر حال مین خوش ہین

انکے تو جہاں میں عجب عالم ہیں نظیر آہ
کیا جانے فرشتے ہیں کہ آدم ہیں نظیر آہ
اب ہے تو دنیا میں ولی کم ہیں نظیر آہ
ہر وقت ہیں ہر آن میں خرم ہیں نظیر آہ
جس ڈھال میں ہیں رکھا وہ اسی ڈھال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

ایضاً

اے آئینہ کو ہاتھ میں اور بار بار دیکھ
خال سیاہ اور خط مشکبار دیکھ
صورت میں اپنی قدرت پروردگار دیکھ
زلف دراز طرۂ عنبر نثار دیکھ
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

آئینہ کیا ہے جان ترا پاک صاف دل
زلف دراز فہم رسا سے رہے ہے مل
اور خال کیا ہیں تیرے سویدائے رخ کے تل
لاکھوں طرح کے رنج ہی میں ہم رہے ہیں کھل
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

مشک تتار و مشک ختن بھی تجھی میں ہے
نسرین و موتیا و سمن بھی تجھی میں ہے
یاقوت سرخ و لعل یمن بھی تجھی میں ہے
القصہ کیا کہوں میں چمن بھی تجھی میں ہے
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

سورج مکھی کے گل کی گردل میں تاب ہے
گل اور گلاب کا بھی تجھی میں حساب ہے
تو اپنے منہ کو دیکھ کہ خود آفتاب ہے
رخسار تیرا گل ہے پسینہ گلاب ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس کے پھول پر تو نہ اپنا گمان کر
اور سرو سے بھی دل نہ لگا اپنا جان کر
اپنے سوا کسی پہ نہ ہرگز تو دھیان کر
یہ سب سما رہے ہین تجھی مین تو آن کر

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس وہ کیا ہے جان تری چشم خوش نگاہ
اور سرو کیا ہے یہ ترا قدِ دلربا آہ
گر سیر باغ چاہیے تو اپنی کر تو چاہ
حق نے تجھی کو باغ بنایا ہے واہ واہ

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

گر دل مین تیرے قمری و بلبل کا دھیان ہے
تو ہونٹھ تیرے قمری ہین بلبل زبان ہے
ہے تو ہی باغ اور تو ہی باغبان ہے
باغ و چمن ہین جتنے تو اُن سبکی جان ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

بیلا گلاب سیوتی نسرین و نسترن
داؤدی جوہی لالہ و رابیل یاسمن
جتنے جہان مین پھولے ہین پھولونکے انجمن
یہ سب تجھی مین پھول رہے ہین چمن چمن

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

باغ و چمن کے غنچہ و گل مین نہو اسیر
قمری کی سن صفیر نہ بلبل کی سن صفیر

اپنے تئیں تو دیکھ کہ کیا ہو ارے نظیر ہیں حرف من عرف کے یہ معنی کہ اے مجیر
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

ولہ

جتنے تو دیکھتا ہے یہ پھل پھول پات بیل سب اپنے اپنے کام کی ہیں کر رہے کھیل
لاتا ہے یاں سو ناتہ جو رشتہ ہے سو نکیل جو غم پڑے سو اُسکو تو اپنے ہی تن پہ جھیل
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ صورتیں جو دیکھے ہے مت انسے دل لگا پڑین ہیں سوتیاں اُٹھیں آیا رمت جگا
شجرہ کلاہ پھینک اوڑا دے جھکا لکا آگے کو چھوڑ ناتہ نہ پیچھے کو رکھ لگا
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جب تو ہوا فقیر تو ناتا کسی سے کیا چھوڑا اگر تو پھر رہا رشتہ کسی سے کیا
مطلب بھلا فقیر کو یا کسی سے کیا دلبر کو اپنے چھوڑ کے ملنا کسی سے کیا
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

تیری نہ یہ زمین ہے نے تیرا آسمان تیرا نہ گھر نہ بار نہ تیرا یہ جسم و جان
اُسکے سوا کہ جسپہ ہوا تو فقیر یاں کوئی ترا رفیق نہ ساتھی نہ مہربان
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل یاں تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دیتا ہے دل کو اپنے تو دہی اُس کے ہات ہات
اور یہ جو تجھ سے کرتے ہیں مل مل کے میٹھی بات
جس بات سے کہ ہو ترے جیتے ہوئے کی مات
مارا پڑیگا دیکھ نہ کھا انکے آت گھات

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نٹڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ اُلفتیں کہ ساتھ ترے آٹھ پہر ہیں
جتنے یہ شہر دیکھے ہیں جادو کے شہر ہیں
یہ الفتیں نہیں ہیں مرچیاں قہر ہیں
جتنی مٹھائیاں ہیں مرچیاں زہر ہیں

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نٹڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

خوباں کے یہ جو چاند سے مکھڑے پہ ہیں بال
یہ بال بال اب ہے ترے جان کا وبال
مارا ہے تیرے واسطے صیادوں نے یہ جال
پھنسیو خدا کے واسطے اس میں نہ دیکھ بھال

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نٹڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جسکا تو ہے فقیر اُسی کو سمجھ تو یار
دیوے تو دے وہی جو نہ دیوے تو دم نہ مار
مانگے تو مانگ اُسی سے ڈولے نقد کیا اُدھار
اُسکے سوا کسی سے نہ رکھ اپنا کاروبار

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نٹڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دنیا اسے نہ جان یہ دریا ہے قہر وار
جب تو بہا تو پھر نہ ملے گا تجھے کنار
لاکھوں بہیں اس سے کوئی اُتر کر ہوا نہ پار
ملاح یاں نہ ناؤ نہ بلّی نہ ہے میرا یار

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نٹڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دنیا نہ کہہ اسے یہ طلسمات ہے میاں
شکلیں جو دیکھتا ہے یہ جادو کی ہیں عیاں
یہ جانور یہ باغ یہ گلزار یہ مکان
سب کچھ ترے تئیں ہے یہ دھوکے کی ٹٹیاں
گر ہے فقیر تو تو نہ کر یاں کسی سے میل
یاں تو بڑی ہی بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

کیا فائدہ اگر تو ہوا نام کا فقیر
ایسا ہی تھا تو فقر کو ناحق کیا اخیر
ہو کر فقیر تو بھی رہا خیال میں اسیر
ہنستا اسی سخن کے ہیں قائل میاں نظیر
گر ہے فقیر تو تو نہ کر یاں کسی سے میل
یاں تو بڑی ہی بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

ایضاً

جہاں میں نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا
دیا فلک نے ہمیں بھی یہ سم جدائی کا
پہلے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
بڑا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

گھڑی ہی گھڑی میں اٹھے ہے تڑپ کے دل سے آہ
جو کوئی شکل مری دیکھتا ہے اب واللہ
جگر کے ٹکڑے نکلتے ہیں اشک کے ہمراہ
یہی کہے ہے وہ سینے سے سرد بھر کر آہ
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

مجھے نہ کیونکہ مرے دل میں داد و بیداد
نہ جی کو چین نہ آنکھوں کو سکھ نہ دل شاد
کہ تھے جو عیش و طرب سب وہ ہو گئے برباد
بھلا میں کس سے اب اس ظلم کی کروں فریاد

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی تو یار کے آنے کی راہ تکتا ہوں
گلی میں اسکی کبھی جا کے سر پٹکتا ہوں
کبھی تو آہ ہو میں جنگل میں جا بھٹکتا ہوں
نکلتی جان نہیں اور پڑا سسکتا ہوں

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

پھروں ہوں دشت و بیابان میں پڑا تن غمناک
جلاتا آہ کے شعلے سے سب خس و خاشاک
خراب حال جگر خستہ اور گریبان چاک
پہ جیسے آن پڑے غم وہ کیا جیے پھر خاک

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

مری جو چشم سے دن رات اشک بہتے ہیں
تو جان و دل پہ کیا کیا عذاب سہتے ہیں
جو آشنا ہیں مرے مجھکو دیکھ رہتے ہیں
سب اپنے پیٹ سے مل مل کے ہاتھ کہتے ہیں

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو میکدے کی طرف کو کبھی کروں ہوں گزار
تو دیکھ مجھکو پریشان خراب خستہ و خوار
پیالہ چشم کا آنسو سے بھر کے اک مے خوار
جگر سے کھینچ کے آہ اور یہی کہے ہے پکار

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی چمن کو جو گھبرا کے ہوں نکل جاتا
تو واں بھی ہائے ذرا دل نہیں ہے بہلاتا

جدھر کو جاؤں اُدھر غم جگر کو ہی کھاتا
عجب خرابی ہے کچھ ہائے بن نہیں آتا
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی ہجر میں روتا تھا عاشق مغموم
میں ہنس کے کہتا تھا دل میں عبث ہے یہ مغموم
ابھی جو مجھ پہ بھی آکر فراق کی ہے دھوم
وہ اُس کا درد مجھے ہائے اب ہوا معلوم
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی پوچھے ہے کیا تجھ پہ دکھ پڑا ایسا
اگر سبب ہے تو مجھ کو بتا دے اس غم کا
میں اُس کو جب کبھی دیتا ہوں اپنا حال بتا
تو بھر کے آنکھوں میں آنسو ہی وہ ہے کہتا
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

نہ بھوک لگتی ہے نے نیند منہ دکھاتی ہے
نہ دل لگی نہ کوئی چیز مجھ کو بھاتی ہے
جو دن بچے ہے تو رات مجھ کو کھاتی ہے
کلیجہ ٹوٹے ہے اور چھاتی اُمڈی آتی ہے
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

نہ سدھ رہی ہے سیر کی مجھ کو نہ گلشن کی خبر
نہ دھیان جام کا اور کچھ نہ سیر چمن کی خبر
نہ یاد باغ کی ہے اور نہ شہر بن کی خبر
نہ ہوش دل کا ہے نے مجھ کو تن بدن کی خبر
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو مجھ پہ آن پڑا دن سیاہ مت پوچھو
ہوا ہون ہجر مین ایسا تباہ مت پوچھو
سوائے مرگ نہین اب پناہ مت پوچھو
جو ظلم مجھ پہ گذرتا ہے آہ مت پوچھو

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جدائی ہائے محبت کی کیا بری شے ہے
کہ دل نہ بزم مین بہلے نہ خوش لگے ہے مے
نظر پھرے ہے اب غم مین روئیے تا کے
بہت برا ہے یہ عاشق کے حق مین دیکھ ہے ہائے

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

در بیان فراق

جیسے تمکو لگیا ہے یہ فلک ظلم کہین
جی ترستا ہے کہین اور چشم ہے پر نم کہین
ہم پہ جو گذرا ہے وہ گذرا کسی پر کم کہین
نے تسلی ہے نہ دلکو چین ہے اک دم کہین

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

ہر گھڑی آنسو بہاتا دیدہ خونبار ہے
رات دن سر کو پٹکنا ہر در و دیوار سے
آہ و نالہ کھینچنا ہر دم دل بیمار سے
ہے برا احوال اپنا ہجر کے آزار سے

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

نے کسی سے مہر و الفت نے کسی سے پیار ہے
نے رفیق اپنا کوئی اور نے کوئی غمخوار ہے
دل ادھر سینے مین تڑپے جی ادھر بیمار ہے
کیا کہین اب تو بہت مٹی ہماری خوار ہے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

گھر میں جی بہلے نہ باہر انجمن میں دل لگے
نے بہاروں میں نہ صحرا میں نہ بن میں دل لگے
نے خوشی آوے سیر سے نے سرو و سمن میں دل لگے
اب تو ہم بن گلستاں نے چمن میں دل لگے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

پر نہیں اڑ کر تمہارے پاس جو آ جائیے
چشم تر اور داغ سینے کے کسے دکھلائیے
جی ہی جیویں کب تلک خون جگر کو کھائیے
دل سمجھتا ہی نہیں کیونکر اسے سمجھائیے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

اسیا جو اپنے حال پر ہم خوب کرتے ہیں نگاہ
ہائے کیا کیا ظلم تم ہم پر کریں کیا تس آہ
ہر گھڑی شل نظیر اب ہو گئی ہے حالت تباہ
بن ملے اب تو نظر آتا نہیں ہرگز نباہ

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

در بیان سخاوت عشرت

زر دار ہے تو پھر کر مست مار اپنے من کو
جو نہ چلیں چلیں ہاں چل تو بھی اپنی چلن کو
تن زیب تن سے کھون خندہ سیانہ اپنے تن کو
مرشد کا ہے یہ نکتہ رکھ یاد اس سخن کو

دل کی خوشی سے خاطر جھڑ ال مال و دھن کو
گر مر دیے تو عاشق کر سمی نہ گٹھ دھن کو

جا بیٹھ میکدے میں سب درد و غم سے چھٹ کر
محبوب دلبروں سے خوش ہو لپٹ لپٹ کر
جھمکا گلابی سے کی پیالے الٹ پلٹ کر
پی دو دو اور بتاشے سیو مٹھائی چکھ کر

دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

نیہ جتنے ہیں جتنی جو کچھ ملے سو کھا جا
پاپی بخیل مت بن داتا سخی کہا جا
تاش اور بادلے میں یکبار جگمگا جا
اک دم تو اپنا ٹھسکا من مانتا بجا جا

دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

صندوق میں جو زر ہے اسکو بھی لے لٹوا دے
کوٹھے مکان حویلی سب کھود کر کھلا دے
مے کے بہا کے نالے طبلوں کو کھڑکھڑا دے
کنڈیوں تلک جلا دے اینٹوں تلک اڑا دے

دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جو جو بخیل کٹھن زر چھوڑ کر مرے گا
شیرا وہی ہے جو کچھ راہ خدا میں دیگا
یا کھائے گا جنوائی یا نواسہ لے گا
کھاتا کھلاتا ہنستا تو بھی سدا رہے گا

دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

گر آ پڑے گا تجھ پر کچھ حادثہ [illegible]
[illegible]
مالک ہے پھر اور کوئی ٹھہرے گا تیرے دل کا
کر فکر اپنے دل میں کچھ آج کا نہ کل کا

دل کی خوشی کی خاطر چکھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جتنے یہ زر دیا ہے پھر وہ ہی دھن بھی دیگا
جیتا رہیگا جبتک کھانے کو ان بھی دیگا
مال و مکان حویلی باغ و چمن بھی دے گا
مرجاویگا تو وہ ہی تجھکو کفن بھی دیگا
دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جتنے کہ گھر دیے ہیں سب کھالے اور کھلالے
اپنا سمجھ اُسی کو جب کھالے اور کھلالے
رکھ دھن اُسی کی دلمیں اب کھالے اور کھلالے
اب تو نظیر تو بھی سب کھالے اور کھلالے
دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

در تعریف طفلی

کیا دن تھے یار وہ بھی تھے جبکہ بھولے بھالے
چوٹی کوئی رکھالے بدھی کوئی پنہالے
نکلے تھی دائی لیکر پھرتی کبھی ددا لے
ہنسلی گلے میں ڈالے منت کوئی بڑھالے
موٹے ہوں یا کہ دبلے گورے ہوں یا کہ کالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

دلمیں کسی کے ہرگز نے شرم نے حیا ہے
پہنے پھرے تو کیا ہے ننگے پھرے تو کیا ہے
آگا بھی کھل رہا ہے پیچھا بھی کھل رہا ہے
پانوں بھی واہ وا ہے اور واں بھی واہ وا ہے
کچھ کھالے اسطرح سے کچھ اُسطرح سے کھالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

مرجاوے کوئی تو بھی کچھ اُنکا غم نہ کرنا
اُنکی بلا سے گھر میں ہو تیرا یا کہ گھر نا
نے جانے کچھ بگڑنا نے جانے کچھ سنورنا
جس بات پر یہ مچلے پھر وہ ہی کر گذرنا

ہو شور پھپھو ہو ہو ہو کا اور دھوم ہو سی سی کی
کلّے پہ کلّہ لگ لگ کر چلتی ہو منھ میں چکّی سی

ہر دانت چنے سے دلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہر ایک مکاں میں سردی نے آ باندھ دیا ہو یہ چکّر
جو ہر دم کپ کپ ہوتی ہو ہر آن کڑا کڑ اور تھر تھر
پیٹھی ہو سردی رگ رگ میں اور برف پگھلتا ہو پتھر
جھڑ باندھ مہاوٹ پڑتی ہو اور تس پر لہریں لے لے کر

سناٹا باد کا چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہر چار طرف سے سردی ہو اور صحن کھلا ہو کوٹھے کا
اور تن میں نیمہ شبنم کا ہو جس میں خس کا عطر لگا
چھڑکاؤ ہوا ہو پانی کا اور خوب پلنگ بھی ہو بھیگا
ہاتھوں میں پیالہ شربت کا ہو آگے ہو فرّاش کھڑا

فرّاش بھی پنکھا جھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

جب ایسی سردی ہو اے دل تب روز مزے کی گھاتیں ہوں
کچھ نرم بچھونے مخمل کے کچھ عیش کی لمبی راتیں ہوں
محبوب گلے سے لپٹا ہو اور کہنی چٹکی لاتیں ہوں
کچھ بوسے ملتے جاتے ہوں کچھ میٹھی میٹھی باتیں ہوں

دل عیش و طرب میں ملتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہو فرش بچھا غالیچوں کا اور پردے چھوٹے ہوں آ کر
اک گرم انگیٹھی جلتی ہو اور شمع ہو روشن کمرا اندر
وہ دلبر شوخ پری چنچل ہے دھوم مچی جس کی گھر گھر
ریشم کی نرم نہالی پر سو ناز و ادا سے ہنس ہنس کر

پہلو کے بیچ مچلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ترکیب بنی ہو مجلس کی اور کافر ناچنے والے ہوں
منھ ان کے چاند کے ٹکڑے ہوں تن ان کے روئی کے گالے ہوں
پوشاکیں نازک رنگوں کی اور اوڑھے شال دوشالے ہوں
کچھ ناچ اور رنگ کی دھومیں ہوں کچھ عیش میں ہم متوالے ہوں

پیالہ پر پیالہ چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہر ایک مکاں ہو خلوت کا اور عیش کی سب تیاری ہو
سب عیش مہیا ہو آ کر جس جس ارماں کی باری ہو
دل دیکھ نظیر اس کی چھب کو ہر آن ادا پر واری ہو
گر کریے جو آنکھوں میں وہ مورت پیاری پیاری ہو

جب سب ارمان نکلتا ہو تب دیکھ بہارین جاڑے کی

در بیان تماشائے دنیائے دون

یہ جتنا خلق میں اب جا بجا تماشا ہے ۔۔۔ جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے
بجا ہو کم اسے یارو بڑا تماشا ہے ۔۔۔ جدھر کو دیکھو اُدھر اک نیا تماشا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

ارے یہ دیکھ تماشے نہیں ہیں ہوش بجا ۔۔۔ کسے بتاؤں میں سیدھا کسی کہوں اُلٹا
جو ہو طلسم حقیقی وہ جاوے کب سمجھا ۔۔۔ عجب بہار کی اک سیر ہے اہا ہا ہا
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

نہیں ہے زور جنھوں میں وہ کشتی لڑتے ہیں ۔۔۔ جو زور والے ہیں وہ آپ سے بچھڑتے ہیں
جھپٹ کے اندھے بٹیر و تلنگیں پکڑتے ہیں ۔۔۔ نکالے چھاتیاں کُبڑے بھی سب اکڑتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

بنا کے نیاریا زر کی دکان بیٹھا ہے ۔۔۔ جو ہنڈی وال تھا وہ خاک چھان بیٹھا ہے
جو چور تھا سو وہ ہو پاسبان بیٹھا ہے ۔۔۔ زمین پھرتی ہے اور آسمان بیٹھا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

زبان ہے جسکی اشارے سے وہ پکارے ہے ۔۔۔ جو گونگا ہے وہ کھڑا فارسی بگھارے ہے
کلاہ ہنس کی کوا کھڑا اُتارے ہے ۔۔۔ اُچھل کے مینڈک کی ہاتھی کے لات مارے ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

جو ہیں نجیب نسب کے وہ بد سے تیلے ہیں ۔۔۔ کمینے اپنی بڑی ذات کے توپیلے ہیں
جو باز شکر سے پاٹر کھڑے وہ ڈھیلے ہیں ۔۔۔ سُگھڑ تو مر گئے اُلو شکار کھیلے ہیں

غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونکی داڑھی ہے انکی تو بات واہی ہے
سیاہی روشنی اور روشنی سیاہی ہے
جو داڑھی منڈے ہیں انکی سند گواہی ہے
اجاڑ شہر میں ان مردونکی بادشاہی ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھوں میں عقل نہیں وہ بڑے سیانے ہیں
زنانے شوق سے مردونکے پہنے بانے ہیں
جو عقل رکھتے ہیں وہ باؤلے دیوانے ہیں
جو مرد ہیں وہ نرے ہیجڑے زنانے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونکے کان نہیں دور کی وہ سنتے ہیں
دھوئیں برستے ہیں اور ابر تنکے چنتے ہیں
جو کان والے ہیں بیٹھے وہ سر کو دھنتے ہیں
کباب بھیگتے ہیں اور پلید سے بھنتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

خبیث دیو پلید آپ ہر اک سے لڑتے ہیں
بلائیں لیتے ہیں اور بھوت جن جھگڑتے ہیں
جو آدمی ہیں وہ ان سب کے پانوں پڑتے ہیں
یہ قہر دیکھیو کہ زندوں سے مُردے لڑتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

کھلے ہیں آک کے پھول اور گلاب جھڑتے ہیں
سخی کریم پڑے ایڑیاں رگڑتے ہیں
نبولے پکتے ہیں انگور آم سڑتے ہیں
سنبھل بیٹھو نکو سو ساون جھڑتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

عزیز جو تھے ہوئے چشم میں سبھو سکے حقیر
عجب طرح کی ہوائیں ہیں اور عجب تاثیر
حقیر تھے سو ہوئے سب میں صاحب توقیر
اب اپنے خلق کے کیا کیا کروں بیان نظیر
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

در بیان غنیمت شمردن حسن و جمال

اپنے غمخواروں سے کوئی آن ہنس لے بول لے ۔ درد مندو نکال ارمان ہنس لے بول لے
پھر کہاں یہ دلبری یہ شان ہنس لے بول لے ۔ دم غنیمت ہے ہمارے نادان ہنس لے بول لے

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

آج تجھکو حق نے دی ہے حسن و خوبی کی بہار ۔ چاہنے والوں سے کر لے کچھ سلوک و مہر و پیار
کوندنا بجلی کا اور جوبن کا مت گن اعتبار ۔ کاٹھ کی ہانڈی نہیں چڑھتی ہے پیارے بار بار

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اب تو منہ گل سے ہے پیارے پھر دھتورا راکھ ہے ۔ آج یہ گلشن کھلا ہے گل کو سو کھا ساکھ ہے
جو اٹھا شعلہ بھبھوکا آخرش کو راکھ ہے ۔ چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اسقدر مت کر مری جان اپنے جوبن پر گمان ۔ یہ نہیں رہتا سدا کافر کسی کے پاس ہان
جب گریں دانت اور پڑیں چہرے کے اوپر جھریان ۔ پھر یہ ہنسنا بولنا اور پھر کہاں اٹکھیلیان

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

ایسا کوئی حسن والا آہ تو ہم کو بتا ۔ جسکی خوبی کا ہمیشہ ایک سا عالم رہا
کیون خفا ہوتا ہے سنیے یاد رکھ اے دلربا ۔ ہاتھ آتا ہے نہیں کافر یہ جب جوبن گیا

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیا ہمارا حال دل خوبی تری کہتی نہیں
آہ کیفیتی حسن کافر کی ہری رہتی نہیں
یا ہماری چاہ تیرے ناز کو سہتی نہیں
ناؤ کاغذ کی پیارے یہ سدا بہتی نہیں

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیسے کیسے خوبرویاں ہو گئے ہیں میری جان
تو جو روٹھا روٹھا ہمسے رہتا ہے نامہربان
اپنے غمخواروں سے کیا کیا کر گئے ہیں خوبیان
دیکھ پچھتاویگا غافل حسن پر مت رکھ گمان

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

حسن کا عالم ستمگر ہر گھڑی ملتا نہیں
مجھسے تیرا روٹھنا ہر دم کا اب جھیلتا نہیں
گل کبھی کھل اکبار ہی ایجان پھر کبھی کھلتا نہیں
دودھ اور دل جب پھٹا پیارے یہ پھر ملتا نہیں

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

دل غریبونکے جو پیارے تجھسے اب دکھ پائینگے
بعد کو ہنسنے کو دیسے جھڑکیاں ترسائینگے
ایک دن تجھکو بھی خوبان یونہیں کلپائینگے
پانڈے جی پچھتائینگے وہی چنے کی کھائینگے

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اب نظیر آ گئے تیرے رہتا ہے حاضر صبح شام
پیارے ہنس بول پیارے پی مے الفت کا جام

پھر کہان یہ دلبری عیش کی باتین مدام
کچھ نہ ہویگا رہیگا آخرش اللہ کا نام

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

تل کے لڈو

جاڑے مین پھر خدا نے کھلوائے تل کے لڈو
ہر ایک خوانچے مین دکھلائے تل کے لڈو
کوچے گلی مین ہر جا بکوائے تل کے لڈو
ہمکو بھی بھینگے دل سے خوش آئے تل کے لڈو

جیتے رہے تو یارو پھر کھائے تل کے لڈو

عمدون نے سو طرح کی یاقوتیان اڑائین
لوگون نے دارچینی شکر مین لے ملائین
سردی مین دولتون نے ہر گرم چیز کھائین
اورون نے ڈال مصری گڑ سینڈیان بنائین

ہم نے بھی گڑ منگا کر بندھوائے تل کے لڈو

رکھ خوانچے کو سر پہ پکار یون پکارا
بادام بھونا چابو اور کرکرا چھوہارا
جاڑا لگے تو اسکا کرتا ہون مین اجارا
جسکا کلیجہ یارو سردی نے ہووے مارا

تو دام دے کے وہ مجھسے لے جائے تل کے لڈو

جاڑا تو اپنے دل مین تھا پہلوان پچھاڑا
پر ایک تل نے اسکو رگ رگ سے ہی اکھاڑا
جسدم دل و جگر کو سردی نے آ لتاڑا
خم ٹھوک دو ہین ہمنے جاڑے کو دھر پچھاڑا

تن پھر ایسا بھیگا جب کھائے تل کے لڈو

کل یار سے جو اپنے ملنے کے تئین گئے ہم
کچھ پیڑے اسکی خاطر کھانیکو لے گئے ہم
محبوب ہنسکے بولا حیرت مین ہو رہے ہم
پیڑون کو دیکھ وہین ایسے خوشی ہوئے ہم

تب خوش ہوا وہ اسنے جب پائے تل کے لڈو

جاڑے میں جسکو ہر دم پیشاب ہے ستاتا
اُٹھیں تو جاڑا لپٹے ہے موت نکلا جاتا
انکی دوا بھی کوئی پوچھو حکیم سے جا
بتلائے کتنے نسخے پر ایک بن نہ آیا
آخر علاج اُسکا ٹھہرائے تل کے لڈو

جاڑے میں اب جو یارو یہ تل گئے ہیں پھونے
محبوبوں کے بھی تل سے انکے مزے ہیں دونے
دل لے لیا ہمارا تل شکریوں نے رونے
یہ بھی نظیر لڈو ایسے بنائے تونے
سُن منکے جسکی لذت گھبرائے تل سے لڈو

دربیان نیکی وبدی دنیا

ہے دنیا جسکا نام میاں یہ اور طرح کی بستی ہے
جو مہنگوں کو یہ مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے
یاں ہر دم جھگڑے اُٹھتے ہیں ہر آن عدالت بستی ہے
گر مست کرے تو مستی ہے اور پست کرے تو پستی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسی کا مان رکھے تو اسکو بھی ارمان ملے
جو پان کھلا دے پان ملے جو روٹی دے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان ملے احسان کرے احسان ملے
جو جیسا جسکے ساتھ کرے پھر ویسا اُسکو آن ملے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسیکی جان بخشے تو اُسکی بھی حق جان رکھے
جو اور کسی کی آن رکھے تو اُسکی بھی حق آن رکھے
جو یاں کا رہنے والا ہے یہ دل میں اپنے جان رکھے
یہ چرت پھرت کا نقشہ ہے اس نقشے کو پہچان رکھے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو پار اُتارے اوروں کو اُسکی بھی پار اُترنی ہے — جو غرق کرے پھر اُسکو بھی ڈبکوں ڈبکوں کرنی ہے

شمشیر تبر بندوق سنان اور نشتر تیر نہرنی ہے — یاں جیسی جیسی کرنی ہے پھر ویسی ویسی بھرنی ہے

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے

اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اوروں کا اونچا بول کرے تو اُسکا بول بھی بالا ہے — اور دے پٹکے تو اُسکو بھی کوئی اور پٹکنے والا ہے

بے ظلم و خطا جس ظالم نے مظلوم ذبح کر ڈالا ہے — اُس ظالم کے بھی لوہو کا پھر بہتا ندی نالا ہے

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے

اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسیکو ناحق مین کوئی جھوٹی بات لگاتا ہے — اور کوئی غریب اور بیچارہ حق ناحق مین لٹ جاتا ہے

وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہے اور لاٹھی پاٹھی کھاتا ہے — جو جیسا جیسا کرتا ہے پھر ویسا ویسا پاتا ہے

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے

اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

ہے کھٹکا اُسکے ہاتھ لگا جو اور کسی کو دے کھٹکا — اور غیب سے جھٹکا کھاتا ہے جو اور کسیکو دے جھٹکا

چیرے کے بیچ مین چیرا ہے اور ٹپکے بیچ جو ہے ٹپکا — کیا کہیے اور نظیر آگے ہے زور تماشا جھٹ پٹ کا

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے

اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

ریچھ کا بچہ

کل راہ مین جاتے جو ملا ریچھ کا بچا — لے آئے وہیں ہم بھی اُٹھا ریچھ کا بچا

سو نعمتیں کھا کھا کے پلا ریچھ کا بچا — جس وقت بڑا ریچھ ہوا ریچھ کا بچا

جب ہم بھی چلے ساتھ چلا ریچھ کا بچا

تھا ہاتھ میں اک اپنے سواسن کا جو سونٹا
لوہے کی کڑی جس پہ کھٹکتی تھی سراپا
کاندھے پہ چڑھا جھولنا اور ہاتھ میں پیالا
بازار میں لے آئے دکھانے کو تماشا
آگے تو ہم اور پیچھے وہ تھا ریچھ کا بچا

تھا ریچھ کے بچے پہ وہ گہنا جو سراسر
ہاتھوں میں کڑے سونے کے بجتے تھے جھمک کر
کانوں میں دُر اور گھنگرو پڑے پاؤں کے اندر
وہ ڈور بھی ریشم کی بنائی تھی جو پُر زر
جس ڈور سے یارو تھا بندھا ریچھ کا بچا

جھبلے وہ جھلکتے تھے پڑے جیسے کہ جھول
مقیش کی لڑیوں کی پڑی جھڑ اور جھول
اور اُنکے سوا کتنے جھمائے تھے جو گل پھول
یوں لوگ گرے پڑتے تھے سر پاؤں کی سُدھ بھول
گویا وہ پری تھا کہ نہ تھا ریچھ کا بچا

اک طرف کو تھیں سیکڑوں لڑکوں کی پکاریں
اک طرف کو تھیں پیر و جوانوں کی قطاریں
کچھ ہاتھیوں کی ٹیق اور اونٹوں کی ڈکاریں
غل شور مزے بھیڑ ٹھٹھ انبوہ بہاریں
جب ہم نے کیا لا کے کھڑا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کوئی ہم سے میاں آؤ قلندر
وہ کیا ہوئے اگلے جو تمھارے تھے وہ بندر
ہم اُنسے یہ کہتے تھے یہ پیشہ ہے قلندر
ہاں چھوڑ دیا بابا اُنھیں جنگل کے اندر
جس دن سے خدا نے یہ دیا ریچھ کا بچا

مدت میں اسے ایسے بچے کو ہے پڑھایا
لڑنے کے سوا ناچ بھی اسکو ہے سکھایا
یہ کھیل جو ڈھولکی کے تئیں گت پہ بجایا
اس ڈھب سے اسے چوک کے جمگھٹ میں نچایا
جیسکی نگاہ ہو تمہیں کھپا ریچھ کا بچا

پھر ناچ کے وہ راگ بھی گایا تو وہاں آہ
پھر کھڑ و اتا چاتو ہر اک بولی زبان آہ
ہر چار طرف سے تھے کھڑے پیر و جوان آہ
سب ہنس کے یہ کہتے تھے میاں واہ میاں واہ

کیا تم نے دیا خوب نچا ریچھ کا بچا

اس ریچھ کے بچے میں تھا اس ناچ کا ایجاد
کرتا تھا کوئی قدرت خالق کے تئیں یاد
ہر کوئی یہ کہتا تھا خدا تم کو رکھے شاد
اور کوئی یہ کہتا تھا ارے واہ رے اُستاد

تو بھی جیے اور تیرا سدا ریچھ کا بچا

جب ہم نے اُٹھا ہاتھ کڑوں کو جو ہلایا
تم ٹھونک کے پہلوانکی طرح سامنے آیا
لپٹا وہ تو کشتی کا ہنر آن دکھایا
واں چھوٹے بڑے جتنے تھے ان سب کو رجھایا

ہم بھی نہ تھکے اور نہ تھکا ریچھ کا بچا

جب کشتی کی ٹھہری تو وہیں سر کو جو جھاڑا
للکارتے ہی اُس نے ہمیں آن لتاڑا
گہ ہم نے پچھاڑا اُسے گہ اُس نے پچھاڑا
اک ڈیڑھ سا پہر ہوگیا کشتی کا اکھاڑا

گو ہم بھی نہ ہارے نہ ہٹا ریچھ کا بچا

یہ داؤں جو جیتیں جو کشتی میں ہوئی دیر
یوں پڑتے روپے پیسے کہ آندھی میں گویا بیر
سب نقد ہوا آکے سوا لاکھ روپے ڈھیر
جو کہتا تھا ہر اک یہی اسی طرح سے منہ پھیر

یارو تو لڑا دیکھو ذرا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کھڑا کوئی جو کر آہ اہا ہا
اسکے تمہیں اُستاد ہو واللہ اہا ہا
یہ سحر کیا تم نے تو ناگاہ اہا ہا
کیا کہیے غرض آج خوش اے واہ اہا ہا

ایسا تو نہ دیکھا نہ سنا ریچھ کا بچا

جس دن سے نظیر اپنے تو دلشاد یہی ہیں
جاتے ہیں جدھر کو اُدھر ارشاد یہی ہیں

سب کہتے ہیں وہ صاحب ایجاد یہی ہیں
کیا دیکھتے ہو تم کھڑے اُستاد یہی ہیں
کل چوک میں تھا جنکا لڑا ریچھ کا بچا

مسدس برابیات فارسی

گاہے بخندہ لب شکر آمیز میکنی
گاہے یہ عشوہ غمزۂ خونریز میکنی
ہر ناز دلفریب و دل آویز میکنی
القصہ ہر ادا ستم انگیز میکنی
دیدار مینمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

پہلے لگا کے دلکو مرے تونے اپنی چاہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کج کلاہ
جب مر چلے ہم آہ تو لی تونے اپنی راہ
اچھی یہ رسم تونے نکالی ہے واہ واہ
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

اول دکھا کے دور سے وہ حسن مہر سوز
ہم دیکھتے ہی رہ گئے آشفتۂ تیرہ روز
پھر چھپ گیا تو دل میں لگا تیر سینہ دوز
سوچا جو ہمنے خوب تو اے شمع دل فروز
دیدار می نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

رووین نہ تیرے ہاتھ سے ہم کیونکہ زار زار
اب ہم تو بیقرار ہیں اور تو خوشی ہے یار
دلدار بن کے تونے کیا ہم کو دلفگار
کیونکر نہ ہو خوشی کہ ترا ہے یہی شعار
دیدار مے نمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

چمن مین چل کے بیٹھو اور صراحی جام منگواؤ ۔ پیو بھر بھر کے ساغر تم بھی اور ہمکو بھی پلواؤ
گلے لپٹو ہمارے اور ہمین ہنس ہنس کے بوسہ دو ۔ اجل کا فکر کھڑی ہے سر پہ آ دلدار سنتے ہو

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہماری چشم بھی گریان اور تمہارے عارض گلگون ۔ غرض تم وقت کے لیلی ہو پیارے اور ہم مجنون
گھڑی بھر کیلئے ہم پاس کر لو عیش تو کل ہون ۔ کسی کے کہنے سننے پر نہ جاؤ دیکھو کہتا ہون

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اُچھل لو کود لو ہاں جبتلک ہے زور تن بیچ تمہین ۔ غنیمت ہے وہی دم اب جو گذرے رنگ رلیون مین
ہنسین لو ساتھ اور سیرین کرو پھولون کی گلیون مین ۔ پھرے گی پھر تو آخر تن کی اُڑتی خاک گلیون مین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

جو آگے عاشق و معشوق تھے سب ملگئے گل مین ۔ اجل کی تیغ سے دونون کے تکلے اُڑ گئے پل مین
نہ قاتل مین رہا جی اور نہ اُس قاتل کے بسمل مین ۔ لو بس آ دلبرو تم بھی ابھی پہچان لو دل مین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر تمنے ہمارے دلکو دکھ دیکر ستایا ۔ غلط فہمی تمہاری یا کہ جسنے تم کو سکھلایا

گیا جب وقت کافر ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آیا
غرض ہنسنے تو اب کھیلی و تھیں آگے بھی سمجھایا

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمارے اور تمھارے حق میں اب تو ہے یہی بہتر
کرو سیر چاندنی اور سیر دریا کی کریں جاکر
کبھی بیٹھیں گلے سے اور کبھی ملکے پئیں ساغر
یہی کہنے کو رہ جاویگا آخر اے مرے دلبر

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر برسات ہو یا ابر ہو یا مینہ برستا ہو
پہن پوشاک رنگیں اور ہمارے گھر میں آ بیٹھو
ادا و ناز و غمزے جو چلے کرنے ہوں سو کر لو
فلک کب چین دیتا ہے مری جان پھر تو آخر کو

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ابھی یاں الفتیں جتنی ہیں اور واں ناز کی گھاتیں
غنیمت ہیں یہ ٹھٹھے پیار کے اور چاہ کی لاتیں
جب آنکھیں مند گئیں سب ہو چکیں یہ چتون اشاراتیں
کہاں پھر دن مزے کے اور کہاں یہ عیش کی راتیں

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمیں ہے بیقراری اور تمھیں ہر دم طرحداری
غنیمت ہے ہماری اور تمھاری گرم بازاری
نظیر اب کیا کہے آگے غرض آخر بناچاری
کہاں پھر ہم کہاں پھر تم کہاں الفت کہاں یاری

نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

کورے برتن کی تعریف میں

کورے برتن ہیں کیا ہی گلشن کی
بوند پانی کی اُن میں جب کھنکی
جس سے کھلتی ہے ہر کلی تن کی
کیا وہ پیاری صدا ہے سن سن کی
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

پانی کی آب اب بڑی ہے ذات
کورے برتن میں جبکہ آیا ہات
قطرہ قطرہ ہے جس کا آب حیات
پھر تو آب حیات کی سی ہے بات
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو پانی کی کوری گولی ہے
کیا ہی ٹھنڈی ہی وا کی گولی ہے
وہی آنسے کی مول گولی ہے
کیا کہوں گولی گولی گولی ہے
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

یہ جو گولی کی بولیاں باندھیں
سوندھی سوندھی ٹھٹھولیاں باندھیں
ہم نے پانی کی گولیاں باندھیں
دل نے پھولوں کی جھولیاں باندھیں
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

لوٹا اپنا ہری کا ہے ٹھٹکا
لے گیا دبان پانوں کا کھٹکا
اس کا جوبن کچھ اور ہی مٹکا
دل کٹورے کی طرح سے ٹپکا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کوری ٹھلیوں یہ دیکھ کر لوٹا
گرچہ بوٹا وہ قد کا ہے چھوٹا
دل لگا ہونے کچھ کچھ اکھوٹا
جس نے دیکھا اسی کا دل لوٹا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورے کوزوں کو دیکھ عالم میں
یوں وہ رستے ہیں آب کے نم میں
کوزے مصری کے بھر گئے غم میں
جیسے ڈوبے ہوں پھول شبنم میں

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو کورا اسفید جھجھر ہے
بیل بوٹے سے اس جھمک پر ہے
جس کی جا گیر ملک جھجھر ہے
تاش کمخواب یا مشجر ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جس صراحی میں سرد پانی ہے
زندگی کی یہی نشانی ہے
موتی کی آب پانی پانی ہے
دوستو یہ بھی بات مانی ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جتنے نذر و نیاز کرتے ہیں
یا کے عزیز مرتے ہیں

جب کہ لالا پھول پان دھرتے ہین | وہ بھی گوری ہی ٹھلیان بھرتے ہین

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

خاک سے جبکہ انکو گوندھتے ہین | بندگی سے یہ اپنی بڑھتے ہین
کورون پر پھول ہار چڑھتے ہین | حور و غلمان درود پڑھتے ہین

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورون پہ جو نظیر جوبن ہے | جو جرے مین کہان وہ کھن کھن ہے
جس گھڑونچی پہ کورا باسن ہے | وہ گھڑونچی نہین ہے گلشن ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

پودنے اور گڑھ پنکھ کی لڑائی

اک پودنے کا حال عجب سننے مین آیا | تھا گھونسلا اک پیڑ اوپر اس نے بنایا
اور پودنی اور بچون کو تھا اس مین بٹھایا | قد مین تو وہ تھا پودنا چھوٹا سا کہایا

پر دل مین وہ گڑھ پنکھ سے ٹھہرا تھا سوایا

کوے کو سمجھتا تھا وہ اک مکھی کا بچا | اور چیل کو گنتا تھا وہ ناچیز پتنگا
بگلے کو سمجھا کوے کا اور بری کو بھنگا | لگڈھری سے یہ کہتا کہ تو ہے کیا ارے چل جا

تیتر سے لگڑ کو سہ چٹکی مین اڑایا

اک روز وہ [illegible] سے لگا کہنے اچھل کر | جس پیڑ پہ ہم بیٹھے ہین پاتا ہے [illegible]

سارس کے پشن پودنے سے یون کہا ہنسکر ۔ کیا بات تم ایسے ہی ہماری ہی ہتنا ور
ہر پیڑ کو ہے بوجھ تمھارے نے ہلایا

رہتا تھا وہ جس پیڑ پہ وہ پیڑ تھا برنا ۔ آگے کہیں اس دشت مین اک ارنی ارنا
خوش آیا انھین وان جو ہری گھاس کا چرنا ۔ ٹھہرایا انھون نے اُسی جنگل مین اُترنا
رہنے لگے وہ بھی اُنھین صحرا جو وہ بھایا

وان پودنی اور ارنی مین بنا یا جو ٹھہرا ۔ وان کو وہ لگے رہنے خوشی ہوکے اُسی جا
اور رات کو رہنے لگی وہ ارنی کنے جا ۔ خوش ہوکے لگی رہنے ہوا پیار جو گہرا
دونون نے غرض خوب محبت کو بڑھایا

اک روز وہ ارنی کہین چرتی ہوئی آئی ۔ اور آتے ہی اُس پیڑ سے پیٹھ اپنی کھجائی
وہ پیڑ ہلا پودنی نے دھوم مچائی ۔ ہو جاویگی اس بات سے مردود نین لڑائی
اس پیڑ کے کھجانے نے بہت ہمکو ستایا

ارنی یہ ہنسی سنکے اور ارنے سے کہا جا ۔ ارنا بھی ہنسا اور کہا جا پھر تو کھجا آ
اور آئی کھجانے کو تو یون پودنا بولا ۔ بد ذات یہ تیری نہین تقصیر مین سمجھا
شاید ترے ارنے نے تجھے ہے یہ سکھایا

کل اسکی سزا پاویگا ارنا ترا بد خو ۔ جو صبح لگی ہونے تو وہ پودنا دیکھو
آیا جہان سوتا تھا وہ ارنا پڑا خوش ہو ۔ دھر بیٹھ گیا کان مین باندھا اپنے پرون کو
پھر پھیر گیا اور پرے مین خون کو گڑایا

ارنا لگا تکرانے کو سر شور مچا کر ۔ ارنی گری اُس پودنی کے پانو پہ آکر
جب پودنی نے اُسکے تئین حال بچا کر ۔ جلدی سے نکالا اُسے آواز سنا کر

ارنے کو سوا بھاگنے کے کچھ نہ بن آیا

بھاگا غرض ایسا کہ نہ پھر پیچھے کو دیکھا
ارنی بھی گئی بھاگ کے ساتھ ارنے کے گھبرا
اُس بھاگنے میں دونوں نے منہ خلق کو نہ پھیرا
ارنا تو نظیر اپنے اُدھر خوف سے بھاگا
یاں ان گھونسلے میں پودنا پھولا نہ سمایا

کوّے اور ہرن کے بچّے کے بیان میں

اک دشت میں سنتا ہے کہ اک خوب تھا ہرن
بچا ہی تھا ابھی نہ ہوا تھا بڑا ہرن
پھرتا تھا چوکڑی کا دکھاتا مزا ہرن
دیکھا جو ایک کوّے نے وہ خوشنما ہرن
دل کو نہایت اُسکے وہ اچھا لگا ہرن

اور باتیں کرکے کوّے نے اُسکو لگا لیا
دم میں ہرن بھی کوّے کی اُلفت میں آگیا
کوّے ہرن میں ٹھہری جو گہری محبت آ
کوّا جدھر جدھر کو خوشی ہو کے جاتا تھا
پھرتا تھا اُسکے ساتھ لگا جا بجا ہرن

اک گیدڑ اُس ہرن کے کنے آکے نابکار
بولا ہزار جان سے میں تم پہ ہوں نثار
مجھکو بھی اپنا جان غلام اور دوستدار
اور دل میں یہ کہ کیجیے کس طور سے شکار
اُسکے دغا و مکر سے واقف نہ تھا ہرن

گیدڑ یہ کہہ کے مکر سے جس دم گیا اُدھر
کوّا ہرن سے کہنے لگا کر کے شور و شر
یہ شخص مکرباز ہے کر اس سے تو حذر
اک دن دغا سے تجھکو یہ پکڑیگا فتنہ گر
سنکر یہ بات کوّے کی چُپ ہو رہا ہرن

دن دوسرے ہرن کنے گیدڑ پھر آگیا
کوّے کو روتا دیکھ یہ بولا وہ پُر دغا
[illegible] آیا کہ اک جا
تم کھاتا اُسکو چل کے تو ہو شاد دل مرا

سنتے ہی اُسکے ساتھ اُچھلتا چلا ہرن

جب کھیت پر سے لے گیا اُسکو بدسگال — وان پہلے دیکھ آیا تھا اک وہ ہرن کا جال
لے پہونچا جب ہرن کے تئیں کھیت پر شغال — جاتے ہی وان ہرن نے دیا منھ کو اسمین ڈال
منھ ڈالتے ہی جال مین وان پھنس گیا ہرن

وان پھر پھڑا کے کوا ابھی پاس آیا ناگہان — گیدڑ کو دیکے گالی ہرن سے کہا کہ ہان
ہلیے مت اسمین ورنہ تو ہوویگا ناتوان — کوے کی بات سنتے ہی ہمت کو باندہ وان
جیسے کہ گر پڑا تھا وہین پھر اُٹھا ہرن

گیدڑ لگا جب آنے ہرن کی طرف جھپٹ — کوا پکارا مار تو سینگ اک جو جاوے ہٹ
یا اِک ٹھکری تو ایسی لگا پانون کی جھپٹ — جاوے جو اُسکے لگتے ہی گیدڑ کا پیٹ پھٹ
سنتے ہی پھر تو سینگ ہلانے لگا ہرن

گیدڑ نے خوب کوے کو دین جلکے گالیان — صیاد وان ہوا تھا کسی کام کو روان
اسمین شکاری آکے ہوا دور سے عیان — کوا پکارا لیٹ جا دم بند کر کے ہان
دم بند کر کے اپنا وہین گر پڑا ہرن

گیدڑ نے اسکو دیکھ کے اِک جا کی جھاڑی لی — صیاد اُس ہرن کو پڑا دیکھ اُس گھڑی
افسوس کر کے دام کی رسی وہ کھولدی — کوا پکارا بھاگ ارے وقت ہے یہی
سنتے ہی وان سے چوکڑی بھر کر اُڑا ہرن

صیاد نے جو دیکھا ہرن اُٹھ چلا جھپاک — جلدی سے دوڑ پیچھے ہرن کے وہ سینہ چاک
سونٹے کو پھینک مارا جو پھرتی سے اُسنے تاک — بھاگا ہرن وہین لگا گیدڑ کے آ کھٹاک
سر اسکا پھوٹا اور وہ سلامت رہا ہرن

گیدڑ نے اُس ہرن کا جو چیتا تھا وان بُرا	پائی اُسی نے اپنی بدی کی وہین سزا
تھا نیک تو نظیر مین سُننے سے نظم مین کیا	پہونچا نظیر جب وہ خوشی ہوکے اپنی جا

کوے کے ساتھ پھر وہ بہت خوش ہوا ہرن

ایضاً

کی وصل مین دلبر نے عنایات تو پھر کیا	یا ظلم سے وہی ہجر کی آفات تو پھر کیا
غصہ رہا یا پیار سے کی بات تو پھر کیا	گر عیش سے عشرت مین کٹی رات تو پھر کیا

اور غم مین بسر ہوگئی اوقات تو پھر کیا

مجنون کی طرح دل کو اگر ہم نے لگایا	بیچین کیا روح کو اور تن کو سکھایا
دلبر نے بھی لیلیٰ کی طرح گو کہ بٹھایا	جب آئی اجل پھر کوئی ڈھونڈھا تو نہ پایا

قصون مین رہے حرف وحکایات تو پھر کیا

جس شوخ پریزاد کی دل سے ہوئی چاہ	ہر روز ملے اُس سے رہے عیش کے ہمراہ
ہنسنا بھی ہوا باتین بھی اچھی ہوئین دلخواہ	جز بوس وکنار اور جو تھا اُسکے سوا آہ

گر وہ بھی میسر ہوا ہیہات تو پھر کیا

تھے وہ جو در ولعل سے بہتر لب ودندان	آخر کو جو دیکھا تو ملے خاک مین یکسان
جن آنکھون کو ملنا ہو بھلا خاک کے درمیان	دو دن اگر اُن آنکھون نے دنیا مین پہچان

کی ناز اداؤن کی اشارات تو پھر کیا

دنیا مین اگر ہمکو ملا تخت سلیمان	تابع رہے سب جن و پری آدم و مرغان
جب تخت ہوا ہو گئی وہ پانی سی جان	پھر اُڑ گئی اک آن مین سب شوکت و شان

لے شرق سے تا غرب لگا ہاتھ تو پھر کیا

دولت میں اگر ہم ہوئے دارا و سکندر
اور سات ولایت پہ کیا حکم سراسر
جب آئی اجل پھر نہ رہا تخت نہ افسر
اسپ و شتر و فیل و خر و نوبت و لشکر
گر قبر تلک اپنے چلا ساتھ تو پھر کیا

مے پی کے اگر ہو گئے ہم مست شرابی
ہونٹوں سے جدا کی نہ کبھی مے کی گلابی
کی لاکھ طرح عیش کی مستی و خرابی
جب آئی اجل پھر وہیں اٹھ بھاگے شتابی
رندوں میں ہوئے اہل خرابات تو پھر کیا

عامل ہوئے ہم لاکھ اگر نقش ازل سے
لوگوں کو بچا لیتے بھوتوں کے خلل سے
جب آئی اجل پھر نہ چلا زور اجل سے
دیووں کو جو تعویذ و فتیلا و عمل سے
تسخیر کیا عالم جنات تو پھر کیا

پڑھ علم ریاضی جو منجم ہوئے دھومی
پیشانی مہ و زہرہ و برجیس کی چومی
آخر کو اجل سر کے اوپر آن کے گھومی
اس عمر دو روزہ میں اگر ہو گئے نجومی
سب جان لیے ارض و سموات تو پھر کیا

گر ہم نے اطبا ہو طبابت کی قسم کی
چنیرا ور سوا طب کے سر انجام کی کم کی
جب تن کے اوپر مرگ نے آ ڈال دی کملی
اک دم میں ہوا ہو گئے سب نظری و عملی
سمجھے یا دیکھے اسباب و علامات تو پھر کیا

گر اک پہ ہوا منصب و جاگیر کا نقشا
اور ایک کو مر مر کے ملا بھیک کا ٹکڑا
کیا فرق ہوا دونوں میں جب مرنا ہی ٹھہرا
اسنے کوئی دن بیٹھ کے آرام سے کھایا
وہ مانگتا در در پھرا خیرات تو پھر کیا

دنیا میں لگا مفلس و درویش سے تا شاہ
سب زر کے طلبگار رہے ماہی تا ماہ

مرتا ہے کوئی مال پہ ڈھونڈے ہے کوئی جاہ — دولت ہی کا ملتا ہے بڑی چیز نظیر آہ
بالفرض ہوئی اُس سے ملاقات تو پھر کیا

آدمی نامہ

دنیا میں پادشہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی — اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بے نوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی — نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے چبا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ابدال قطب غوث و ولی آدمی ہوئے — منکر بھی آدمی ہوئے اور کفر کے بھرے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے لیے — اتنی کہ اپنے زور و ریاضت کے زور سے
خالق سے جا ملا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

فرعون نے کیا تھا جو دعویٰ خدائی کا — شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
نمرود بھی خدا ہی کہاتا تھا برملا — یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہوں میں کیا
یاں تک جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی نار ہے اور آدمی ہی نور — یاں آدمی ہی پاس ہے اور آدمی ہی دور
کل آدمی کا حسن و قبح میں ہے یاں ظہور — شیطاں بھی آدمی ہے جو کرتا ہے مکر و زور
اور ہادی رہنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یاں میاں — بنتے ہیں آدمی ہی امام اور خطبہ خواں
پڑھتے ہیں آدمی ہی قرآن اور نمازیاں — اور آدمی ہی اُنکی چراتے ہیں جوتیاں
جو اُنکو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی — اور آدمی پہ تیغ کو مارے ہے آدمی

پگڑی بھی آدمی کی اُتارے ہے آدمی
چلّا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سُن کے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہو لے کے مال
اور آدمی ہی مارے ہے پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہے اور آدمی ہی جال
سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی شادی ہے اور آدمی بیاہ
قاضی وکیل آدمی اور آدمی گواہ
تاشے بجاتے آدمی چلتے ہیں خوامخواہ
دوڑے ہیں آدمی ہی تو مشعل جلا کے راہ
اور بیاہنے چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار
اور آدمی ہی پیادے ہیں اور آدمی سوار
حقہ صراحی جوتیاں دوڑے بغل میں مار
کاندھے پہ رکھ کے پالکی ہیں دوڑتے کہار
اور اس میں جو چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بیٹھے ہیں آدمی ہی دکانیں لگا لگا
اور آدمی ہی پھرتے ہیں رکھ سر پہ خوانچا
کہتا ہے کوئی لو کوئی کہتا ہے لا رے لا
کس کس طرح کی بیچیں ہیں چیزیں بنا بنا
اور مول لے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی قہر سے لڑتے ہیں گھور گھور
اور آدمی ہی دیکھ انھیں بھاگتے ہیں دور
چاکر غلام آدمی اور آدمی مزور
یاں تک کہ آدمی ہی اٹھاتے ہیں جا ضرور
اور جس نے وہ پھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

طبلے مجیرے دائرے سارنگیاں بجا
گاتے ہیں آدمی ہی ہر اک طرح جا بجا
رنڈی بھی آدمی ہی نچاتے ہیں گت لگا
اور آدمی ہی ناچتے ہیں اور دیکھ کر مزا

جو ناچ دیکھتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی ہی لعل و جواہر ہیں بے بہا — اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے کہ الٹا ہے جوں توا — گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا ہے چاند کا
بدشکل بدنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک آدمی ہیں جنکے یہ کچھ زرق برق ہیں — روپے کے اُنکے پاؤں ہیں سونے کے فرق ہیں
جھمکے تمام غرب سے لے تابہ شرق ہیں — کمخواب تاش شال دوشالوں میں غرق ہیں
اور چیتھڑوں لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک ایسے ہیں کہ جنکے بچھے ہیں پلنگ — پھولوں کی سیج اُنپہ چمکتی ہے تازہ رنگ
سوتے ہیں لپٹے چھاتی سے معشوق شوخ و شنگ — سو سو طرح سے عیش کے کرتے ہیں رنگ ڈھنگ
اور خاک میں پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مرتے ہیں آدمی ہی کفن کرتے ہیں تیار — نہلا دھلا اٹھاتے ہیں کاندھے پہ کر سوار
کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہیں روتے ہیں زار زار — سب آدمی ہی کرتے ہیں مردے کے کاروبار
اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر — یہ آدمی ہی کرتے ہیں سب کار دلپذیر
یاں آدمی مرید ہے اور آدمی ہی پیر — اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر
اور سب میں جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ایضاً

دیکھ ٹک غافل چمن کو گلفشانی پھر کہاں — یہ بہار عیش یہ شور جوانی پھر کہاں
ساقی و مطرب شراب ارغوانی پھر کہاں — عیش کر خوباں میں اے دل شادمانی پھر کہاں

شادمانی گر ہوئی تو زندگانی پھر کہاں

یہ جو بانکے گلبدن ملتے ہیں سو سو گھات سے — کچھ مزے کچھ لوٹ حظ ان گلرخوں کی ذات سے
ایک دم پھر گر جدا مت ہو تو انکے سات سے — جس قدر پینا ہو پی لے پانی انکے ہات سے

آب جنت تو بہت ہوگا یہ پانی پھر کہاں

یہ جو کڑوے ہو کے ہمکو اب جھڑکتے ہیں یہاں — انکی تلخی میں ہزاروں ہیں بھری شیرینیاں
اُٹھ سکے جبتک اُٹھا اے دل تو انکی سختیاں — لذتیں جنت کے میوے کی بہت ہونگی وہاں

پر یہ میٹھی گالیاں خوباں کی کھانا پھر کہاں

رہ وہیں اے دل سدا محبوب رہتے ہیں جہاں — کر لے انکی خدمتیں ہر دم دل و جان سے میاں
جو تجھے دیویں سو لے اور غنیمت اسکو جان — واں تو ہاں حوروں کے گھنے کے بہت ہونگے نشاں

ان پری زادوں کے چھلوں کی نشانی پھر کہاں

ہو سکے جبتک تو سن لے دوستوں کی واردات — اور بیاں کر آگے انکے ہوں جو تجھ پر مشکلات
جس گھڑی آئی قضا کوئی نہ پوچھیگا بات — الفت و مہر و محبت سے جئیے جی کے سات

مہرباں جب اُٹھ گئے یہ مہربانی پھر کہاں

اب جو آغاز جوانی کی بہاریں ہیں میاں — عیش و عشرت میں اُڑا لے زندگی کی خوبیاں
نشہ پیکر کوئی دم کر لے تو سیر بوستاں — واعظ و ناصح بکیں تو انکے کہنے کو نہ مان

دم غنیمت ہے میاں یہ نوجوانی پھر کہاں

ہو سکے پھر دم خوبرویوں کی صحبت میں اسیر — کھا نگاہ و سرمہ سا کی ناوکوں کے دل میں تیر
وصف اب انکا جو کرنا ہے تو کر لے دلپذیر — جا پڑے جب چپ ہو کے تب شہر خموشاں میں نظیر

یہ غزل یہ نغمہ یہ شعر خوانی پھر کہاں

روٹیون کی تعریف مین

جب آدمی کے پیٹ مین آتی ہین روٹیان — پھولی نہیں بدن مین سماتی ہین روٹیان
آنکھیں پری رخون سے لڑاتی ہین روٹیان — سینے اوپر بھی ہاتھ چلاتی ہین روٹیان
جتنے مزے ہین سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی سے جس کا ناک تلک پیٹ ہے بھرا — کرتا پھرے ہے کیا وہ اچھل کود جا بجا
دیوار پھاند کر کوئی کوٹھا اچھل گیا — ٹھٹھا ہنسی شراب صنم ساقی اس سوا
سو سو طرح کی دھوم مچاتی ہین روٹیان

جس جا پہ ہانڈی چولہا توا اور تنور ہے — خالق کی قدرتون کا اسی جا ظہور ہے
چولھے کے آگے آنچ جو جلتی حضور ہے — جتنے ہین نور سب مین یہی خاص نور ہے
اس نور کے سبب نظر آتی ہین روٹیان

آوے توے تنور کا جس جا زبان پہ نام — یا چکی چولھے کا جہان گلزار ہو تمام
وان سر جھکا کے کیجیے ڈنڈوت اور سلام — اس واسطے کہ خاص یہ روٹی کے ہین مقام
پہلے انھین مکانون مین آتی ہین روٹیان

ان روٹیون کے نور سے سب دل ہین پور پور — آٹا نہین ہے چھلنی سے چھن چھن گرے ہے نور
پیڑا ہر ایک اسکا ہے برفی و موتی چور — ہرگز کسی طرح نہ بجھے پیٹ کا تنور
اس آگ کو مگر یہ بجھاتی ہین روٹیان

پوچھا کسی نے یہ کسی کامل فقیر سے — یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہین کاہے کے
وہ سن کے بولا بابا خدا تجھکو خیر دے — ہم تو نہ چاند سمجھین نہ سورج ہین جانتے
بابا ہمین تو یہ نظر آتی ہین روٹیان

پھر پوچھا اُسنے کہیے یہ ہے دل کا نور کیا
اسکے مشاہدین ہے کھلتا ظہور کیا
وہ بولا سنکے تیرا گیا ہے شعور کیا
کشف القلوب اور یہ کشف القبور کیا
جتنے ہین کشف سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی جب آئی پیٹ مین سو قند گھل گئے
گلزار پھولے آنکھونمین اور عیش تل گئے
دو تر نوالے پیٹ مین جب آکے ڈھل گئے
چودہ طبق کے جتنے تھے سب بھید کھل گئے
یہ کشف یہ کمال دکھاتی ہین روٹیان

روٹی نہ پیٹ مین ہو تو پھر کچھ جتن نہو
میلے کی سیر خواہش باغ و چمن نہ ہو
بھوکے غریب دلکی خدا سے لگن نہ ہو
سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہو
اللہ کی بھی یاد دلاتی ہین روٹیان

اب آگے جسکے مال پوے بھر کے تھال ہین
پورے بھگت اُنھین کہو صاحب کے لال ہین
اور جنکے آگے روغنی اور شیرمال ہین
عارف وہی ہین اور وہی صاحب کمال ہین
پکی پکائی اب جنھین آتی ہین روٹیان

کپڑے کسی کے لال ہین روٹی کے واسطے
لمبے کسی کے بال ہین روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہین روٹی کے واسطے
سب کشف اور کمال ہین روٹی کیواسطے
جتنے ہین روپ سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی سے ناچے پیادہ قواعد دکھا دکھا
اسوار ناچے گھوڑے کو کاوہ لگا لگا
گھنگھرو کو باندھے پیک بھی پھرتا ہے ناچتا
اور اس سوا جو غور سے دیکھا تو جا بجا
سو سو طرح کے ناچ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی کے ناچ تو ہین سبھی خلق مین پڑے
کچھ بھانڈ بھیگتے یہ نہین پھرتے ہین ناچتے

یہ رنڈیاں جو ناچے ہیں گھونگٹ کو منہ پہ لے — گھونگھٹ نہ جانو دوستو تم زینہار اُسے
اس پردے میں یہ اپنے کماتی ہیں روٹیاں

دنیا میں اب بدی نہ کہیں اور نکوئی ہے — یا دشمنی و دوستی یا تند خوئی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے — سب کوئی ہے اُسی کا کہ جس ہاتھ ڈوئی ہے
نوکر نفر غلام بناتی ہیں روٹیاں

روٹی کا اب ازل سے ہمارا تو ہے خمیر — روکھی ہی روٹی حق میں ہمارے ہے شہد و شیر
یا پتلی ہووے موٹی خمیری ہو یا فطیر — گیہوں جوار باجرے کی جیسی ہو نظیر
ہمکو تو سب طرح کی خوش آتی ہیں روٹیاں

تربوز کی تعریف میں

کیوں نہو سبز زمرد کے برابر تربوز — کرتا ہے خشک کلیجہ کے تئیں تر تربوز
دل کی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تربوز — جسطرف دیکھیے بہتر سے ہی بہتر تربوز
اب تو بازار میں بکتے ہیں سراسر تربوز

کتنے ہیں کھاتے نزاکت سے تراش اسمیں مصر — تا کہ سینہ ہو خنک سردی میں ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کے پیتے ہیں کٹورے بھر بھر — کتنے بیجوں کو سٹکتے ہیں خوشی ہو ہو کر
کتنے کھاتے ہیں کفایت سے منگا کر تربوز

میٹھے اور سرد ہیں اتنے کہ ذرا نام خدا — ہو شکر چکھے ہیں جدا وانت ہیں کر کے
شب کو دو چار منگا کر جو تراشے ہیں نے — کیا کہوں میں کہ مٹھائی میں وہ کیسے نکلے
کوئی اولا کوئی مصری کوئی شکر تربوز

جبسے کل یار نے منگوایا جو دے کر پیسا — اُسکے کاٹنے جو لگا نے تو وہ کچا نکلا

دیکھ تیوری کو چڑھا ہو کے غضب طیش میں آ — کچھ نہ بن آیا تو پھر گھور کے یہ کہنے لگا
کیوں بے لایا ہے اُٹھا کر یہ مرا سر تربوز

جب کہا میں نے میاں یہ تو نہیں ہے کچا — اور کچا ہے تو میں پیٹ میں بیٹھا تو نہ تھا
اسکے سُنتے ہی غضب ہو کے وہ لال انگارا — لاٹھی پاٹی جو نہ پائی تو پھر آخر جھنجھلا
کھینچ مارا مرے سینہ پہ اُٹھا کر تربوز

کیوں میاں ہمکو جو تم کرتے ہو گھڑی گھڑی کیرا — کوسنا ہر گھڑی ہر آن کا ہوتا ہے بُرا
تم کو تو پڑ گیا ٹانٹے کا رقیبوں سے مزا — جھوٹی قسمیں یہ مرے سر کی جو کھاتے ہو بھلا
کیا مرے سر کو کیا تم نے مقرر تربوز

پیار سے جب ہے وہ تربوز کبھی منگواتا — چھلکا اُسکا مجھے ٹوپی کی طرح دے ہے پنہا
اور یہ کہتا ہے کہ پھینکا تو چکھاؤں گا مزا — کیا کہوں یارو میں اُس شوخ کے ڈر کا مارا
دو دو دن رکھے ہوئے پھرتا ہوں سر پہ تربوز

ایک بیدرد ستمگر ہے وہ کافر خونخوار — قتل کرتا ہے عزیزوں کے تئیں لیل و نہار
کل مرا اُس کی گلی میں جو ہوا آ کے گزار — اسطرح سر کے شہیدوں کا پڑا تھا انبار
جیسے بازار میں تربوز کے اوپر تربوز

تھی جنھیں آگے ترے قند سے ہونٹوں پہ نگاہ — آرزو ہی میں وہ سب مر کے ہوئے خاک سیاہ
اُن شہیدوں کی بھی کچھ تجھکو خبر ہے واللہ — بوسے لینے کی تمنا میں تہ خاک سیاہ
وہی حسرت زدہ اُسپہ نکلے ہیں بنکر تربوز

رات اُس شوخ سے میں نے یہ پہیلی میں کہا — بھیگی بکری سے کیسے کہتے ہیں بتاؤ تو بھلا
اس پہیلی کے تئیں سنکے بڑی پیچ میں آ — جب نہ سمجھا تو کہا ہار کے اب تو ہی بتا

سنکے جب مین نے کہا اے مرے دلبر تربوز

اب تو اُس شوخ کا تربوز ہی لوٹے ہے مزا — وہ تو ٹھنڈا ہو وے میرا جگر ہے ٹھنڈا
رونا کسطور نظیر اب نہ مجھے آوے بھلا — اچانک بچون کی بھری لے ہے وہ جب ٹھلا سے لگا

تب لپٹ جاتا ہے کیا پیار سے ہنسکر تربوز

خمسہ بر غزل اصغر

وہ رنگ کہین لعل بدخشان مین آیا — نیلم مین کہین وہ ذرِ غلطان مین آیا
یاقوت مین الماس مین مرجان مین آیا — جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا

بے رنگ بہر رنگ ہر اک شان مین آیا

بو ہوکے ہر اک پھول کی پتی مین بسا ہے — موتی مین ہوا آب ستارون مین ضیا ہے
تنہا نہ ہمارے ہی وہ شہرگ سے ملا ہے — نزدیک ہے وہ سب کے جہان اُس سے بھرا ہے

جب چشم کھلی دل کی تو پہچان مین آیا

کیا قمری دل سوختہ کیا بلبل نالان — کیا باغ چمن غنچہ کیا نہر خیابان
سب ملکے یہی بات پکارے ہین ہر اک آن — گل بھی وہی سنبل وہی نرگس وہی ریحان

اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا

کیا ارض و سما حور و ملک دیو پری جن — کیا وحشی و طائر ہین الکدم کوئی اُس بن
ہر رات یہی بات یہی ذکر ہے ہر چھن — اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

مذکور یہی آیت قرآن مین آیا

ماٹی سے کہین خاک کا پتلا وہ ہوا ہے — یا روح بن اُس خاک کے تن مین گُھسا ہے
آپ ہی تو بنایا ہے اور آپ ہی وہ بنا ہے — حرمت سے ملائک نے اُسے سجدہ کیا ہے

کالے سے گڑ کی لپٹی کڑھی کی مثال ہے ۔۔۔ پانی کی، ہانڈی گیہوں کی روٹی بھی لال ہے

کرتی ہے ایسی نوکریاں سنواری شب برات

اور ہنسنے کی ہے یہ تمنا کی فاتحہ ۔۔۔ دریا پہ جا کے دیتے ہیں بابا کی فاتحہ
بھٹیارے کی تنور پہ نانا کی فاتحہ ۔۔۔ حلوائی کی دکان پہ دادا کی فاتحہ

یاں تک تو آئیہ لاتی ہے ناچاری شب برات

وارث ہیں جنکے جیتے وہ مُردے کبھی ان کے گھر ۔۔۔ حلوے چپاتی خوب ہی چکھتے ہیں پیٹ بھر
جنکا کوئی نہیں ہے وہ پھرتے ہیں دربدر ۔۔۔ اور ونکے لگتے پھرتے ہیں کوّوں کے گھر بگھر

آتی ہے جو کھاری تو ان سے بھی کھاری شب برات

ملا جو دیتے فاتحہ گھر گھر میں جاتے ہیں ۔۔۔ حلوا کہیں کہیں وہ چپاتی اڑاتے ہیں
مفلس کوئی پلاوے تو منہ کو چھپاتے ہیں ۔۔۔ شکر کا حلوا سنتے ہی بس دوڑے جاتے ہیں

کہتے ہوئے یہ دل میں اہا ہا ری شب برات

چھوڑے ہے لٹو تو بٹرے ہر دم ستا کے جو ۔۔۔ حاکم کا پیادہ کہتا ہے یوں آن تلخ ہو
گھر سے پیسے بچا کے جو چاہو سو چھوڑ دو ۔۔۔ پیسے چھپاؤگے تو دلاوے گی صبح کو

تم سے جو تیرے ہیں گنہگاری شب برات

پکڑے ہیں عشق باز جو لڑکے کی گھات میں ۔۔۔ ٹوٹنا ہی لے کے دیتے ہیں لڑکے کے ہاتھ میں
دیتا ہی آگے چھوڑے ہیں لڑکے جو رات میں ۔۔۔ کیا زرکیان سے ہی چھوڑتے ہیں اسکے ہاتھ میں

کرتی ہے کام آنکے ستے یوں جاری شب برات

ہیں جو بہار حسن کے ہیں پاکباز یار ۔۔۔ گلکاری چھوڑتے ہیں جہاں محبوب گلعذار
کہتے ہیں انکو دیکھ کے آنکھوں میں کر کے پیار ۔۔۔ کیا چاہیے میاں تمہیں ہیں پھول اور انار

تم پر تو آپ ہوتی ہے اب واری شب برات

کھنچکر اپنے دم مین کہین چرخ کھاتے ہین
ٹوٹے ہوائی سنگ کہین اُڑ کے آتے ہین
زنبیٹ زنبیٹ پٹاخے کہین غل مچاتے ہین
لڑکو نکے بادھو غول کہین اڑتے جاتے ہین
کرتے ہین پھر تو ایسی دھوان دھاری شب برات

آکر کسی کے سر پہ چھچھوندر لگی کڑی
اوپر سے اور ہوائی کی آکر پڑی چھڑی
ہوگی سگلے کا ہار پٹاخے کی ہر لڑی
پائون سے لپٹے شور مچا کر قلم چھڑی
کرتی ہے پھر تو ایسی ستمگاری شب برات

چہرہ کسی کا جلگیا آنکھین جھلس گئین
چھاتی کسی کی جل گئی باہین جھلس گئین
ٹانگین بھی بچین کسی کی تو رانین جھلس گئین
مونچھین کسیکی پھنک گئین پلکین جھلس گئین
رکھے کسی کی داڑھی پہ چنگاری شب برات

کوئی دوستونکو دل مین سمجھتا ہی اپنے غیر
کوئی دشمنون سے دلکا نکالے ہے اپنے بیر
کہتا ہی وان نظیر بھی آتش کی دیکھ سیر
یارب تو سبکی کیجیے برسا برس کی خیر
سب طرح کہہ رہی ہے تمہواری شب برات

بیان خواب دیکھنے مین

یارو ذرا سنو یہ عجب سیر ہے بڑی
صحن چمن مین ابر کی آکر لگی جھڑی
پیکر شراب عیش کی ہر دم کڑی کڑی
کل بے خبر جو رات کو سویا مین جس گھڑی
اُس خواب مین مجھے اک عمارت نظر پڑی

آئی نظر جو مجھکو وہ نادر محل سرا
دل مین پری سکے باغ کا مجھکو یقین ہوا
جب اُس مکان کے پاس مین ڈرتا ہوا گیا
دیکھون تو اُسکا سامنے دروازہ ہے کھلا

آیا جو دل میں دیکھیے چل کر کوئی گھڑی

پہونچا میں جبکہ اُس چمن زرفشان میں
عالم شہر کے پردہ نشین اور سائبان میں
جھمکے مکان جو اُسکے مرے آن آن میں
کیا دیکھتا ہون جاکے میں ہر اک مکان میں

سونیکی کان ہے کہ بہی بھرتی سے پڑی

گلشن کہین ہے شیشہ صراحی کہین ہے جام
تھی نقرئی زمین تو سنہرے تمام بام
فرش طلا کہین کہین یکسر جڑت کا کام
طاق و رواق اُسکے چمکتے تھے یون مدام

گویا کہ اینٹ اینٹ جواہر کی ہے جڑی

دیکھی جو مین نے ہائے پری کافری مہ لقا
صورت وہ جھمکے چاند سا مکھڑا وہ بے بہا
اوپر نظر گئی جو مری سر سے تا بپا
اور حسن کا بیان تو ہوتا نہین ذرا

نقشہ وہ جسکے پاؤن پہ لوٹے پری پڑی

خونریزیا ابرو جان کی قاتل ہر اک نگاہ
مہندی سے بھی انگلیون نے کیے خون بے گناہ
مژگان وہ برچھیون کو بیئے تل ہی سیاہ
آنکھون میں کھنچ رہا تھا وہ کاجل غضب سیاہ

پڑ جائے جس سے دل میں فرشتون کے ہڑبڑی

زلفین وہ مشک ناب سی چہرہ وہ چاند سا
گہنے کا وصف یا کہ بدن کی کہون صفا
جگنو رہا گلے میں ستارہ سا جگمگا
جاتا تھا سرخ جوڑے میں تن یون جھمک دکھا

گویا شفق میں آن کے بجلی چمک پڑی

رکھے تھی اُسکی دھج تو یہ عالم وہ مہ جبین
جسدم کہ آنکھ بھر کی نگھون نے وان جو ہین
شاید کہ اسطرح کی نہوگی پری کہین
دیکھی جو اُس بہار کی کافر وہ نازنین

دل لوٹ پوٹ ہو گیا جان غش میں جا پڑی

کیا کیا کہوں میں شوخ کے عالم بناؤ کا
تصویر بن رہی تھی لگا سر سے تا بپا
اُس دم نیاری تھی اُسکی غضب آن کر ہوا
کافر کھڑی ہوئی تھی عجب ڈھب سے بن بنا
اِک ہاتھ میں تھا آئینہ اِک ہاتھ میں چھڑی

دیکھی جو میں نے واں یہ طلسمات کی ہوا
عالم جواہرات کا ہر جا جھمک رہا
اُسکے جھمک جھمک کی بہاریں کہوں میں کیا
چمکا جو وہ مکان مری آنکھوں میں نور سا
حیرت سے عقل آن کے چکر میں جا پڑی

ایسا مکان تو میں نے نہ دیکھا تھا نے سُنا
دیوانہ ہو میں چار و طرف دیکھنے لگا
چاہا کہ دیکھوں کوٹھے کے اوپر نظر اُٹھا
اتنے میں اِک طرف سے جو پردہ سا اُٹھ گیا
بجلی سی کچھ چمک گئی آنکھوں میں اُس گھڑی

آ کر کھڑی ہوئی تھی جو واں ناگہاں وہ شوخ
لیتی تھی ہر نگاہ میں عاشق کی جان وہ شوخ
کچھ چلبلی نگاہ تھی کچھ اٹکھیلیاں وہ شوخ
کرتی تھی سیر چاروں طرف کی جو واں وہ شوخ
اتنے میں پھرتی اُسکی نظر مجھ پہ آ پڑی

اُسکی نگہ کے آنے کا میں کیا کروں بیان
بجلی تھی یا کہ تیر تھی گولی تھی یا سنان
میری طرف کو دوڑ کر آتے ہی ناگہاں
میری نظر بھی دوڑ کے اُسکی نظر سے وان
ایسی لڑی کہ خوب لڑی خوب ہی لڑی

پہلے نظر کے لڑتے ہی کچھ کم ہوا حجاب
اُلفت کی آ گئے دونوں طرف سے کھنچی طناب
اتنے میں دیکھ دیکھ کے وہ رشک ماہتاب
اکبار کھلکھلا کے ہنسی اور اُتر شتاب
کا تو وہ میرے پاس ہی آ کر ہوئی کھڑی

کہنے لگی کہ تو نے بلایا ہے کیوں مجھے
دے خواب کو دعا کہ دیا تا تو یوں مجھے

چاہت مین اپنی ڈوبا ہوا دیکھا جون مجھے ہنسکر لپٹ گلے سے لگی کہنے یون مجھے
آ اس محل مین چل کے کرین عیش دو گھڑی

اُس گلبدن سے جبکہ ملی مجھکو آکے داد مارے خوشی کے کچھ نہ رہی تن بدن کی یاد
کیونکر بھلا نہ عیش و طرب دل کو ہو زیاد میری تو اُس پری سے یہی عین تھی مُراد
سُنتے ہی دل کی کھل گئی ہر ایک پھلجھڑی

پیالا پڑا جو مجھکو اُس آبِ حیات سے جان آگئی بدن مین مرے اُسکی بات سے
آخر کو لے چڑھی مجھے کوٹھے پہ گھات سے دو چار جام مجھکو پلا اپنے ہات سے
سو ناز سے پلنگ پہ مرے پاس آ پڑی

آنے سے اُسکے کھلگیا دلکا مرے چمن عیش و طرب کے ابھی پڑنے لگی پھبن
نازک کمر وہ صاف شکم اور وہ نرم تن گل سا ملا وہ مجھکو نیا گدگدا بدن
رگ رگ مین میری چھٹ گئی عشرت کی پھلجھڑی

لے کر بغل مین اُسکو لگایا جو ہین گلے سو عشرتونکے دل پہ مرے کھل گئے درے
حاضر ہوے جب آن کے سب عیش اور مزے سینہ سے سینہ ملگیا اور لب سے لب ملے
لٹنے لگی بہار مزونکی دھڑی دھڑی

ادھر تو جوش حسن ادھر حسن اور جنون ناز و ادا کی ہونے لگی آکے دھوپ چھون
اُن عشرتون مین آہ نصیبونکو کیا کہون چاہا مین اُس پری سے جو کچھ اور کچھ کرون
اتنے مین ہاے یار مری آنکھ کھل پڑی

یہ حادثہ جو مجھپہ پڑا آکے یک بیک آنکھون سے میری اُسکے تئین آنسو ٹپ ٹپک
نیند اُڑ گئی قرار گیا جل گئی پلک جاگا کیا نظیر مین پھر آہ صبح تک

کیا لگتی آنکھ وہ کہ جو اُس شوخ سے لڑی

در بیان انعام ہائے خدائے زمین و آسمان عز اسمہ

ولہ

ای دل کہین تو جا کے نہ اپنی زبان ہلائے
اور درد اپنے دل کا کسیکو تو مت سنائے
مانگ اُس سے جسکے ہاتھ سے تو پیٹ بھر کے کھائے
مشہور یہ مثل ہے کہون کیا مین تجھے ہائے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

قادر قدیر خالق و حاکم حکیم ہے
مالک ملیک حیّ و توانا قدیم ہے
دونون جہان مین ذات اُسی کی کریم ہے
دینے اُسی کا نام غفور و رحیم ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

ستار ذو الجلال خداوند کردگار
رزاق کارساز مددگار دوستدار
انسان دیو جن و پری فیل و مور و مار
جاری اُسی کے ہاتھ سے ہین سب کے کاروبار

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

کہنے کے تئین اگرچہ وہ اب بے نیاز ہے
پر سب نیازمندون کا اُسپر ہی ناز ہے
جتنے ہین بندے سب کا وہ بندہ نواز ہے
جتنی ہے خلق سب کا وہی کارساز ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اہل جہان مین جتنے تو ان سب کا چھوڑ ہاتھ
نے ہاتھ تو پکڑ کسی کے تو اے دل نہ جوڑ ہاتھ

دو ہاتھ والے جتنے ہیں ان سب سے موڑ ہاتھ　　اُس سے ہی مانگ جسکے ہیں اب سو کروڑ ہاتھ

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اُسکے سوا کسی کے گئے گر تو جائے گا　　اس آبرو کو اپنی تو ناحق گنوائے گا
شرمندہ ہوکے یونہیں تو خالی پھریگا　　بن حکم اُسکے یار تو اک جو نہ پائے گا

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زر سیم و لعل و گہر کو تو یارو اُسی سے مانگ　　صندوق مال و دولت پیارے اُسی سے مانگ
بیٹا بھی مانگتا ہے تو جا رے اُسی سے مانگ　　کوڑی بھی مانگنی ہے تو پیارے اُسی سے مانگ

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

گر وہ دلایا چاہے تو دشمن بھی لا دلائے　　اور جو نہ دے تو دوست بھی پھیر اپنا منہ چھپائے
بن حکم اُسکے روٹی کا ٹکڑا نہ ہاتھ آئے　　گر جاؤ پانی مانگو تو ہرگز نہ کوئی پلائے

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار جسکو سمجھا ہے تو سیٹھ ساہوکار　　یہ سب اسی سے مانگیں ہیں دولت بار بار
ہرگز کسی کے سامنے مت ہاتھ کو پسار　　پوری ہی تیرے آس کی دیکھے سے پڑی گی بار

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زردار مالدار کے مت پھر تو آس پاس
ماں باپ یار دوست جگر سب ہو ہراس
محتاج ہو کے آپ وہ بیٹھا ہے جی اداس
ہر دم اسی کریم کی رکھ اپنے دل میں آس

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

جتنے ہیں عمدہ خلق میں کیا شاہ کیا وزیر
کیا گنج و ملک و مال و مکان تاج کیا سریر
اللہ ہی سے غنی میاں ہیں اور سب فقیر
جو مانگنا ہے اس سے ہی مانگو میاں نظیر

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

در بیان مکائد اہل دنیا

کیا کیا فریب کہیے دنیا کی فطرتوں کا
جب دوست مل کے لوٹیں اسباب مشفقوں کا
مکر و دغا و دزدی ہے کام اکثروں کا
پھر کس زبان سے شکوہ اب کیجیے دزدوں کا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

گردن کو ہی اچکا تو چور رات میں ہے
اسکی بغل میں گپتی تیغ اسکے ہاتھ میں ہے
ٹھگ کی گھات کی کچھ نہ پوچھو ہر بات بات میں ہے
وہ اسکی فکر میں ہے یہ اسکی گھات میں ہے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

عیار اور اچکے ہر دشت اپنے کار میں ہیں
قزاق چور مکان پر گھر بار میں ہے
وہ صبح خیز یا بھی اپنی بہار میں ہیں
پیادہ غریب آیا پھر کس شمار میں ہے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

اس راہ میں جو آیا اسوار کیکے گھوڑا
سو یاں سرا میں جاکے تو چور نے جب چھوڑا
ٹھگ سے بچا تو آگے قزاق نے نہ چھوڑا
تیغا رہا نہ بھالا گھوڑا رہا نہ کوڑا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

نادان کو پلا کر اک بھنگ کا پیالہ
دانا ملا تو اسمین گھولا دھتورہ کالا
کپڑے بغل میں مارے اور لے لیا دوشالہ
ہوتے ہی غافل اسکو پھانسی میں کھینچ ڈالا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

چھتے روپے اشرفی یا سیم و زر کا پترا
سیانے جیب چوک کر کھاسے یہ فن ہے وہ دو نشترا
کچھ جیت گھر میں لاوے ہے کون ایسا چترا
کترے ہے جیب چڑھ کر ہاتھی پہ جیب کترا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

جو پیٹ پایا نہ دیکھ غافل کپڑا اٹھا کے گھسیٹا
چیلوں نے مار پنجہ کوے کا سر گھسیٹا
کوے نے وقت پاکر چڑیا کا پر گھسیٹا
جو جسکے ہاتھ آیا اسنے ہی دھر گھسیٹا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

صیاد چاہتا ہے جو صید کا گذارا
اور صید چاہے دانہ کھا کر کرے کنارا

تھا یو چڑھا تو اُس کا دانہ دکھا سہلا
اور کچھ بھی چال چوکا تو وہیں چال مارا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

نکلا ہے شیر گھر سے گیدڑ کا گوشت کھانے
کیا کیا کرے ہیں باہم مکر و دغا بہانے
گیدڑ کی دھن لگا دے خود شیر کو کھلانے
یاں وہ بچا نظیر اک جسکو رکھا خدا نے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

خمسہ بر غزل قدرت

آہ یہ کس شعلہ رو سے طبع اب مایوس ہے
اور تپ غم کی تپش چہرے اوپر محسوس ہے
جو پتنگ آسا جگر اس آگ کا مانوس ہے
کسکی نیرنگی یہ برق شعلہ فانوس ہے
جو شرر اُس سے اُٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے

بزم میں تیری صنم جب ہم بچشم تر گئے
دیکھ تیرے عشق میں کیا کیا ہوا اسے گھر گئے
مر گئے پھر جی اُٹھے تڑپا کئے دکھ بھر گئے
صبر اور تسکین یاں سے کوچ کب کا کر گئے
اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے

ہمنشیں احوال اپنا کوئی کیا تجھسے کہے
خود بخود یہ دل میں بیٹھے اب خیال اُٹھنے لگے
آدمیت سے گئے سودا ہوا رسوا ہوئے
گل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم ہے اور سرزمین روس ہے

جائیے جب واں تو کس عشرت سے کیجے زندگی
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
مثل گل کے نزہت و فرحت سے کیجے زندگی
سب طرح سے راحت و حشمت سے کیجے زندگی

اس طرف آواز طبل اور ادھر صدائے کوس ہے

یہ خیال خام اپنے دل میں باندھے تھے پڑے — کھیل رہے تھے عیش و عشرت کے طبیعت پر بڑے
جب یہ باتیں ہو دل سے باہم سخن ہونے لگے — سنتے ہی عبرت پکاری اک تماشا میں تجھے

چل دکھاؤں تو جو حرص و آز کا محبوس ہے

تجھ کو لیجانا ہے چلیگی یہ گلستانوں کی طرف — یا کنار آب یا خرم بیابان کی طرف
سو وہ صحرا لیگئی نے باغ و بستانوں کی طرف — لیگئی اکبار گی گور غریبانوں کی طرف

جس جگہ جان تمنا ہر طرح مایوس ہے

میں جو وان پہنچا تو اسجا دیکھے ڈھیر خاک کے — کوئی بے سایہ کہیں سایہ کسی پر کیا کرے
اتنے میں عبرت پکڑ کر ہاتھ میرا خوف سے — مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے

یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت اقلیم دیتی تھی خراج — یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت افلاک سے آتا تھا تاج
یہ وہ ہے جسکا فرشتہ کو نہ ملتا تھا مزاج — پوچھو تو ان سے کہ حال حشمت و دنیا ہے آج

کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

کر دیا ہے عشق کے غم نے تو بے طاقت تجھے — اس مرض کی بے طرح لپٹی ہے اب آفت تجھے
بس یہ کہتا ہے نظیر اب نکتہ حکمت تجھے — گر نہ بخشے شافع محشر شفا قدرت تجھے

عارضے سے تیرے تو حیران جالینوس ہے

ولہ

شہر آشوب

ہے اب تو کچھ سخن کا مرے کاروبار بند — رہتی ہے طبع سوچ میں لیل و نہار بند

دریا سخن کی فکر کا ہے موجدار بند — ہو کس طرح نہ منہ مین زبان بار بار بند

جب آگرے کی خلق کا ہو روزگار بند

بے روزگاری نے یہ دکھائی ہے مفلسی — کوٹھے کی چھت نہین ہے یہ چھائی ہے مفلسی

دیوار و در کے بیچ سمائی ہے مفلسی — ہر گھر مین اسطرح سے بھر آئی ہے مفلسی

پانی کا ٹوٹ جاوے ہے جون ایکبار بند

کٹیان جو سال کی تھین بکین بیچ تو اگلے سال — ناچار قرض دام سے چھپر لیے ہین ڈال

چھونس اور ٹھٹھیرے اُسکے ہین جن کے گھر بال — اُس گھر سے پھونس کے ہے یہ اُن چھپرون کا حال

گویا کہ اُنکے بھول گئے ہین چمار بند

دنیا مین اب قدیم سے ہے زر کا بندوبست — اور بے زری مین گھر کا نہ باہر کا بندوبست

آقا کا انتظام نہ نوکر کا بندوبست — مفلس جو مفلسی مین کرے گھر کا بندوبست

مکڑی کے تار کا ہے وہ نا اُستوار بند

کپڑا نہ گٹھڑی بیچ نہ تھیلی مین زر رہا — خطرہ نہ چور کا نہ اُچکے کا ڈر رہا

رہنے کو بن کواڑ کا پھوٹا کھنڈر رہا — کھٹکا رجاگنے کا نہ مطلق اثر رہا

آنے سے بھی جو ہو گئے چور و چکار بند

اب آگرے مین جتنے ہین سب لوگ ہین تباہ — آتا نظر کسی کا نہین ایک دم نباہ

مانگو عزیزو ایسے برے وقت سے پناہ — وہ لوگ ایک کوڑی کے محتاج اب ہین آہ

کسب و ہنر کے یاد ہین جنکو ہزار بند

صراف بنیے جوہری اور سیٹھ ساہوکار — دیتے تھے سب کو نقد سو کھاتے ہین اب اُدھار

بازار مین اڑے ہین پڑی خاک بیشمار — بیٹھے ہین یون دوکانون پہ اپنی دوکاندار

جیسے کہ چور بیٹھے ہوں قیدی قطار بند

سوداگروں کو سود نہ بیوپاری کو فلاح
بزاز کو ہے نفع نہ پنساری کو فلاح
دلال کو ہے یافت نہ بازاری کو فلاح
دکھیا کو فائدہ نہ پنہاری کو فلاح
یاں تک ہوا ہے آن کے لوگوں کا کار بند

مارے ہیں ہاتھ ہاتھ پہ سب یاں کے دستکار
اور جتنے پیشہ ور ہیں سو روتے ہیں زار زار
کوٹے ہے تن لوہار تو پیٹے ہے سر سنار
کچھ ایک دو کے کام کا رونا نہیں ہے یار
چھتیس پیشہ والوں کے ہیں کاروبار بند

زر کے بھی جتنے کام تھے وہ سب کے سب گئے
اور ریشمی قوام بھی یکسر چٹک گئے
زردار اٹھ گئے ہیں تو بٹیے سرک گئے
چلنے سے کام تار کشوں کے بھی تھک گئے
کیا حال پتلے کھینچیے جو ہو چکا وے تار بند

بیٹھے بساطی راہ میں تنکے ہیں چنتے ہیں
جتنے ہیں نان بائی تو بھڑبھونجے بھنتے ہیں
دھنیے بھی ہاتھ ملتے ہیں اور سر کو دھنتے ہیں
روتے ہیں وہ جو شروع دورائی بنتے ہیں
اور وہ تو مر گئے جو بنے تھے ازاربند

گر کاغذی کے حال کے کاغذ کو دیکھیے
مطلق اسے خبر نہیں کاغذ کے بھاؤ سے
ردی قلم دوکان میں ٹکڑے ہیں ہاٹ کے
یاں تک کہ اپنی چٹھی کے لکھنے کے واسطے
کاغذ کا مانگتا ہے ہر اک سے ادھار بند

لوٹے ہیں گرد پیش جو قزاق راہ مار
بیوپاری آتے جاتے نہیں ڈر سے زینہار
کوتوال روویں خاک اڑاتے ہیں چوبدار
ملاحوں کا بھی کام نہیں چلتا میرے یار
ناویں ہیں گھاٹ گھاٹ کی سب وار پار بند

ہر دم کمان گروں کے اوپر پیچ و تاب ہیں — صحاف اپنے حال میں غم کی کتاب ہیں
کرتے شبیہہ ساز مصور کباب ہیں — نقاش ان سبھوں سے زیادہ خراب ہیں

رنگ و قلم کے ہو گئے نقش و نگار بند

حجام پر بھی یاں تئیں ہے مفلسی کا زور — پیسا کہاں جو سان پہ ہو استروں کا شور
کانپے ہے سر بھگوتے ہوئے اسکی پور پور — کیا بات ایک بال کٹے یا تراشے کور

یاں تک ہے استرے و نہرنی کی دھار بند

لذت ہے جنکو حسن کے نقش و نگار سے — محبوب ہیں جو غنچہ دہن گلعذار سے
آویں اگر وہ لاکھ طرح کی بہار سے — کوئی نہ دیکھے انکو نظر بھر کے پیار سے

ایسے دلوں کے ہو گئے آپس میں کار بند

کوئی پکارتا ہے پڑا بھیج یا خدا — اب تو ہمارا کام تھکا بھیج یا خدا
کوئی کہے ہے ہاتھ اٹھا بھیج یا خدا — لے جان اب ہماری تو یا بھیج یا خدا

کیوں روزی یوہیں کی ہے پروردگار بند

محنت سے ہاتھ پاؤں کے کوڑی نہ ہاتھ آئے — بیکار کب تلک کوئی قرض و ادھار کھائے
دیکھوں جسے وہ کرتا ہے رو رو کے ہائے ہائے — آتا ہے ایسے حال پہ رونا ہمیں تو ہائے

دشمن کا بھی خدا نہ کرے کاروبار بند

آمد نہ خادموں کے تئیں مقبروں کے بیچ — باغوں میں بھی سر کھنچے ہیں سب اندروں کے بیچ
سناہیں بیٹھے پڑھنے والے بھی مدرسوں کے بیچ — حیراں ہیں پیرزادے بھی اپنے گھروں کے بیچ

نذر و نیاز ہو گئی سب ایک بار بند

اس شہر کے فقیر بھکاری جو ہیں تباہ — جس گھر پہ جا سوال وہ کرتے ہیں جا بجا خواہ

بھوکے ہیں کچھ بھجا شیو یا با خدا کی راہ | وان سے صدا یہ آتی ہے پھر مانگو جب تو آہ
کرتے ہیں ہونٹ اپنے وہ ہو شرمسار بند

کیا چھوٹے کام والے وہ کیا پیشہ ور نجیب | روزی کے آج ہاتھ سے عاجز ہیں یا غریب
ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے جب آ شام عنقریب | اٹھتے ہیں سب دوکان سے کہکر کہ یا نصیب
قسمت ہماری ہو گئی بے اختیار بند

قسمت سے چار پیسے جنھیں ہاتھ آتے ہیں | البتہ روکھی سوکھی وہ روٹی پکاتے ہیں
جو خالی آتے ہیں وہ قرض لیتے جاتے ہیں | یوں بھی نہ پایا کچھ تو فقط غم کو کھاتے ہیں
سوتے ہیں کر کواڑ کو اک آہ مار بند

کیونکر بھلا نہ مانگیے اسوقت سے پناہ | یاں تک امیرزادے سپاہی ہوئے تباہ
محتاج ہو کے پھرنے لگی دربدر سپاہ | جنکی جلو میں چلتے تھے ہاتھی گھوڑے آہ
وہ دوڑتے ہیں اور کی پکڑے شکار بند

ہیں جتنے سپاہیوں کے بندوق اور سنان | بندھ کے بندہ نار تو پیتل کے ہیں کمان
کرونگا اسکے نام پہ چلہ کا ہے نشان | ناچار اپنی روزی کا باعث سمجھکے ہاں
رسّی سے اکثروں کے باندھے ہیں پیادے سوار بند

جو گھوڑا اپنا بیچ کے زین کو گرو رکھیں | پیکا جو بکتا آوے تو کیا خاک سے کریں
یا تیغ اور سپر کو لیے چوک میں پھریں | وہ بیش قیمت تک کی پڑی ہی روٹی بیٹھ کھائیں
پھر اسکا کون مول لے وہ ٹھیکے دار بند

جتنے سپاہی یاں تھے نہ جانے کدھر گئے | دکھن کے تئیں نکل گئے یا پیشتر گئے
ہتھیار بیچ ہو کے گداگر بہ گھر گئے | جب گھوڑے بیچ بھالے والے بھی یوں [illegible]

پھر کون پوچھے اُنکو جواب ہے کٹّار بند

پھرتے ہین نوکری کو جو تنکر رسالدار
گھوڑونکی ہے لگام نہ اونٹونکی ہے مُہار
کپڑا نہ لتا مال نہ پرتل نہ بوجھ بہار
یون ہر مکان مین آکے اُترتے ہین سوگوار

جنگل مین جیسے دیتے ہین لا کر اُتار بند

ایسا سپاہ مرد کا دشمن زمانہ ہے
روٹی سوار کو ہے نہ گھوڑے کو دانہ ہے
تنخواہ نے طلب ہے نہ پینا نہ کھانا ہے
پیادے وہ والی بند کا پھر کیا ٹھکانا ہے

در در خراب پھرنے لگے جب نقار بند

جتنے ہین آج آگرے مین کارخانجات
سب پر پڑی ہے آن کے روزی کی مشکلات
کس کس کے دُکھ کی رویئے اور کسکی کہیے بات
روزی کے اب درخت کا ملتا نہین ہے پات

ایسی ہوا کچھ آکے ہوئی ایک بار بند

ہے کونسا وہ دل جسے فرسودگی نہین
وہ گھر نہین کہ روزی کی نابودگی نہین
ہرگز کسی کے حال مین بہبودگی نہین
اب آگرے مین نام کو آسودگی نہین

کوڑی کی آکے ایسی ہوئی رہ گذار بند

ہین باغ جتنے یان کے سو ایسے پڑے ہین خوار
کانٹے کا نام اُنمین نہین پھول درکنار
سوکھے ہوئے کھڑے ہین درختان میوہ دار
کیاری مین خاک دھول روش پر اُڑے غبار

ایسی خزان کے ہاتھون ہوئی ہے بہار بند

دیکھے کوئی چمن تو پڑا ہے اُجاڑ سا
غنچہ نہ پھل نہ پھول نہ سبزہ ہرا بھرا
آواز قمریون کی نہ بلبل کی ہے صدا
نے حوض مین ہے آب نہ پانی ہے نہر کا

چادر پڑی ہے خشک تو ہے آبشار بند

بے وارثی سے آگرہ ایسا ہوا تباہ
ٹوٹی حویلیاں ہین تو ٹوٹی شہر پناہ
ہوتا ہے باغبان سے ہر اک باغ کا بناہ
وہ باغ کسطرح نہ لٹے اور اُجڑے آہ
جسکا نہ باغبان ہو نہ مالک نہ خار بند

کیون یارو اس مکان مین یہ کیسی چلی ہوا
مفلسی سے ہوش کسی کا نہین بجا
جو ہے سو اس ہوا مین ہے دیوانہ ہو رہا
سودا ہوا مزاج زمانہ کو یا خدا
تو ہے حکیم کھولدے اب اسکے چار بند

ہے میری حق سے اب یہ دعا شام اور سحر
کر آگرے کی خلق پہ اب مہر کی نظر
سب کھاوین پیوین یاد رکھین اپنے اپنے گھر
اس ٹوٹے شہر پر بھی الٰہی تو فضل کر
کھلجاوین ایک بار تو سب کاروبار بند

عاشق کہو اسیر کہو آگرے کا ہے
مُلّا کہو دبیر کہو آگرے کا ہے
مفلس کہو فقیر کہو آگرے کا ہے
شاعر کہو نظیر کہو آگرے کا ہے
اسواسطے یہ اُسنے لکھے پانچ چار بند

شہر اکبرآباد کی تعریف مین

شہر مکان مین اب جو ملا ہے مجھے مکان
کیونکر نہ اپنے شہر کی خوبی کرون بیان
دیکھی ہین آگرے مین بہت ہمنے خوبیان
ہر وقت اسمین شاد رہے ہین جہان تہان
رکھیو الٰہی اُسکو تو آباد جاودان

ہر صبح اسکی رکھتی ہے وہ نور گستری
شرمندہ جسکو دیکھ کے ہو عارض پری
ہر شام بھی وہ مشک ملاحت سے ہے بھری
لیلیٰ کی جعد کر نہ سکے جسکی ہمسری
دل روئے مہر طلعت و شب زلف مہوشان

باغات پُر بہار عمارات پر نگار
بازار وہ کہ جس پہ چمن دل سے ہو نثار
محبوب دلفریب گل اندام و گلعذار
گلبن کہیں ہیں آپ کو گلزار پُر بہار
کوچے کہیں ہیں اپنے تئیں صحن گلستان

آب و ہوا کے لطف کوئی کیا کیا اب کہے
دیکھو جدھر اُدھر گل عشرت ہیں کھل رہے
اِدھر کو تکتے ہیں تو اُدھر کو کھنچے
اشجار باغ و شہر وہ سر سبز لہلہے
سبزوں کو جنکے دیکھ کے حیران ہو آسمان

ہر فصل میں وہ ہوتے ہیں پاکیزہ میوہ جات
دیکھے تو پھر نبات سے کچھ بن نہ آوے بات
شہد اُنپہ آٹھ پہر لگائے رہے ہے گھات
قند و شکر بھی دل سے فدا ہو دن اور رات
رہتے ہیں آپ انکے وصف میں ہر دم شکر فشان

بحر چمن کو دیکھو تو جیسے چمن کی نہر
لاکھوں بہاریں رکھتی ہے ایک ایک جسکی لہر
کوئی نہاوے اور کوئی منہ وضو کو شتا بھر
اُس پر ہجوم رکھتے ہیں یوں ساکنان شہر
شمشاد و سرو ہوتے ہیں جوں نہر پہ عیان

گریاں کے پیرنے کا کروں وصف میں رقم
تو بحر صفحہ بیچ لگے پیرنے قلم
پیرے ہیں اس روش کی بہاروں سے ہم بہم
سو سو چمن بھرے ہوئے شبنم کے دم بدم
جاتے ہیں پیر نظر وہیں دریا کے درمیان

اہل شنا جو کرتے ہیں سو سو طرح شنا
لہریں نشاط و عیش کی اُٹھتی ہیں لمبیاں
ملتا نہیں کنار کچھ عشرت کے بحر کا
ساحل پہ جوش خلق سے ملتی نہیں ہے جا
ہوتا ہے وہ ہجوم بھی اک بحر بیکران

یارو عجب طرح کا یہ دلچسپ ہے مقام
ہوتے ہیں ایسے کتنے ہی خوبی کے ازدحام

ہر طور دل رہے ہی خوش و طبع شاد کام — میری نظیر دل سے یہی ہے دعا مدام
ہنستا رہے یہ شہر بصد امن اور امان

کنکوّے اور پتنگ کی تعریف مین

یان جب دنون مین ہوتا ہے آنا پتنگ کا — ٹھہرے ہے ہر مکان مین بنانا پتنگ کا
ہوتا ہے کثرتون سے منگانا پتنگ کا — کرتا ہے شاد دل کو اُڑانا پتنگ کا
کیا کیا کہون مین شور مچانا پتنگ کا

اُڑنا دو باز کا ہے وہ شوخی کی دستگاہ — دیکھے تو باز جُرّے کو ہو اسکی دل سے چاہ
شکرے کی باز آوے نہ اُسپا کبھی نگاہ — بحری کہے بھی دیکھ یہ کہتے ہین واہ واہ
ایسا ہے ناز و حسن دکھانا پتنگ کا

ہر لحظہ اس بہار سے اُڑتا ہے للرا — بلبل سمجھ کے گل جسے ہو جاوے مُبتلا
گھائل کے اُڑنیکی بھی صفت اب کہون مین کیا — گھائل جو عشق کے ہین یہ کہتے ہین برملا
ہے دلمین خوب شوق بڑھانا پتنگ کا

اُڑنا لنگوٹیے کا ہے ایسا کچھ ارجمند — گوشے سے جسکو دیکھتے آوے لنگوٹ بند
اور چاند تارے کی بھی چمک چاند سے دو چند — اُڑنا پہاڑیے کا بھی ہے اسقدر بلند
اُکھڑے تو پھر فلک پہ ہو پاتا پتنگ کا

تکلے کے اُڑنے مین بھی وہ خوبی ہے آشکار — مچھلی نگہ کی دیکھ کے ہو جسکو بیقرار
بیّے کے مول کا بھی دیتا ہے خوش نگار — دیکھ بھی ابلقے کو چڑاتا ہے بار بار
چنچل بن اسقدر ہے جتاتا پتنگ کا

اُڑنا گلہریے کا بھی مین کیا کرون بیان — دیکھین درخت پہ جیسے چڑھکر گلہریان

اور ہے وہ دھاریے کی بھی کچھ اور آن بان | حیران ہو جس سے تیغ نگاہ پری رخان

پھر کسطرح نہ دل ہو دِوانا پتنگ کا

اُڑتا ہے اِس طریق سے وہ جو ہے مانگ دار | ہوتا ہے جس کو ہر دل دیکھکر نثار

نمدبو زیبے کی کانپ کا جھکنا یہ لال دار | اور پیندی پان کی بھی کچھ اس طور کی بہار

گویا ہوا میں گل ہے کھلانا پتنگ کا

ہمنا بھی اپنی دیتا ہے جسوقت خوبی کھول | نکلے ہیں واہ واہ کے ہر اک زبان سے بول

اور ہے وہ کونیے کی بھی اک اک ادا امول | اڑتا ہے کل سرے میں بھی شیرازیونکا غول

جمدھر ہے نوک جھوک نکلنا پتنگ کا

جسکے بھی وصف کرنے میں جبکا یہ تحسین کیا | شرمندہ ہو کبوتر چپ جس سے وانما

غالب ہے گلڑی اُڑنے پہ ٹکری کا مرتبا | جو کتنے چیلیں ہوں اُڑے جسکے چوکھڑا

اس زور سے ہوا پہ ہے جانا پتنگ کا

اُڑتے ہیں اس ہجوم سے کنکوے چپچپے | کوا کبوتر نیبے گویا کوے ہیں اُڑ رہے

چھوٹی بھی تکل ایسی کہ جنت سے فقط اُڑے | چھجا وہی منڈھاؤں میں کچھ اسقدر بڑھے

لازم ہے گر کہیں اُنھیں نانا پتنگ کا

پتلی کمر کو موڑے ہیں جسوقت کج کلاہ | باہیں دراز کرتے ہیں جب سب خواہ مخواہ

یہ شکل دیکھکر کوئی کہتا ہے واہ واہ | اب سطرف لڑے گی بھلا کا ہے کو نگاہ

دل میں تو کھب رہا ہے لڑانا پتنگ کا

لاتا ہے پھیر پھار کے تکل جو اپنی وان | کہتا ہے کوئی اُن سے خبردار ہو میاں

اب پیچ پڑنے کو ہیں نرسے اٹھی تکلیاں | گھبرا کے گئے اسکے نہ چھپتے وہ میریان

اچھا نہین ہے مفت کٹانا پتنگ کا

گر پیچ پڑ گئے تو یہ کہتے ہین دیکھیو — رہ رہ اسی طرح سے نزا بے بیجے ڈھیل کو
پہلے تو ان قدم کے تئین اور میان رکھو — پھر ایک رگڑا دیکے ابھی اسکو کاٹ دو

ہیگا اسی مین فتح کا پانا پتنگ کا

کٹتا ہے جو پتنگ تو پھر لوٹنے اُسے — دو دو دو ہزار دوڑتے ہین چھوٹے اور بڑے
کاغذ ذرا سا ملتا ہے یا ٹکڑے کانپ کے — جب اسطرح کی سیر بھلا آنکر پڑے

پھر سوچیئے تو کیا ہے ٹھکانا پتنگ کا

اس آگرے مین یہ بھی تماشا ہے دلپذیر — ہوتے ہین دیکھ شاد جیسے خرد اور کبیر
کیونکر نہ دل پتنگ کی ہو ڈور مین اسیر — خوبان کے دیکھنے کے لیے کیا میان **نظیر**

ہے یہ بھی ایک طرفہ بہانا پتنگ کا

کبوتر بازی

ہین عالم بازی مین جو ممتاز کبوتر — اور شوق کے طائر سے ہین انباز کبوتر
بھاتے ہین بہت ہمکو یہ طناز کبوتر — مدت سے جو سمجھے ہین ہمین ہمراز کبوتر

پھر ہمسے بھلا کیونکہ رہین باز کبوتر

حیوان ہین گو پر عجب انداز کے پر ہین — صورت مین پر یوار تو سیرت مین بشر ہین
آواز سے واقف ہین اشارون سے خبر ہین — پرواز مین ہمشہپر عنقا سے نظر ہین

کیا گولے ہون اور کیا ہون گرہ باز کبوتر

کیا بلبل و قمری و چہے پدڑی و پٹڑے — چنڈول اگن لال بیے ابلقے طوطے
کیا طوطی و مینا و بٹیے تیتر و شکرے — طائر ہین غرض بازی اشغال کے جتنے

کی غور تو ہین سب سے سرافراز کبوتر

ہین بصری اور کابلی شیرازی نادر
چوپا چندن و سبز ملکھی ششتر واکبر
طاؤسی کل پوٹے ٹیلے گلی تھپر
تارونکی وہ انداز نہین بام فلک پر
جو کرتے ہین چھتری کے اوپر ناز کبوتر

لقے ہین اِدھر اپنی کساوٹ کو دکھاتے
جتنے ہین اُدھر سمیری اپنی جتاتے
ہین جوگیے بھی رنگ کئی جوگ کے لاتے
پریون کے پرے دیکھے ہین چرخ پہ آتے
جب حلقہ زنان کرتے ہین پرواز کبوتر

کھیری و پیٹ وچپ وتفنی و کھرے
زرچے وہ گلا آنکھ اور لال آنکھ اودی و زردے
کچھ کابرے تیرے مسی و توسی و پلکے
پھرتے ہین ٹھمک چال سناتے ہین خوشی سے
کیا کیا وہ غٹرغون کے خوش آواز کبوتر

سیاہی اور گگا گھری تنبولی پان لال
کچھ اگری اور سرمئی اور عنبری وخال
بھورے ملکسی تانبڑے پھر بھی خوش احوال
پھر سبزے اور کاسنی لوٹن بھی سبک بال
کھولے ہین گرہ دل کی گرہ باز کبوتر

کوکر کے جدھر کے تئین چھیپی کو ہلاوین
کچھ ہوئے غرض پھر وہ اُسی سمت کو جاوین
ٹٹی کو نہ چھڑکاوین تو پھر تہ کو نہ آوین
چھوڑا انکو نظیر اپنا دل بس سے لگاوین
اپنے تو لڑکپن سے ہین دمساز کبوتر

ہولی کی بہارین

جب پھاگن رنگ جھمکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی
اور دف کے شور کھڑکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی
پریون کے رنگ دمکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی
ساغر مے کے چھلکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

محبوب نشہ میں چھکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

ہو ناچ رنگیلی پریوں کا بیٹھے ہوں گلرو رنگ بھرے　　کچھ بھیگی تانیں ہولی کی کچھ ناز و ادا کے ڈھنگ بھرے
دل پھولے دیکھ بہاروں کو اور کانوں میں آہنگ بھرے　　کچھ طبلے کھڑکیں رنگ بھرے کچھ عیش کے دم منہ چنگ بھرے

کچھ گھنگرو تال چھنکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

سامان جہاں تک ہوتا ہے اس عشرت کے مطلوبوں کا　　وہ سب سامان مہیا ہو اور باغ کھلا ہو خوبوں کا
ہر آن شرابیں ڈھلتی ہوں اور ٹھٹھ ہو رنگ کے ڈوبوں کا　　اس عیش مزے کے عالم میں اک غول کھڑا محبوبوں کا

کپڑوں پر رنگ چھڑکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

اور ایک طرف دل لینے کو محبوب بھویوں کے لڑکے　　ہر آن گھڑی گت بھرتے ہوں کچھ گھٹ گھٹ کے کچھ بڑھ بڑھ کے
کچھ ناز جتاویں لڑ لڑ کے کچھ ہولی گاویں اڑ اڑ کے　　کچھ لچکیں شوخ کمر پتلی کچھ ہاتھ چلے کچھ تن پھڑکے

کچھ کافر نین مٹکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

یہ دھوم مچی ہو ہولی کی اور عیش مزے کا جھکڑ ہو　　اس کھینچا کھینچ گھسیٹی پر بھڑوے رنڈی کا پھکڑ ہو
معجون شرابیں ناچ مزا اور ٹکیا سلفا ککڑ ہو　　لڑ بھڑ کے نظیر پھر نکلا ہو کیچڑ میں لتھڑ پتھڑ ہو

جب ایسے عیش مہکتے ہوں تب دیکھ بہاریں ہولی کی

در مذمت دنیاے دون

ٹک عجب ہے دنیا کی اور کیا کیا جنس اکٹھی ہے　　یاں مال کسی کا میٹھا ہے اور چیز کسی کی کھٹی ہے
کچھ پکتا ہے کچھ بھنتا ہے پکوان مٹھائی بٹی ہے　　جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ چولھا بھاڑ نہ بھٹی ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی تاج [illegible] کوئی [illegible]　　کوئی کپڑے رنگے پہنے ہے کوئی گدڑی اوڑھے جاتا ہے

کوئی بھائی باپ چچا نانا کوئی دادا پوتا کہاتا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نے رشتہ ہے نے ناتا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی پھول کے بیٹھے مسند پر کوئی رگڑے اپنی دقت کو
کوئی بولے اپنا مجھ سے لو اور میرا ہو سو تجھ کو دو
کوئی لڑتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی جھگڑے حق ناحق کو
جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ایک نہ دینا دو

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

رمال نجومی عامل ہے اور فاضل ملا سیانا ہے
کوئی عاقل کامل ہے دانا کوئی مست پڑا دیوانا ہے
تعویذ فلیتا فال فسوں اور جادو منتر لانا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو سب حیلہ مکر بہانا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی لوٹے کونجے گلیوں میں تیار کسی کا ڈیرا ہے
کوئی باغ کنواں بنواتا ہے اور گھیر کسی کو گھیرا ہے
نت قضیے جھگڑے رہتے ہیں یہ میرا ہے یہ تیرا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نے تیرا ہے نے میرا ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی ٹوپی ٹوپ بناتا ہے کوئی باندھے پھر اعمامہ ہے
کوئی صاف برہنہ پھرتا ہے نہ کپڑا نہ پاجامہ ہے
کمخواب اگنڑی اور گاڑھے کا نت قصہ ہے ہنگامہ ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نا پگڑی ہے نا جامہ ہے

غل شور ببولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

اب کس کا رنگ بیاں کیجیے اور کس کا روپ بھلا کہیے — اک دم کی پیٹھ لگی ہی ہے یا ہنسو وہ مزا ایسا بچا کہیے
یہ سیر تماشے دیکھ نظیرؔ اب جا کہیے بیجا کہیے — کچھ بات نہیں بن آتی ہے چپ چاپ پہیلی کیا کہیے

غل شور بگولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

خوشامد کے بیان میں

دل خوشامد سے ہر اک شخص کا کیا راضی ہے — آدمی جن و پری بھوت بلا راضی ہے
بھائی فرزند بھی خوش باپ چچا راضی ہے — شاد مسرور غنی شاہ و گدا راضی ہے

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

اپنا مطلب ہو تو مطلب کی خوشامد کیجے — اور نہ ہو کام تو اس ڈھب کی خوشامد کیجے
اولیا انبیا اور رب کی خوشامد کیجے — اپنے مقدور غرض سب کی خوشامد کیجے

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

چار دن جس کو خوشامد سے کیا جھک کے سلام — وہ بھی خوش ہو گیا اپنا بھی ہوا کام میں کام
بڑے عاقل بڑے دانا نے نکالا ہے یہ دام — خوب دیکھا تو خوشامد ہی کی آمد ہے تمام

جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

پیار سے جوڑ دیے جس کی طرف ہاتھ جو آہ — وہیں خوش ہو گیا کرتے ہی وہ ہاتھ نگاہ
غور سے ہم نے جو اس بات کو دیکھا واللہ — کچھ خوشامد ہی بڑی چیز ہے اللہ اللہ

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

عیش کرتے ہیں وہی جنکا خوشامد کا مزاج
ہاتھ آتا ہے خوشامد سے مکان ملک و تاج
جو نہیں کرتے وہ رہتے ہیں ہمیشہ محتاج
کیا ہی تاثیر کی اس نسخے نے پائی ہے رواج

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

خوب دیکھا تو خوشامد کی بڑی کھیتی ہے
ماں خوشامد کے سبب چھاتی لگا لیتی ہے
غیر کیا اپنے ہی گھر بیچ یہ سکھ دیتی ہے
نانی دادی بھی خوشامد سے دعا دیتی ہے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

بی بی کہتی ہے میاں آ ترے صدقے جاؤں
خالہ کہتی ہے کہ کچھ کھا ترے صدقے جاؤں
ساس بولی کہ کہیں مت جا ترے صدقے جاؤں
سالی کہتی ہے کہ بھیا ترے صدقے جاؤں

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

آ پڑا ہے جو خوشامد سے سروکار اُسے
آشنا ملتے ہیں اور چاہے ہیں سب یار اُسے
ڈھونڈتے پھرتے ہیں اُلفت کے خریدار اُسے
اپنے بیگانے غرض کرتے ہیں سب پیار اُسے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

روکھی اور روغنی آپ کی خوشامد کیجے
نان بائی و کبابی کی خوشامد کیجے

ساقی و جام شرابی کی خوشامد کیجے — پارسا رند خرابی کی خوشامد کیجے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

مرد و زن طفل و جوان خرد و کلان پیر و فقیر — جتنے عالم میں ہیں محتاج و گدا شاہ و وزیر
سب کے دل ہوتے ہیں پھندے میں خوشامد کے اسیر — تو بھی واللہ بڑی بات یہ کہتا ہے نظیرؔ

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

تاج گنج کے روضے کی تعریف میں

یارو جو تاج گنج یہاں آشکار ہے — مشہور اسکا نام بہ شہر و دیار ہے
خوبی میں سب طرح کا اُسے اعتبار ہے — روضہ جو اُس مکان میں دریا کنار ہے

نقشے میں اپنے یہ بھی عجب خوش نگار ہے

روضے میں یوں تو سیکڑوں خوبیاں ہیں — پر اس مکاں کی خوبیاں کیا کیا کروں بیان
سنگ سفید سے جو بنا ہے فلک نشان — ایسا چمک رہا ہے تجلّی سے یہ مکان

جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے

[illegible] اسکا فرش [illegible] — گرد اُس کے گلزار میں بھی کھلتی ہوئی ہیں چند
[illegible] — ایسا ہلال اُس میں سنہرا ہے دلپسند

[illegible] ہے

[illegible] جو اُس میں — وہ بھی ہر رنگ کے گلچین ہیں خوش اساس
[illegible] — آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس

ہوتا ہے شاد اُس مین جو کرتا گذار ہے

ہین بیچ مین مکان کے وہ دو مقدین جو یان
سنگین گل جو اُس مین بنائے ہین بے نشان
گرد اُن کے ایک جالی مجمر ہے درفشان
ہر پتی کلی سہاگ رگ و رنگ سے ہے عیان
جو نقش اُس مین ہے وہ جواہر نگار ہے

دیوار و فرش ہین سنگ مین نازک نگار
دروازے پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار
آئینے بھی لگے ہین مجلّی ہوتا بدار
ہر گوشے پر کھڑے ہین جو مینا و اُسکے چار
چارون سے طرفہ اوج کی خوبی دوچار ہے

پہلو مین ایک برج ہے جسے کہتے ہین اُسے
مسجد ہے ایسی جسکی صفت کس سے ہو سکے
آتے نظر ہین اُس سے مکان دور دور کے
پھر اور بھی مکان ہین ادھر اور اُدھر کھڑے
دروازۂ کلان بھی بلند استوار ہے

جو صحن باغ کا ہے وہ ہے دلکشا سوا
ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف ہوا
آتی ہے جسمین گلشن فردوس کی ہوا
ہلتی ہین ڈالیان سبھی ہر گل ہے جھولتا
کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے

سرو سہی کھڑے ہین قرینے سے نسترن
رابیل سیوتی سے سجے ہین چمن چمن
کو کو کرے ہین قمریان ہو کر شکر شکن
گلنار لالہ و گل و نسرین نسترن
فوارے چھوٹ رہے ہین روان جوئبار ہے

وہ تاجدار شاہ جہان صاحب سریر
جو دیکھتا ہے اُسکے یہ ہوتا ہے دلپذیر
بنوایا ہے اُنھون نے لگا سیم و زر کثیر
تعریف اس مکان کی مین کیا کیا کرون نظیر
اسکی صفت تو مشتہر روزگار ہے

در حمد الٰہی

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم
الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
مقدس معلیٰ منزہ عظیم
نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم
تری ذات والا ہے یکتا قدیم

ترے حسن قدرت نے یا کردگار
کیے ہیں جہاں میں وہ نقش و نگار
پہونچتی نہیں عقل اُنھیں ورہ وار
تحیر میں ہیں دیکھکر بار بار
ہیں جتنے جہاں میں ذہین و فہیم

زمین پر سمٰوات گردان کیے
نجوم اُنمیں کیا کیا درخشان کیے
نباتات بیحد نمایان کیے
عیان بحر سے دُرّ و مرجان کیے
حجر سے جواہر کبھی اور زر و سیم

شگفتہ کیے گل بہ فصل بہار
عنادل کبھی اور قمری و کبک سار
ببر و برگ و نخل و شجر شاخسار
طراوت سے خوشبو سے ہنگام کار
روان کی صبا ہر طرف اور نسیم

بیان کب ہو خلقت کی انواع کا
جو کچھ حصر ہووے تو جاوے کہا
خصوصاً بنی آدم خوش لقا
شرف ان سبھوں میں اُنھیں کو دیا
یہ اسلام و ایمان و دین قدیم

عطا کی انھیں دولت معرفت
عبادت اطاعت نکو منزلت
حیا حسن و الفت ادب مصلحت
تمیز و سخن خلق خوش مکرمت
فراوان دیے اور ناز و نعیم

تیرا شکر احسان ہو کس سے ادا ہمیں مہر سے تو نے پیدا کیا
کیے اور الطاف بے انتہا نظیر اس سوا کیا کہے سر جھکا
یہ سب تیرے اکرام ہیں یا کریم

منقبت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تم شہ دنیا و دین ہو یا محمد مصطفیٰ سرگروہ مسلمین ہو یا محمد مصطفیٰ
حاکم دین متین ہو یا محمد مصطفیٰ قبلۂ اہل یقین ہو یا محمد مصطفیٰ
رحمۃ للعالمین ہو یا محمد مصطفیٰ

آسمان تمنے شب معراج کو روشن کیا عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دی تمنے ضیا
رنگ و بو جنت کے گلشن کی بڑھائی برملا جس جگہ دہم ملائک کو نہین ملتی ہے جا
وان کے تم مسند نشین ہو یا محمد مصطفیٰ

ہے تمھاری پشت پر مہر نبوت کا نشان اور تمھارا وصف ہے طٰہٰ و یٰسین مین عیان
معجزے جو ہین تمھارے انکا کب ہووے بیان کشور اعجاز جو ہے اسکے تم با عز و شان
صاحب تاج و نگین ہو یا محمد مصطفیٰ

تمکو ختم الانبیا حق نے بھی حبیب اپنا کیے اور سدا روح الامین آوے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہین تمھارے سے ملے ہے نبوت کا جو اقدس تخت بس اس تخت پر
گوہر یکتا تمہین ہو یا محمد مصطفیٰ

ہین جو یہ دونون جہان کی آفرینش کے چمن جنمین کیا کیا کچھ عیان ہین صنع خالق کے حسن
باعث خلق انکے ہو تم یا حبیب ذوالمنن اور اک مطلع ہے جو کہتا ہے سب سے جسکے سخن
ہو سدا وحدت کے قرین ہو یا محمد مصطفیٰ

تم ظہور اولین ہو یا محمد مصطفےٰ — تم ہی خیر الآخرین ہو یا محمد مصطفےٰ
ہم دم جان آفرین ہو یا محمد مصطفےٰ — وجہ قرآن مبین ہو یا محمد مصطفےٰ
نزہت بستان دین ہو یا محمد مصطفےٰ

احمد مختار ہو تم یا شہ ہر دو سرا — ہے تمہارے حکم کے تابع قدر بھی اور قضا
خلق میں خواہش ہے تم جس امر کی رکھو بنا — دیر اک پل ور میان آئے نہیں ممکن ذرا
جس گھڑی چاہو وہیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کے نقش قدم سے جو شرف ہو زمین — دیکھتا ہے اسکی رفعت رات دن عرش برین
راز تو خالقت کے تمکو ہی کھلے ہیں شاہ دین — اور جو جو کچھ کہ ہیں اسرار رب العالمین
سب کے تم بر حق امین ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کا فضل و کرم کونین میں مشہور ہے — اور تمھیں ہر طور سے لطف و کرم منظور ہے
حشر میں گرچہ سزا ملنے کا بھی دستور ہے — کیا ہوا لیکن دل اس امید سے مسرور ہے
تم شفیع المذنبین ہو یا محمد مصطفےٰ

مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الوریٰ — سرور ہر دو سرا اور شافع روز جزا
ہے تمہاری ذات والا منبع لطف و عطا — کیا نظیر اک اور بھی سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تم واں بھی تمھیں ہو یا محمد مصطفےٰ

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

نمیدانم کہ این مردم کیانند — چو یاران رفتہ ز خود بگذرانند
ولا بیش آن کہ این عالم برانند — بیفگن خیمہ تا محمل برانند
کہ ہمراہان آن عالم روانند

میاں اس جا بجز ذات خداوند — نہ بھائی ہے کوئی اپنا نہ فرزند

نہو دنیا کے رشتون مین تو پابند — زن و فرزند و یار و خویش و پیوند

برادر خواندگان کاروانند

جہان تک یہ تماشے ہین مقابل — ارے نادان یہ سب ہین نقش باطل

اگر دانا ہے تو اے مرد عاقل — بنا ید جستن اندر ستے دل

کہ بے ایشان بسانے تا بمانند

تکبر مین نکر عمر اپنی برباد — مچا مت اپنے ہاتھون داد و بیداد

تجھے کیا آہ یہ نکتہ نہین یاد — نہاد خاک بود است آدمی زاد

بہ آخر چون ببیندیشی ہمانند

تونگر کیا غنی کیا شاہ درویش — امیر وقت کیا محتاج دلریش

سبھون کو ایک دن چلنا ہے درپیش — ہمین آن بہتر کہ اول آخر خویش

بیندیشند و قدر خود بدانند

سراسر کام مین دنیا کے گندے — غرور و کبر مین مست اپنا تن دے

ذرا تو دیکھیو اے خالق کے بندے — زمین چنیا سے بچو رواز خلق و چند سے

ہنوز از کبر سر بر آسمانند

گیا اکڑ نہین گو رستا نہین دل سرد — پڑی اُٹری تھی یہان ہر قبر پر گرد

جو دیکھا ہے با چشم و رُخ زرد — سکھے برتر بتیے فریاد سے کرد

کہ اینہا پادشاہان جہانند

یہ وہ ہین جنکے تن تھے گورے گورے — مرصع جام و زرین آبخورے

[illegible] — [illegible]

بہ بین تا پادشہ یا پاسبانند

کہاں ہے انکی وہ شانِ جلالت — کہاں وہ تاج و تخت و ملک و دولت
یہ سنکر مجھ سے وہ صاحب کرامت — یکفتا تختہ بر کندن چہ حاجت

کہ میدانم کہ مشت استخوانند

گھڑی کی عمر ہو یا لاکھ کا سن — نظیر اس بزم سے چلنا ہے اک دن
جو ہوں بیمار ظاہر یا کہ باطن — نصیحت دار وئے تلخست لیکن

نہ دارو خانۂ سعدی ستانند

خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

کہاں وہ کیقبادی کارخانہ — کہاں وہ مے وہ جام خسروانہ
کہوں کیا تجھ سے اے یار یگانہ — سحرگاہاں نہ مخمور شبانہ

گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ

پڑا جب گوش میں وہ نالۂ نے — تو سوجھی اور ہی عالم کی اک شے
ہوئی مستی وہ مدہوشی جو در پے — نہادم عقل را رہ توشہ از مے

بہ ملک عاقبت کردم روانہ

کیا پہلے ہی ساغر نے یہ دل شاد — کہ سر اپنا رہا مجھکو نہ پا یاد
تو مجھکو کر کے اور اک جام امداد — نگارے مے فروشم عشوہ داد

کہ ایمن گشتم از مکر زمانہ

ہوا جب میں نہایت شاد و خرم — تو رکھکر سر قدم پر اسکے ہر دم
کہا میں نے اسے اے ساقی جم — بدہ کشتی مے تا خوش برانم

ورین دریائے ناپیدا کرانہ

کہا ہے گر مجھے منزل سے محرم — تو رستے میں نچھوڑائے خضر عالم
کہا جب میں نے یہ نکتہ تو اُس دم — زساقی کمان ابرو شنیدم
کہ اے تیر ملامت را نشانہ

یہ رہ باریک ہے اور تو ہے فربہ — گمان اس عزم کے ہرگز نکر رہ
گمان و وہم کی جاگہ نہیں یہ — برو این دام بر مرغ دگرنہ
کہ عنقا را بلندست آشیانہ

اگر ہے تجھکو اس رہ سے سروکار — تو ہو سب ماسوا سے تارک آیار
نہ رکھیو بوخودی کی کچھ خبردار — نہ بندی زان میان طوق کمر دار
اگر خود را بہ بینی درمیانہ

وہی عاشق وہی معشوق دلجوست — وہی تو اور وہی مغز اور وہی پوست
وہی حامی وہی دشمن وہی دوست — شراب و ساقی و شاہد ہمہ اوست
خیال آب گل در رہ بہانہ

نظیر اب چونتو شیدائیست حافظ — تن خاکی عجب جائیست حافظ
نہ دریائی نہ صحرائیست حافظ — وجود ما معمائیست حافظ
کہ تحقیقش فسون ست و فسانہ

خمسہ ثانی

تھا جو ازبسکہ میں عصیاں میں شراب آلودہ — طاعت مکر سے رہتا تھا حجاب آلودہ
اہل تقوی کا سجدہ دانہ و آب آلودہ — دوش رفتم بدر میکدہ خواب آلودہ

خرقہ تر دامن و سجادہ شراب آلودہ

لیکیا شوق جو واں سبکو اُٹھا دوش بدوش
جاتے ہی در پہ گرا پیرِ مغاں کے مدہوش
دیکھکر مجھکو پڑا خواب میں غفلت کے خموش
آمد افسوس کناں مغبچۂ بادہ فروش

گفت بیدار شو اے رہرو خواب آلودہ

جب میں جاگا تو کہا اُس سے یہ شیریں سخنی
یعنی ہے جان تری عشق مجازی کی بنی
دور کر دل سے یہ غفلت جو ہے خوباں کی بنی
بہوائے لب شیریں دہناں چند کنی

جوہر روح بہ یاقوت مذاب آلودہ

اے ہوسناک یہ ہے میکدۂ قدس مقام
بیٹھے مستانِ ازل کرتے ہیں یاں شرب مدام
تو بھی وہ مے جو پیا چاہے تو اے نیک انجام
شست و شوئے کن و آنگہ بخرابات خرام

تا نگردد ز تو این دیر خراب آلودہ

گر تجھے عشق حقیقی نے ہے کچھ دی توفیق
تو تو سیکھ آن کے یاں اہل طریقت کا طریق
ایک ادنیٰ سا یہ اُس عشق کا نکتہ ہے دقیق
آشنایانِ رہِ عشق درین بحر عمیق

غرق گشتند و نگشتند بآب آلودہ

یہ وہ دریا نہیں تو جس میں کرے آ کے شنا
یہ تو ہے معدنِ انوارِ یقین صدق و صفا
گر تو چاہے کہ یہاں آوے تو اے غرقِ بلا
پاک صافی شو و از چاہ طبیعت بدر آ

کہ صفائی ندہد آب تراب آلودہ

ہے تو بہتر ترے اے نطق عشق میں اپنا خانہ بدوش
کل عجب طرح کا اک نکتہ ہوا گوہر گوش
کچھ جو حافظ سے کہا یار نے ہو دوش بدوش
گفت حافظ بر و این نکتہ بیاران مفروش

آہ ازین لطف بانواع عتاب آلودہ

خمسہ بر غزل خود

تھا وصل کا جب طور تو تھا دل میں دوبالا
ویسا ہی فلک نے یہ خلل ہجر کا ڈالا
کیونکر نہ بہے اشک سے اب اشک کا نالا
پھر ہو کے خفا روٹھ گیا ہم سے وہ لالا
اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا

تجھ کو مرے سامنے ہرگز نہ بچھانو
اثبات جو کرنا ہے تو اس بات کو چھانو
یہ جھوٹ نہیں تم اسے مانو کہ نہ مانو
شیریں کے در اوپر یہ جو ہے شیر جانو
فرہاد کے لوہو کا چھلکتا ہے پیالا

بچھڑے تھے کبھی ہم سے ہوا تھا نہ جدا وہ
کل اس کے تئیں لیگیا اک شوخ جفاجو
جیتا ہے خدا جانے و یا مر گیا رو رو
کیا جانیے کس حال میں ہوویگا عزیزو
دل آج مرا اسلمہ اللہ تعالے

ہے گرچہ لڑکپن ہی میں بھی شوخ وہ مشہور
پر دم میں کسیکے نہیں آتا ہے یہ مقدور
کیا کیا میں کروں اسکی اب عیاری کا مذکور
بوسے کی طلب کی تو کہا ناز سے چل دور
اور دل کو کہا لے تو وہیں ہنس کے کہا لا

دل سب سے اٹھا جان تجھے میں جو چاہا
جو ظلم و ستم تو نے کیا میں نے اٹھایا
اب نزع میں ہوں تیرے تغافل سے اہاہا
رک رک کے ترے ہجر میں اے رشک مسیحا
مرتا ہوں مری اب کوئی جینے کی دوا لا

اس شوخ کو یارو کوئی یہ جا کے سناؤ
یعنی مجھے اس ہجر کے زندان سے چھڑاؤ
کچھ باقی نہیں مجھ سے تم اب ہاتھ اٹھاؤ
مجھ ضعف کے مارے کو نہ زنجیر پنہاؤ
کافی ہے مرے قید کو اک مکڑی کا جالا

کل ہو گیا اس صفِ مژگان سے مقابل / بسمل سا تڑپتا تھا سرِ شام سے گھائل
چپ ہونے سے اب مجھکو یقین ہو گیا کامل / شاید کہ مُوارات کو سینے مین مرا دل
سینے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا

سنے زر ہے مرے پاس جو اُس شوخ کو دیوُن / سنے زور کہ دھمکا کے اُسے پاس بلاؤن
کچھ بن نہین آتا ہے کیسے جا کے سناؤن / گر بس ہو مرا تو مین کسی چور سے کہدون
جا آج پلنگ اُسکے تو سونے کا اُٹھا لا

دنیا مین جو کرتا ہے کسیکی کوئی اب چاہ / سب ناز اُٹھاتا ہے وہ اُس شوخ کے دلخواہ
خوبان کے مزاجون سے ابھی تو نہین آگاہ / وہ آپ سے روٹھا نہین ملنے کا نظیر آہ
کیا دیکھے ہے چل پانوُن پڑا اور اُسکو منا لا

در بیان فنا

پڑھ علم گئے اس دنیا مین گر کامل فہمی ادراک ہوئے / اور لاد کتابین اونٹون پر پھرتی کے دراک ہوئے
معقول پڑھے منقول پڑھے منطق مین چالاک ہوئے / یان جتنے علم کے دریا ہین آن دریا کے پیراک ہوئے
سب جتنے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

مشہور حکیم اور بید ہوئے یان پڑھ کر علم طبابت کا / دالان کتابون کے اور نسخون سے صندوق بھرا
جب موت مرض نے آن لیا سب بھولا بتل تو کار دوا / گو نسخے لاکھ مجرب تھے پر کام نہ آیا اک نسخہ
سب جتنے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آ کر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

یا مست شرابی رند ہوئے یا زاہد با مقدور ہوئے / یا پیکر و شاد ہوئے یا چلو مین مسرور ہوئے

جب عمر کے پیالے دونوں کے آ ساعت پر معمور ہوئے — یاں جتنے تسبیح و دور ٹوٹے واں ساغر شیشہ چور ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

اس دنیا کی دھن دھوت میں گر شاہ سلیماں جاہ چلے — یا ٹھہرے میر وزیر اعظم یا راجہ ٹنکر آہ چلے
سن دیکھ اجل کے لشکر کا تب لیکر گھر کی راہ چلے — نے ہاتھی گھوڑے سنگ گئے نے تخت چتر ہمراہ چلے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

یا حاکم یا محکوم ہوئے یا قائل یا معقول ہوئے — یا خادم یا مخدوم ہوئے یا جاہل یا مجہول ہوئے
زردار ہوئے سردار ہوئے مردود ہوئے مقبول ہوئے — کچھ اور نہ دیکھا آخر کو سب ناحق ہی میں دھول ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

گر سبز ملی زہر ہوئے یا بخشش میں تریاک ہوئے — یا مخمل ہو سر پیشوں کے یا خالی پاتوں ڈھاک ہوئے
یا عمر گذاری عشرت میں یا سو غم سے غمناک ہوئے — پھل پھول بھی کھا گلشن کے یا کلیوں کے خاشاک ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

دربیان موت

دنیا کے بیچ یارو ستی بیت کا مزا ہے — جیتوں کے واسطے ہی یہ ٹھاٹھ سب ٹھٹھا ہے
جب مر گئے تو آخر پھر خاک کیا ہے — نے باپ ہے نہ بیٹا نے یار آشنا ہے
ڈرتی ہے روح یارو اور جی کلپتا ہے — جس کا نام موت اور مرنا بری بلا ہے

جیتوں کے دل کو ہر دم کیا عیش پے بہ پے ہے
جب مر گئے تو ہرگز مے ہے نہ کوئی شے ہے
گلزار ناچ شیریں ساقی صراحی مے ہے
اس مرگ کے ستم کو کیا کیا کہوں میں ہے ہے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے

ہر دم کی بات جو تھے مالک یہ اپنے گھر کے
یوں مٹ گئے کہ گویا تھے نقش رہ گزر کے
جب مر گئے تو ہرگز گھر کے رہے نہ در کے
پوچھا نہ پھر کسی نے یہ تھے میاں کدھر کے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے

مرنے کے بعد کوئی الفت نہ پھر جتاوے
جو دیکھے انکی صورت دہشت سے بھاگ جاوے
نے بیٹا پاس آوے نے بھائی منھ لگاوے
اس مرگ کی جفائیں کیا کیا نہیں بتاوے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے

پیتے تھے دودھ شربت اور چابتے تھے میوہ
بچے یتیم ہو گئے بی بی کہائی بیوا
مرتے ہی پھر کچھ ان کا سکھ رہا نہ جیوا
اس مرگ نے اکھاڑا کس کس بن کا لیوا

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے

جب موت سے کسی کا آتا نہیں بیان پھر
ہاتھی یہ چتر ڈنکے یا جبر گھوڑے یہ پھر کہاں پھر
کیا سب کو دیکھتے ہیں یہ باغ و بوستاں پھر
جب مر گئے تو لوگو یہ وقت ہیں کہاں پھر

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بڑی بلا ہے

گھر ہو بہشت جسکا اور بھر رہی ہو دولت
پھر مرتے وقت اُنکو کیونکر نہووے حسرت
اسباب عشرتوں کے محبوب خوبصورت
کیا سخت بے بسی ہے کیا سخت ہے مصیبت

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

کھانے کو اُسکے نعمت سو سو طرح کی آتی
کوڑی کی جھونپڑی بھی چھوڑی نہیں ہے جاتی
اور وہ نباہ دین ڈاڑھ دیکھو ٹک اُسکی چھاتی
لیکن نظیر سب کچھ یہ موت سے چھڑاتی

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

در رازداری محبوب

سُن لے اے شوخ گلبدن نادان
اس طرح بھر کے مُنہ چبا کر پان
تجھے کہہ کہہ کے ہم ہوے حیران
غیر سے تو ہنسا نہ کر ہر آن

اس میں ہوگا ہمارے جی کا زیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

گلبدن تالیاں بجا دیں گے
کتنے آنکھوں میں مسکرا دیں گے
غنچہ لب مُنہ بنا چڑھا دیں گے
کتنے آئینہ لا دکھا دیں گے

کیسا چھیڑینگے ہر گھڑی ایجان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو جو خوباں میں خوار ہووے گا
ہاتھ پھر سر پہ رکھ کے رووے گا
اپنی سب دلبری ڈبووے گا
بات سب مُفت اپنی کھووے گا

کچھ نہ پھر بن سکیگا اے نادان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کل تو وان ایک گورا لڑکا
ہم تو جانین وہ صاف تھا جھوٹا
اپنے یارو نہین کچھ وہ کہتا تھا
یا خدا جانے تھا وہی سچّا

تو تو اسطور کا نہین انسان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پوچھا کہ کیا لیا بوسا
مین کہا ہاتھ سینے پہ پھیرا
وہ تو کچھ اور اور ہی چرکا
اُسنے سودا ہے ہار لا ڈالا

جانے اب اُس کا دین اور ایمان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے اُس سے کہا تو جھوٹا ہے
بولا صاحب تمھین تو سودا ہے
کیا وہ ایسا خراب و رسوا ہے
وان تو جھگڑا ہی سارا پرچھا ہے

کیا تمھارے ہین بند ابتک کان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پھر بات کھود کر پوچھی
بولا وہ تم تو سنتے ہو کم جی
کیا کسی سنے لگا لیا چھاتی
اجی ترکی ہی وان تمام ہوئی

جب تو کچھ ہم بھی ہو گئے حیران
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

اور بھی اُسکے چرچے ہوتے تھے
کتنے موتی کٹھڑے پروتے تھے

کتنے سن سن کے ہوش کھوتے تھے ہم اسی دن کو یار روتے تھے

آخر اُٹھے تو یہ سنئے طوفان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کہ بھلا وہ جو کچھ کہے تھا جب کچھ ہے سچ یا کہ جھوٹ ہے یہ سب
آہ اب ہمکو اِس سے کیا مطلب سچ بھی ہوگا تو تو کہے گا کب

شرم کا ہے کو کھلنے دے گی زبان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو جو راتوں کو اُسمین جاتا ہے جیمین پھولا نہین سماتا ہے
قہقہے مار کھلکھلاتا ہے ہمکو اب پھر یہ ہول آتا ہے

کہین ویسے ہی پھر نہو بہتان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آج جانا کہین جو ہے ٹھانا دیکھیو اِن کے ساتھ مت جانا
آفت اس حسن پر تو مت لانا اُنکے زنہار دم مین مت آنا

اُن سے ڈرتا ہے ہر گھڑی شیطان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو بھلا گو کہ ہوشیار رہا پھر دیا جب نشا وغا سے پلا
تجھے غافل نشے مین جب پایا پھر اچھوتا کسی نے کب چھوڑا

رحم کر اپنے حال پر اے جان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آگے وہ بات یاد ہے پیارے
پہ وہ طوفان تو گھٹے اُن کے
گر چہ سچ کچھ نہ تھی خدا نہ کرے
ہم تو اب تک ہین اُس سے شرمندے

بلکہ تجھکو بھی خوب ہون گے دھیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کیون ستمگر یہ کیسی بات ہوئی
نوبت اب یان تلک تو آ پہونچی
اُسنے جو کچھ کہی سو تو نے سہی
اب نقارے ہی بجتے ہین باقی

دیکھ عاشق نظیر کو پہچان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

در تعریف پنجتن پاک

ہے دل مین میرے یاد جو بارہ امام کی
یہ بیت مجکو ورد ہے ہر صبح و شام کی
اور آرزو ہے ساقی کوثر کے جام کی
تسبیح ہزار دانہ ہے اور اُنکے نام کی

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اول تو دل ہو صاف دوم جسم تابناک
چوتھے عدو کا غیب سے ہو جاوے سینہ چاک
سوم کہاؤن دونو جہانین ہم سے پاک
اور پانچوین مین ڈالون مخالف کے سر پہ خاک

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

تن ہے سو پاک صاف معطر ہو مثل پھول
دونون جہانین خوش ہون از خاطر رسول
ہو روح شاد دل نہو میرا کبھو ملول
روزہ نماز ورد وظائف ہو سب قبول

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

بھاگے چڑیل کانپ اُٹھے بھوت اور پلید
ٹل جاوین دیو جنکے نگین سنکر شدید

جن و پری ہوں دل سے مرے آنکر مرید | جیتا رہوں تو شاہ جو مرجاؤں تو شہید
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

نعرہ کروں جو حیدری الجھاویں سب پہاڑ | تھراویں چشمہ سار ہلیں ڈر سے بوٹے جھاڑ
گر خارجی ہو آوے مرے آگے مثل تاڑ | پکڑ ٹکیو اُسکی پھینک کے داڑھی کو دوں اُکھاڑ
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اے دوستو عجب ہے بنا پنجتن کا نام | جسکے طفیل اتنے بر آتے ہیں سب کے کام
جو ہیں سو ہیں یہی ختم الخیر والسّلام | اور میں جو ہوں نظیرؔ تو کہتا ہوں صبح و شام
سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

در اظہار نعمت ہائے خدا

یہ نعمتیں عیاں ہیں جو عالم کے واسطے | ہینگی یہ سب میاں اسی دم کے واسطے
کچھ تن کے واسطے ہیں کچھ اشکم کے واسطے | ہیں بیش بیش کے لیے کم کم کے واسطے
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

محبوب گلعذار پریزاد سرخ قام | مطرب شراب ساقی و مینا صراحی جام
ناز و ادا و چوچلے دولت کی دھوم دھام | ہستی نشاط و عشرت و عیش و طرب تمام
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

اسباب عشرتوں کے ہیں جتنے جہاں تہاں | گلدان پاندان عطردان زعفران
حقّے بھبکے چھڑکتے ہیں اور سیخ پیچوان | مشک و گلاب عطر و چمن باغ و بوستان

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

جتنے جواہرات ہیں سرخ و سفید لال
یاقوت لعل ہیرے و نیلم فلک مثال
فیروزہ مونگا موتی و پکھراج خوش خصال
زر سیم فوج حشمت و املاک گنج و مال
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

میوے ہیں جتنے خشک و تر اس باغ میں لگے
بادام پستے داکھ چھوہارے و کھوپرے
خربوزے آم جامن و لیموں چکوترے
نارنگی و انار بھی کیلے و سنگترے
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

دنیا میں جتنے لوگ ہیں کیا شاہ کیا فقیر
سب سکھ میں ہیں پر ایک اک ڈھنگ میں ہے اسیر
کیا عشرتیں بہار کی کیا عیش دلپذیر
جن جن کا جتنے نام لیا اب میاں نظیر
سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

در بیان تلاش زر

دنیا میں کون ہے جو نہیں مبتلائے زر
جتنے ہیں سب کے دل میں بھری ہے ہوائے زر
آنکھوں میں دل میں جانوں میں سینے میں جائے زر
ہمکو بھی کچھ تلاش نہیں اب سوائے زر
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

کتنے تو زر کو نقش طلسمات کہتے ہین
کتنے خدا کی عین عنایات کہتے ہین
اور کتنے زر کو کشف و کرامات کہتے ہین
کتنے اسکو قاضی الحاجات کہتے ہین

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

آبِ طلا کی بوند بھی اب جسکے ہاتھ ہے
دنیا مین عیش و پن بھی عشرت کے ساتھ ہے
وہ بوند کیا ہے چشمۂ آب حیات ہے
زر وہ ہے جس سے دونون جہانمین نجات ہے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

زر کھان مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے
دیوار مین لگا ہے تو وان بھی بہار ہے
شمشیر پر چڑھا ہے تو وان بھی بہار ہے
گر خاک مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

زر کے دیے سے پیر اور استاد نرم ہو
جو شوخ سنگدل ہے پریزاد نرم ہو
زر کے سبب سے دشمن ناشاد نرم ہو
زر وہ ہے جسکو دیکھکے فولاد نرم ہو

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

کپڑے پہ گر لگا ہے طلائی کلابتون
ہو دسترس تو چور اُچکے کو کیا کہون
مین اُسکے تار تار کی تعریف کیا لکھون
میرے بھی دل مین ہے کہ مین ہی اسکو چھین لون

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

جا لوگ روم شام میں زر کو کماتے ہیں
دکھن سے زر کے واسطے سب بانکو آتے ہیں
ماچین چین زر کے جہاز آتے جاتے ہیں
اور یہاں سے زر کے واسطے دکھن کو جاتے ہیں

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

سونے کی جدولیں جو کتابوں میں عام ہیں
جنکے ورق ورق ہی سنہرے تمام ہیں
وہ جدولیں وہ رنگ سونے کے کام ہیں
سب میں زیادہ انکی قیمتیں ہیں نام ہیں

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

اب جنکے گھر میں ڈھیر ہے سونے کے دام کے
سب ملکے پاؤں چومتے ہیں آکے غلام کے
ہر اک امیدوار ہیں ان کے غلام کے
کیا رتبے ہیں طلا سے علیہ السلام کے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

کتنوں کے دل میں دھن ہے کہ زر ہی کمائیے
کہتا ہے کوئی ہائے کہاں زر کو پائیے
کچھ کھائیے کھلائیے اور کچھ بنائیے
کیا کیجیے زہر کھائیے اور مر ہی جائیے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

سونا اگرچہ زرد ہے یا سرخ فام ہے
سب میں زیادہ حسن کی الفت کا دام ہے
لیکن تمام خلق کو اس سے ہی کام ہے
زر وہ ہے جسکا حسن بھی ادنیٰ غلام ہے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

ہوتی ہیں زر کے واسطے ہر جا چڑھائیاں
بندوقیں اور برچھیاں کہیں توپیں لگائیاں
کٹتے ہیں ہاتھ پاؤں گلے اور کلائیاں
گل زر کی ہو رہی ہیں جہاں میں لڑائیاں

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

جتنی جہاں میں خلق ہے کیا شاہ کیا وزیر
پیر و مرید مفلس و محتاج اور فقیر
سب ہو رہے ہیں زر کے جال میں جی جان سے اسیر
کیا کیا کہوں میں خوبیاں زر کی میاں نظیرؔ

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

دربیان شکوہ گذاری محبوب

اُس شوخ کے ستم کا گلہ آہ کیا کروں
تن سوکھ کر ہوا ہے مرا کاہ کیا کروں
بہتے ہیں اشک شام و سحر گاہ کیا کروں
ملتا نہیں ہے تو بھی وہ گمراہ کیا کروں

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

جس دن اُس آشنا کے چھٹا ہے مرا نصیب
دل بھر کے ایک دن نہ ہوا دیکھنا نصیب
ہوں جاگتی میں تو بھی نہیں جاگتا نصیب
کن سختیوں میں آن پڑا اب میں یا نصیب

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

ادھر تو مجھکو قتل کرے ہے وہ نیک نام
اودھر کیا ہے ہاں میں اجل نے مجھے پیام
اب یار کو مناؤں کہ رکھوں اجل کو تھام
اس کشمکش میں اب کہو کیا کروں میں کام

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

گر یار کی خوشی نکروں تو وہ ہو خفا
عرصہ تمام زندگی کا سو گھڑی پہ آ لگا
اور جو اجل کو رد کروں تو مانے ہے وہ بلا
اس دو گھڑی میں آہ میں کیا کیا کروں بھلا

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

گر اپنی زندگانی کا کرتا ہوں میں حساب
کیونکر نہ بہہ ہے غم سے مرے آنسوؤں کا آب
پل مارنے کی دیر ہے پانی کا جوں حباب
اتنی سی زندگی میں بھی کیا کیا سہوں عذاب

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

جو جی چھپا کے اب نہ سہوں یار کی جفا
اور جی کو دیکھتا ہوں تو اک دم کی ہے ہوا
تو عاشقوں کے بیچ کہاتا ہوں بے وفا
ان مشکلوں کے بیچ کروں آہ اب میں کیا

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

گر ہاتھ دھو کے بیٹھ رہوں بے بسی میں گھر
اور یار سے کہوں تو وہ کرتا نہیں نظر
تو لوگ طعنہ دیتے ہیں ہنس ہنس کے گھر بہ گھر
اس بیکسی میں آہ نہ کیوں پٹکوں اپنا سر

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کروں
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کروں

نے آہ کا مکان ہے نہ رہنے کی سب جگہ
نے دل کو صبر ہے نہ دلدار منہ لگا

اگر ایک غم پڑے تو اُسے جی مر ا اُٹھائے
اُس آسمان پیٹھے کو کہوں کس سے اب میں ہائے

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

چاہوں کہ تجھکو عشق میں اپنے کروں اسیر
تو دور بھاگتا ہے مجھے جان کر حقیر
سنے مجھکو قتل کرتا ہے ظالم نہ دستگیر
کیا بے طرح کے غم میں پھنسا ہوں میں اے نظیر

فرصت تو سانس کی بھی نہیں آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

خمسہ در منقبت حضرت علی علیہ السلام

علی کی یاد میں رہنا عبادت اسکو کہتے ہیں
علی کا وصف کچھ کہنا سعادت اسکو کہتے ہیں
علی کی مدح کا پڑھنا کرامت اسکو کہتے ہیں
علی کے نام کا لینا حلاوت اسکو کہتے ہیں
علی کی حب میں مرجانا شہادت اسکو کہتے ہیں

اُسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشید انور نے
اُسی کو لافتیٰ ہر دم کہا اللہ اکبر نے
اُسی کو لحمک لحمی کہا جان پیمبر نے
اُسی کو دی ولی کہا اُس شاہ برتر نے
خدا و مصطفیٰ سے ہم قرابت اسکو کہتے ہیں

کیا مولا سے میرے گر کسی نے اک سوال آ کر
جو مانگا اک شتر اسکو دلائے سیکڑوں اشتر
اگر کچھ زر کی خواہش کی تو بخشے اسقدر گوہر
کہ اسکا گھر بھرا اور اسکے ہمسایوں کا گھر باہر
کریم و اہل ہمت ہیں سخاوت اسکو کہتے ہیں

امیر المومنین گر دشت میں پڑھنے نماز آویں
صفیں حور و ملک غلمان و جن و انس کی لاویں
وہیں قامت کے کہنے کے لیے جبریل آ جاویں
مرا مولا ہر اک تکبیر پر [illegible] ہی دکھلاویں

نبوّت کے جو مالک ہین امامت اسکو کہتے ہین

اسی نے ایک حملہ سے گرایا باب خیبر کا — کرو روں کافرون سے جا لڑا وہ ایک تن تنہا
جو بیر العلم مین کوہ کے دیوؤن کو جا مارا — ہزاروں پہلوانون سے کبھی نپا نہ منھ موڑا

بہادر بے بدل یکتا شجاعت اسکو کہتے ہین

کہا اُس شاہ نے روز قیامت مین جو آؤنگا — وہان عرصات مین اپنے محبّون کو جو پاؤنگا
کھڑا ہو عرش کے آگے سبھونکو بخشواؤنگا — پلا کر جام کوثر سب کو جنت پہونچاؤنگا

علی کے دوستون سُن لو شفاعت اسکو کہتے ہین

نظیر آوے وہ دن جو شاہ کو سب دوستان دیکھین — تو جنت مین کے صدقے سے اُنکو ہم بھی وان دیکھین
اور اب دنیا مین آنکھون سے نجف کا آستان دیکھین — سرون پر اپنے وہ دامان عالی سائبان دیکھین

قسم ایمان کی ہم عین راحت اسکو کہتے ہین

در منقبت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نور ظہور خالق اکبر کو کیا لکھون — روح روان جسم پیمبر کو کیا لکھون
دریائے معرفت کے شناور کو کیا لکھون — دونون جہان کے گوہر انور کو کیا لکھون

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

گر تو اُسکا دیکھ کہون شمس اور قمر — وہ اُسکا ذرّہ نور کا وہ اُسکا فیض بر
تارے تو جو ستارے ہین اُس نقش پا ادبر — اور قطب بھی تو اُس سے ہی قائم ہے بے خطر

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

گر فی المثل مین اُسکو کہون رشک جنان — جھکتی ہین بار خیبر سے جنت کی ڈالیان
اور جو بھلا مین خوبی رضوان ورون نشان — سو وہ بھی اسکے باغ کا ادنیٰ ہے باغبان

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

اور جو کہون کہ چشمۂ آبِ حیات ہے
اُسکے عرق سے جسم کے یہ قطرہ جات ہے
یا خضر ہے تو یہ کوئی کہنے کی بات ہے
اور اُسکی اُسکے فضل سے یار و نجات ہے

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

اُس شاہ کے اگر لب و دندان کی صفا
سنو وہ تو صدقے ہو کے رہا خاک مین گڑا
کہوے کوئی کہ لعل و گہر ہین یہ بے بہا
اور یہ بھی ہو نثار سدا آب مین رہا

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

شاہا تری جو مدح بناتا ہے اب نظیر
لیکن قلم کو ہاتھ لگاتا ہے جب نظیر
تیرے سوا کسی کا کہاتا ہے کب نظیر
صلوٰۃ پڑھکے یہ ہی سناتا ہے تب نظیر

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

در مدح حضرت سلیم چشتی ولی خدا قدس اللہ سرہٗ

ہین دو جہان کے سلطان حضرت سلیم چشتی
سرِ دفترِ مسلمان حضرت سلیم چشتی
عالم کے دین و ایمان حضرت سلیم چشتی
مقبولِ خاص یزدان حضرت سلیم چشتی

سردار ملکِ عرفان حضرت سلیم چشتی

برقِ اسد کی رونق عرش برین کے تارے
یہ بات جان و دل سے کہتے ہین سب پکارے
گلزارِ دین گلبن اللہ کے سنوارے
تم وہ ولی ہو برحق جو فیض سے تمہارے

عالم ہے باغ و بستان حضرت سلیم چشتی

شاہ ہو نگے یا دشاہ ہو یا تاج با لوا ہو
خلقت کے رہنما ہو دنیا کے مقتدا ہو
اور قبلۂ صفا ہو اور کعبۂ ضیا ہو
تم صاحبِ سخا ہو محبوبِ کبریا ہو

ہے تم سے زیب امکان حضرت سلیم چشتی

شاہ و گدا ہین تابع سب تیری مملکت کے
پروردہ ہین تمھارے سب خوان مکرمت کے
لائق تمھین ہو شاہا اس قدر و منزلت کے
شاہا شرف تو تجھ سے خالق کی سلطنت کے

اور تم ہو میر سامان حضرت سلیم چشتی

ہے نام پاک تیرا مشہور شہر و بن مین
ہین خلق کی تمھارے خوشبو گل و سمن مین
کرتی ہین یاد تمکو بیجان ہین جو تن مین
خدمت مین ہین تمھاری فردوس کے چمن مین

جنت کے حور و غلمان حضرت سلیم چشتی

کعبہ سمجھ کے اپنا مشتاق تیرے در کو
وصاف تیرے ہردم لاتے ہین سیم و زر کو
کرتے ہین آ زیارت دل سے جھکا کے سر کو
پڑھتے ہین مدح تیری گلشن مین ہر سحر کو

ہر بلبل خوش الحان حضرت سلیم چشتی

ہے سلطنت جہان کی سب تیرے زیر فرمان
خوان کرم پہ تیرے ہے خلق سارے مہمان
چاکر ہین تیرے در کے فغفور اور خاقان
ہین حکم مین تمھارے جن و پری و انسان

ہر وقت کے سلیمان حضرت سلیم چشتی

تم سب ہو معظم اور سب ہو مکرم
اور خوبیان جہان کی تم پر ہوئین مسلم
خلقت ہوئی تمھاری سب نور سے مجسم
ابر کرم سے تیرے دائم ہے سبز و خرم

عالم کا سب گلستان حضرت سلیم چشتی

پشت و پناہ ہو تم ہر اک گدا و شہ کے
منزل پہ آ کے پہونچے سالک تمھاری رہ کے
محتاج ہین تمھارے اک لطف کی نگہ کے
خاک قدم تمھاری اور چشم مہر و مہ کے

ہو روشنی کے سامان حضرت سلیم چشتی

چشم و چراغ ہو تم اب جملہ مومنین کے ۔۔۔ روشن ہین تجھ سے پیرو سب آسمان زمین کے
بیشک ضیائے دل ہو ہر صاحب یقین کے ۔۔۔ ذرہ نہین تفاوت تم آسمان ہو دین کے

ہو آفتاب رخشان حضرت سلیم چشتی

عالم ہے سب معطر تیرے کرم کی بو سے ۔۔۔ حرمت ہے دوستون کو حضرت تمھارے رو سے
یہ چاہتا ہون اب مین سو دل کی آرزو سے ۔۔۔ رکھیو نظیر کو تم دو جگ مین آبرو سے

اے موجد ہر احسان حضرت سلیم چشتی

در بیان عرس حضرت سلیم چشتی

ہے یہ مجمع نکو سرشتی کا ۔۔۔ ذکر کیا یان گنہ کی زشتی کا
بحر ہے عارفون کی کشتی کا ۔۔۔ فخر ہے حرف سرنوشتی کا

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

باغ جنت ہے آج یہ درگاہ ۔۔۔ پھول پھولے ہین فیض کے دلخواہ
دیکھ رضوان بہاریان کی واہ ۔۔۔ دل مین کہتا ہے دمبدم واللہ

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

یہ تجلی نہ سیم و زر سے ہے ۔۔۔ ابر رحمت کا نور برسے ہے
حور و غلمان کی روح ترسے ہے ۔۔۔ اور اشارہ یہی نظر سے ہے

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

صحن درگہ کا ہے باغ اور بستان | اور ہین زردار سب گل و ریحان
جس مین سب پھول پھول ہوں شادان | یہی کہتے ہین ہر گھڑی ہر آن

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

بسکہ خلقت بھری ہے لالون لال | گھر مکان ہے گلون سے مالامال
حسن راگ اور مشائخون کے حال | بھیڑ غل شور اور یہ قال مقال

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

کھل رہا ہے چمن جو فیض بھرا | جھرنا گویا ہے حوض کوثر کا
قدسیان دیکھ وہ بہشت سرا | سب پکارے ہین یون اہا ہا ہا

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے درگہ مین فیض اٹھاتے ہین | کتنے جھرنے مین جا نہاتے ہین
کتنے نذر و نیاز لاتے ہین | کتنے خوش ہو یہی سناتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

عرس درگاہ کے جو دیکھی واہ | اور ہین گل کھلے ہین خاطر خواہ
بلبلون کی طرح چہک کر آہ | سب یہی کہہ رہے ہین کر کے نگاہ

رشک ہے گلشن بہشتی کا | عرس حضرت سلیم چشتی کا

ہے بہم دور دور کا عالم
سبز و سرخ و سفید و زرد بہم
سب خوشی ہو کے جوں گل شبنم
دیکھے شیریں ہیں یہ کہتے ہیں ہر دم

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

بھیڑ ہے انبوہ خلق کی کثیر
بادشاہ و گدا و میر و وزیر
طفل و پیر و جوان غریب و فقیر
سب سبھوں کی زبان پہ یہ تقریر

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے دامن سمیٹے بھی پھرتے ہیں
غنچہ لب گلبدن بھی پھرتے ہیں
شوخ گل پیرہن بھی پھرتے ہیں
دلبر بادل شکن بھی پھرتے ہیں

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے نظروں سے زخمی ہوتے ہیں
کتنے دل اپنا مفت کھوتے ہیں
کتنے الفت کے تخم بوتے ہیں
کتنے موتی کھڑے پروتے ہیں

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

جانشیں ہیں جو صاحب مسند
عارف الحق میاں علی احمد
انکی خوبی نظیر ہے بے حد
سب انہیں کا رسک ہیں خلق بیحد

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

در بیان کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رکھ اپنے دلمیں جو آدم کے بن کلمہ محمدؐ کا
اور اپنی انگلیوں اوپر بھی گن کلمہ محمدؐ کا
پڑھے ہیں سب پری اور دیو جن کلمہ محمدؐ کا
مسلمان ہے تو مت بھول ایک چھن کلمہ محمدؐ کا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمہ سے کھلتا ہے سدا جنت کا اک اک در
یہی کلمہ لکھا ہے عرش اور کرسی کے ماتھے پر
اسی کلمے کو پڑھتے ہیں چمن کے پھول سب ملکر
یہ سب کلموں سے بہتر ہے یہ سب کلموں سے ہے برتر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہ وہ کلمہ ہے جس کا ہے سہارا ان نبیوں کو
اسی کلمے کے پڑھنے سے گئے ہیں لوگ عرفاں کو
اسے حور و ملک غلمان پڑھتے ہیں سحر شب کو
وہ بیشک جنتی ہیں ایک باری جو پڑھیں اسکو
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے کی برکت سے تو یاں بھی سلامت ہے
اگر یاں سے تو جاویگا تو پھر واں بھی سلامت ہے
پڑھیگا جو اسے اسکا دل و جان بھی سلامت ہے
اسی کی عاقبت بھی خیر و ایمان بھی سلامت ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کے نور سے خورشید کہلاتا ہے نورانی
اسی کلمے کے باعث چاند کی روشن ہے پیشانی
اسی کلمے کے باعث دین و دنیا میں ہے ثنا خوانی
اسی کلمہ کو پڑھتے ہیں فلک رفعت میں ہیں عالی
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے سے اے دل ہیں زمین و آسمان روشن
سے خورشید و تارے عرش و کرسی لامکان روشن
اسی کلمے سے جنت کے باغ اور باغبان روشن
غرض جنت تو کیا اس سے تو ہیں دونوں جہان روشن
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

چلیگا چھوڑ کر تو جسگھڑی یہ عالم فانی — پڑیگا قبر کے جا کر اندھیرے میں ہو زندانی
نکیر و منکر آ کر جب کرینگے تجھ پہ طغیانی — یہی کلمہ کریگا وان تری مشکل کی آسانی
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے نے عزرائیل کی ہیبت کو ٹالا ہے — اسی کلمے نے تنگی کو لحد کی کھول ڈالا ہے
پڑیگا قبر کا تجھ پر میاں وہ دن جو کالا ہے — یہی کلمہ ترا وان بھی اندھیرے کا اجالا ہے
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

صف محشر میں جب دہشت کا تجھ پر وار اتریگا — یہی کلمہ ترا اُس جا رفیق اور یار اتریگا
گنا ہونکا ترا جتنا ہے بوجھ اور بھار اتریگا — اسی کلمے کی دولت سے میاں تو پار اتریگا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہاں جب پل صراط اوپر تو اپنا پیر جاوے گا — تو وہ تلوار کی ہو دھار تیرا پانو کھاوے گا
لگے گا جب تو ڈلنے گرنے تو یہ کلمہ بچا لیگا — یہی بازو پکڑ لے گا یہی تجھکو سنبھالے گا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

سوا نیزے کے اوپر جب کہ ہوگا آفتاب آیا — پھر اک گرمی کی تابش سے پھریگا سخت گھبرایا
پڑیگا جب ترے تن پر بھی شعلہ اُسکا گرمایا — یہی کلمہ چھتر بنکر کریگا تجھ پہ وان سایا
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

تلینگے جب یہاں سب عمل ہر اک کے پلے پر — جو ہلکے ہیں پڑینگے آتشیں گھر میں گھبرا کے
تجھے تولینگے جسدم اُس ترازو کے تلے پر — یہی کلمہ میاں وان بھی ترے ہوویگا پلے پر
پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

جو پوچھیں میں میاں اُنکی تو ہوگی گرم بازاری — یہی ہے جنس جنکی اُنکی وان ہووے گی خریداری

ترا ایماں بھی جب کرنے لگا وان جا سکساری | یہی کلمہ بناویگا ترے ایماں کو وان بھاری

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

پڑیگا العطش کا شور اُس میدان میں جب آکر | پھرینگے پانی پانی کرتے مارے پیاس کے اکثر
ترے بھی جب لگیں گے سوکھنے تالو زبان پیر | یہی کلمہ تجھے پانی پلاویگا میاں بھر بھر

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے دیدار حق کا بھی دکھاویگا | محمدؐ کی شفاعت سے بھی تجھکو بخشواویگا
بہشتی کر کے حلہ نور کا تجھکو پنہاویگا | بڑی عزت بڑی حرمت سے جنت میں لیجاویگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے وان جام کوثر کا پلاویگا | یہی کلمہ تجھے گلزار جنت کے دکھاویگا
یہی کلمہ ترا منھ چاند سا روشن بناویگا | یہی کلمہ ترے ہر وقت وان پر کام آویگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ نجات اور مغفرت کا ہے ترے چارا | اسی کلمہ سے تیری روح ہوگی عرش کا تارا
اسی کلمہ سے ہم تم سب گنہگاروں کا چھٹکارا | اسی کلمہ سے ہوگا دین اور دنیا میں نستارا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

میاں اب جو یہ کلمہ ہے یہ حق کی خاص رحمت ہے | یہ صدقے سے رسول اللہ کی ہر پر عنایت ہے
اسی باعث نظیر حضرت اسی کی وان شفاعت ہے | یہی سب مومنوں کے واسطے افضل عبادت ہے

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

راگنی

چلی آتی ہے اب تو ہر کہیں بازار کی راگنی | سنہری سبز ریشم زرد اور گلنار کی راگنی

بنی ہے گو کہ نادر خوب ہر سردار کی راکھی ‌‌ سلونوں میں عجب رنگیں ہے اُس دلدار کی راکھی

نہ پہونچے ایک گل کو یار جس گلزار کی راکھی

عیاں ہے اب تو راکھی بھی چمن بھی گل بھی شبنم بھی ‌‌ جھمک جاتا ہے موتی اور جھلک جاتا ہے ریشم بھی

تماشا ہے اہا ہا ہا غنیمت ہے یہ عالم بھی ‌‌ اُٹھانا ہاتھ پیارے واہ وا ٹک دیکھ لیں ہم بھی

تمہاری موتیوں کی اور زری کے تار کی راکھی

مچی ہے ہر طرف کیا کیا سلونوں کی بہار اب تو ‌‌ ہر اک گلرو پھرے ہے راکھی باندھے ہاتھ میں خوش ہو

ہوس جو دل میں گزری ہے کہوں کیا آہ میں تم کو ‌‌ یہی آتا ہے جی میں بن کے باہمن آج تو یارو

میں اپنے ہاتھ سے پیارے کے باندھوں پیار کی راکھی

ہوئی ہے زیب و زینت اور خوباں کو تو راکھی سے ‌‌ ولیکن تم سے اے جان اور کچھ راکھی کے گل بوٹے

دوانی بلبلیں ہوں دیکھ گل چننے لگیں تنکے ‌‌ تمہارے ہاتھ نے مہندی کی انگشتوں نے ناخن نے

گلستاں کی چمن کی باغ کی گلزار کی راکھی

ادا سے ہاتھ اُٹھتے ہیں گل راکھی جو ہلتے ہیں ‌‌ کلیجے دیکھنے والوں کے کیا کیا آہ چھلتے ہیں

کہاں نازک یہ پہونچے اور کہاں یہ رنگ ملتے ہیں ‌‌ چمن میں شاخ پر کب اس طرح کے پھول کھلتے ہیں

جو کچھ خوبی میں ہے اُس شوخ گل رخسار کی راکھی

پھریں ہیں راکھیاں باندھے جو ہر دم حسن کے تارے ‌‌ تو ان کی راکھیوں کو دیکھ اے جاں چاؤ کے مارے

پہن زنار اور قشقہ لگا ماتھے اوپر بارے ‌‌ نظیر آیا ہے باہمن بن کے راکھی باندھنے پیارے

بندھا لو اُس سے تم ہنس کر اب اس تہوار کی راکھی

مخمس ہولی

قاتل جو میرا اوڑھے اک سرخ شال آیا ‌‌ کھا کھا کے پان ظالم کر ہونٹھ لال آیا

گویا نکل شفق سے بدر کمال آیا
جب منہ میں وہ پری رو ملکر گلال آیا
اِک دم تو دیکھ اُسکو ہولی کو حال آیا

عیش و طرب کا ساماں ہے آج سب گھر اُسکے
ازبادہ تا بجاہی بندے ہیں بے زر اُسکے
اب تو نہیں ہے کوئی دنیا میں ہمسر اُسکے
کل وقت شام سورج ملنے کو منہ پر اُسکے
رنگ لے شفق کے سر پر طشت گلال آیا

خالص کہیں سے تازی اک زعفران منگا کر
شیشے میں بھر کے نکلا چپکے لگا چھپا کر
مشک و گلاب میں بھی ملکر اُسے بسا کر
مدت سے آرزو تھی اک دم اگیا پا کر
اک دن صنم پہ جا کر میں رنگ ڈال آیا

ارباب بزم پھر تو وہ شاہ اپنے لیکر
چالاک چیت کافر ہمراہ اپنے لیکر
سب ہمنشین حسب دلخواہ اپنے لیکر
دس بیس گلرخوں کو ہمراہ اپنے لیکر
یوں ہیں بھگونے مجھکو وہ خوش جمال آیا

عشرت کا اُسکے گھر بھی تھا اسباب سب مہیا
ہاتھوں میں دلبروں کے ساغر کسی کے شیشا
بہتا تھا حسن کا بھی آنگن پہ ایک دریا
کمروں میں جھولیوں میں سیروں گلال باندھا
اور رنگ کی بھی بھر کر مشک و پکھال آیا

عیار کی سے پہلے اپنے تئیں چھپا کر
دوڑے گئے یہ لیکر جاتا ہے وہ چھپا کر
جا ہاتھ میں بھی نکلوں اُنہیں جھپٹا کر
اتنے میں گھیر مجھکو اور شور و غل مچا کر
اُس دم بھگو کے تا سر رنگ و گلال آیا

یہ چہل تو کچھ اپنی قسمت سے مچ رہی تھی
کیسا سماں تھا ایسی شادی کی مچ رہی تھی
یہ آبرو کے پہر حسرت سے بچ رہی تھی
اُس وقت تیرے سر پر اک دھوم مچ رہی تھی

اِس وسوسہ مین بھی مجھکو جو کچھ خیال آیا

لازم نہ تھی یہ حرکت اے خوش سیر تجھکو — اظہر ہے سب کہے ہین مل کر شریر تجھکو
کرتے ہین اب ملامت خرد و کبیر تجھکو — لاحول پڑھکے شیطان بولا نظیر تجھکو

اب ہولی کھیلنے کا پورا کمال آیا

مخمس

چمن مین آج نسیم بہار آپہونچی — نوید نکہت گل بے شمار آپہونچی
صدائے قمری و صوت ہزار آپہونچی — جنون کے فوج کی دلپر پکار آپہونچی

ہزار شکر کہ فصل بہار آپہونچی

گئی نسیم کے ہاتھون نکلکے باد سموم — گھٹائین ابر بہاری کی تُل رہی ہین نجوم
تمام صحن چمن مین عجب مچی ہے دھوم — اِدھر گلاب کے اوپر بلبلین کرتی ہین ہجوم

اُدھر ہے مست صفت گلعذار آپہونچی

چمن کی سیر کو آئے ہین ملکے بادہ کشان — ہوا ہے بادہ کشی کا بھی خوب سا سامان
بکا لئے ہین نشے مے کے دلکا سب ایمان — ہوئی ہے گرم چمن بیچ مغبچونکی دکان

شراب و شیشہ و ساغر کی بار آپہونچی

کھلے ہے چارون طرف زرد تختۂ گلزار — چلے ہے سرد صبا اور نسیم عنبر بار
خبر سنی ہے کہ آتا ہے وہ گل رخسار — گئی مصیبت رنج فراق سب اِک بار

کہ اب قریب شب وصل یار آپہونچی

کوئی ہے وحشت کش گل کی آبداری کا — کسی کو ذکر ہے بلبل کی بے قراری کا
نہین ہے یہ وقت مری جان اضطراری کا — نہین یہ وقت ہمی جان آہ و زاری کا

خوشی ہو اب کہ حدِ انتظار آ پہونچی

مخمس بر غزل خود

قمر خجل ہوا خوبی کی جھلک نہ دیکھ سکا
سنہرے رنگ کی کندن دمک نہ دیکھ سکا
گہر بھی لب کے سخن کی ڈھلک نہ دیکھ سکا
ترے جمال کی سورج جھلک نہ دیکھ سکا
کھلی نقاب رہی جب تلک نہ دیکھ سکا

ترے الم میں بہت دخل سو مصورت کو
نہ ہمسری ہو کبھی صاف سے کدورت کو
ملا ہے تجھ سے کہاں آب گل کی صورت کو
تو وہ ہے نور سراپا کہ تیری صورت کو
بشر تو کیا ہے مری جان ملک نہ دیکھ سکا

غم فراق میں جیتے سے ہم جو اکتا گئے
تو ان یار کے کوچے میں جا کے کام آئے
تو واں بھی ذرے ہمارے ہوا نے اڑوا لئے
گلی کی خاک بھی ہو کر نہ ٹھہرنے پائے
ہمیں تو آہ فلک یاں تلک نہ دیکھ سکا

ہوا ہوں سوکھ کے کانٹا میں ہجر میں رو رو
نہ بال اور نہ کمر اب مرے مقابل ہو
کمال ضعف کا اپنے کہوں میں کیا یارو
یہ ناتواں ہوں کہ آیا جو یار ملنے کو
تو صورت اسکی اٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا

پڑا ہے آہ مجھے جب سے شوخ سے پالا
لگا لگا کے لگا جو لگا تیر اور بھالا
نہ جی کو چین ہوا اور نہ دل نے سکھ پایا
گھڑی تو دل کو بیدھا گھڑی جگر چھیدا
ابھی خوشی مجھے وہ اک پلک نہ دیکھ سکا

ابھی تو آہ شیشوں میں شراب ہے باقی
ہمارے پاس کے خالی سبو میں مشتاقی
ہنوز عیش کی یاں ہو رہی ہے بیباکی
رنگا گھٹا نے جواب سے کو دیا ساقی

ہمارے جام کی شاید جھلک نہ دیکھ سکا

کبھی ادھر کو جو قاصد ترا گزر ہووے
دیا کہ راہ نہیں جانتے کہیں وہ تجھ سے ملے
تو آہ بھر کے یہ کہیو تو اُس پری رو سے
نظیر تجھ سے نہ ہوتا کبھی جدا پیارے
مگر یہ عشق حسد سے پلک نہ دیکھ سکا

ولہ در بیان بے ثباتی مراتب دنیا

گر بادشہ ہو کر عمل ملکوں ہوا تو کیا ہوا
دو دن کا نرسنگا بجا بھئوں بھون ہوا تو کیا ہوا
غل شور ملک و مال کا کوسوں ہوا تو کیا ہوا
یا ہو فقیر آزاد کے رنگوں ہوا تو کیا ہوا
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

دو دن تو یہ چرچا ہوا ہاتھی ملا ہاتھی ملا
بیٹھا اگر ہودے اوپر یا پالکی میں جا چڑھا
آگے نقارہ اور نشان پیچھے کو فوج کا پرا
دیکھا تو پھر اک آن میں ہاتھی نہ گھوڑا نے گدھا
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا عشرتوں کے ٹھاٹھ تھے اور عیش کے اسباب تھے
ساقی صراحی گلبدن جام شراب ناب تھے
یا بیکسی کے درد سے بیحال تھے بیتاب تھے
یا اضطراب حال سے وہ صورت سیماب تھے
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا ایک دن وہ دھوم تھی نکلے تھا جب اسوار ہو
ہر دم پکارے تھا نقیب آگے کو [illegible]
یا ایک دن دیکھا اُسے تنہا پڑا پھرتا ہے وہ
بس کیا خوشی کیا ناخوشی [illegible]
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا نعمتیں کھاتا رہا دولت کے دسترخوان پر
[illegible] مٹھائی بادشے حلوا [illegible] شیر و شکر
یا باندھ جھولی بھیک کی ٹکڑے [illegible] نظر
ہو کر گدا پھرنے لگا ٹکڑے [illegible] کی خاطر دربدر
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

گر اک مصیبت مین رہا اور دوسرا دلشاد ہے
یا لذتین یا راحتین یا ظلم یا بیداد ہے
وان عیش عشرت کے مزے یان نالہ و فریاد ہے
کچھ رہ نہین جاتا میان آخر کو سب برباد ہے
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

جو عشرتین آکر ملین تو بھی وہ گر جانا میان
یان سکھ مین یا دکھ مین غرض یان سے گذر جانا میان
جو درد و دکھ آکر پڑین تو بھی وہ سہہ جانا میان
یان چار دن کی زندگی آخر کو مر جانا میان
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

اب دیکھیے کسکو شاد ہو اور کسپہ آنکھین نم کرے
یا دل کو رو بیٹھکر یا درد دکھ مین کم کرے
یہ دل بچارا ایک ہے کس کس کا اب ماتم کرے
یانکا بھی طوفان ہے اب کسکی جوتی غم کرے
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

گر تو نظیر اب مرد ہے ہر حال مین بھی شاد ہو
آزادگی بھی دیکھیے جنجال مین بھی شاد ہو
ویرانہ مین بھی ہو خوشی رو حال مین بھی شاد ہو
اس حال مین بھی شاد ہو اس حال مین بھی شاد ہو
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

دربیان ہولی

جدا نشہ ہے ہواے خوش جمال ہولی مین
ہر ایک عیش سے ہیگا بحال ہولی مین
کہ یار پھرتے ہین یارونکی نال ہولی مین
بہار اور کچھ ابکی ہے سال ہولی مین
مزا ہے سیر ہے ہر سو کمال ہولی مین

سبھونکے عیش کو سہاگن کا سہرا بنا ہے
طلا کا زرد کے سر سبز خنشیر ہے
سفید و زرد ہین لیکن کمال کینہ ہے
سفید پاس فقط سیم کا دفینہ ہے
ہر ایک دل مین ہے رستم و زال ہولی مین

کہا سفید سے آخر کو زرد نے یہ پیام | کہ اے سفید تو اب چھوڑ دے جہاں کا مقام
میں آیا اب تو ہر اک بند و بست ہوگا تمام | تو مجھ سے آ کے مل چھوڑ اپنی ضد کا کلام
وگرنہ کھینچے گا تو انفعال ہولی میں

ملے گا مجھ سے تو میں تجھکو سر چڑھاؤں گا | بنا کے آپ سا پاس اپنے بٹھاؤں گا
کہا سفید نے میں مطلقاً نہ آؤں گا | تجھی کو بند کئی دن کے میں بھگاؤں گا
تو اپنا دیکھیو کیا ہوگا حال ہولی میں

یہ سنکے طیش میں آ زرد کا سپہ سالار | چڑھ آیا فوج کو لیکر سفید پر یک بار
ادھر سفید بھی لڑنے کو ہو کے آیا سوار | صفیں مقابلہ دونوں کی جب ہوئیں تیار
ہوا کرخت جواب و سوال ہولی میں

چلا ادھر سے سفید اور ادھر سے زرد بہار | گھٹائیں رنگ برنگ فوج کی لگیں بے شمار
چلائیں شکلیں کھچیں رنگ کی پڑی بوچھار | اور چار طرف سے پچکاریوں کی مار مار
اڑا زمیں سے زماں تک گلال ہولی میں

یہاں تو دونوں میں آپس میں ہو رہی تھی جنگ | ادھر سے آیا جو اک شوخ باغ گل رنگ
ہزاروں نازنیں معشوق اور اس کے سنگ | نشہ میں مست کھلی زلف جوڑے رنگ برنگ
کہا کہ پوچھو تو کیا ہے یہ حال ہولی میں

کہا کسی نے کہ اے بادشاہ مہرباں | سفید و زرد یہ آپس میں لڑ رہے ہیں یہاں
یہ سن کے آپ وہ دونوں کے آگیا درمیاں | ادھر یہ تھا بنا اٹھے اور ادھر سے اسکو یہاں
تم اسقدر نہ کرو اختلال ہولی میں

کہا کہ کیا رہی خصومت کا ماجرا ہے کیا | کہا سفید نے ناحق یہ زرد ہے لڑتا

یہ حسن کے اس نے وہیں پہنا اک منگا جوڑا　　پھر اپنے ہاتھ سے جوڑے کو چھڑکواں رنگوا
کہا کہ دونوں رہو شامل حال ہولی میں

پھر اپنے تن میں جو پہنا وہ خلعت رنگین　　سبھوں کو حکم ہوا تم بھی پہنو اب یونہیں
ہزاروں لڑکوں نے پہنے وہ جوڑے پھولوں ہیں　　پکاری خلق کہ انصاف چاہیے یونہیں
ہوا پھر اور ہی حسن و جمال ہولی میں

میاں میں کیا کہوں پھر اس مزے کی ٹھہری بہار　　جدھر کو آنکھ اٹھا کر نظر کرو اکبار
ہزاروں باغ رواں ہیں کہ دوروں میں گلزار　　چمن جو پیچھے پھرتے ہیں سرو گل رخسار
عجب بہار سے ہیں نونہال ہولی میں

جلو میں حسن کی ہے موج مار چلتی ہے　　علم لیے ہوئے آگے بہار چلتی ہے
اگاڑی مست صف گلعذار چلتی ہے　　پچھاڑی عاشقوں کی سب قطار چلتی ہے
سبھوں کے دل میں خوشی کا خیال ہولی میں

گلال عبیر سے کتنے بھرے ہیں جو پیالے　　تمام ہاتھوں میں گڑوے بھی رنگ کے لائے
کوئی کہے ہے کسی سے کہ ہم بھی لو آئے　　تو اس سے کہتا وہ ہنس کر کہ آ مری جائے
ہنسی خوشی کا ہے قال و مقال ہولی میں

اسی بہار سے گوکل پورے میں جا پہنچے　　اور منڈی نائی کی ورسیتا کی منڈی سے
سب عام گنج میں شاہ گنج و تاج گنج پھر سے　　ہیں شہر میں جہاں اور گرد شہر کے رستے
ہوا ہجوم کا بس کمال ہولی میں

سبھوں کو لیکے کنارے ہی تیرا میں آئے　　پھر موتی کٹرے بھیلے کے لوگ سب بلوائے
کہ میل منڈی و بینی گلی کے بھی آئے　　جہاں جہاں سے یہ گھر گھر کے لوگ سب بلائے

کہ بہنوا اونکے دیکھیں جمال ہولی مین

ہوئی جو سب مین شریف و رذیل ہیچ لی — تو پہلے رنگ کی پچکاریونکی مار ہوئی
کسی کا بھر گیا جامہ کسیکی پگڑی بھری — کسی کے منہ پہ لگائی گلال کی مٹھی
تو رفتہ رفتہ ہوئی پھر یہ چال ہولی مین

گھٹائین مشک پچھالونکی جھوم کر آئین — سنہری بجلیان پچکاریون کی چمکائین
صبا نے رنگ کی بوچھارین آکے برسائین — ہوا نے آکے ساونوں کی جھڑیان بنوائین
لگے برسنے کو مشک و گلال ہولی مین

ادھر گلال کا بادل بھی چھا گیا گھنگھور — صدائے رعد ہوئی ہر کسی کا غل اور شور
یہ لڑکے نازنین پوتے ہین کوٹھا جوں ابر — تمام رنگ کی بوچھار سے ہے شور ابور
عجب ہے رنگ لگی برشگال ہولی مین

لگا ہے چوک سے اور چار سو تلک ٹھیا — کہ جا گہ ایک بھی تل دھرنے کی نہین ہے ذرا
تمام ٹھیلے سے ہر طرف بند ہے رستا — تس اوپر رنگ کا بادل ہے اسقدر برسا
کہ ہر گلی مین بہا ڈھول کھال ہولی مین

نظیر ہولی تو ہے ہر نگر مین اچھی خوب — ولیک ختم ہوا آگرے پہ یہ اسلوب
کہان ہین ایسے صنم اور کہان ہین یہ محبوب — جنھونکے دیکھنے عاشق کا ہووے تازہ قلوب
تمہی نرالی ہے یان چال ڈھال ہولی مین

در بیان عشرت ایام طفلی

کیا وقت تھا وہ ہم تھے جب دو کہ چار برس کے — ہر آن انکھیون کے معمور تھے کٹورے
پائوںمین کالے ٹیکے ہاتھوں مین چھلے توڑے — یا چاندنی سی صورت یا سانورے و گورے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

گل کی طرح سے ہر دم سینے پہ پھولتے تھے
ماں باپ انکی خدمت سر پر قبولتے تھے
پی پی کے دودھ ماں کا خوش ہو کے بولتے تھے
ہاتھوں میں کھیلتے تھے جھولوں میں جھولتے تھے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

نے دوستی کسی سے نے دل میں انکے کینا
نے گرمیوں کا واقف نے جانتے پسینا
جانیں نہ بے قرینا نے سمجھیں کچھ قرینا
چھاتی سے ماں کی لپٹے خوش ان کو دودھ پینا

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

جو دیکھے انکی صورت لے پیار سے کھلاوے
چومے کبھی دہن کو چھاتی کبھی لگاوے
ہاتھوں اوپر اچھالے اور چھیڑ کر ہنساوے
کوئی چوسنی منہ میں دیوے کوئی جھنجھنا لگاوے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

چھوٹا سا کوئی انگا کرتا سلا لاتا ہے
ماں دودھ ہے پلاتی اور باپ پالتا ہے
یا چھوٹی چھوٹی ٹوپی سر پر سنبھالتا ہے
نانا گلے لگاوے دادا اچھالتا ہے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

کیا عمر ہے عزیزو اور کیا یہ وقت ہوگا
پانوں چلے تو واں سے پھر اور پیار ٹھہرا
جب گھٹنیوں پہ آئے پھر اور کچھ تماشا
سب زندگی کا حظ ہے انکو نظیر اہا ہا

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

مخمس بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

آمد نگار دلبر شیریں کلام ما
شد در روزگار سکہ دولت بنام ما
رشک ارم ز نزہت او شد مشام ما
ساقی بہ نور بادہ بر افروز جام ما

مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

زاہد تو کم خورے سے کرے ہیں تن کو اپنے کاست
ہم رند پی شراب کرین عیش و لگے راست
جسدم کہ آگے ہوویگا دیوان حشر راست
ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست
نان حلال شیخ ز آبِ حرام ما

جامے ز دست ساقی رنگین کشیدہ ایم
غم را بہشت پا زدہ عشرت خریدہ ایم
زاہد خبر ندارد واز ان گل کہ چیدہ ایم
ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر ز لذتِ شرب مدام ما

چرخ و فلک جہان میں خرامندہ شد بہ عشق
شمس و قمر بھی نور میں تابندہ شد بہ عشق
قائم وہی رہیگا جو پائندہ شد بہ عشق
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

کیا کیا کریں ہیں ناز و ادا سیمتن بتان
آوے ابھی وہ شوخ تو ہو جاویں سب نہان
دیکھا جو خوب سب ہیں یہ دو دن کی ٹٹیان
چندان بود کرشمہ و ناز سہی قدان
کآید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما

زاہد ہمیں خدا نے کیا ہے جو مے پرست
مست الست ہم ہیں نہیں آجکل کے مست
دیکھیں تو کسطرح کی تری ہے نگاہ مست
مستی بچشم شاہد دلبند ما خوش است
زان رو سپردہ اند بمستی زمام ما

جیسے جدا ہوا انکا حسن کا وہ چاند
روتے ہی روتے ہلکو یہ گذرا تمام چاند
شکل فلک پیچ کی کشتی سے ہو سکے ماند
حافظ ز دیدہ دانۂ اشکے ہمی فشاند
باشد کہ مرغ وصل کند قصد دام ما

خمسہ دیگر بر غزل حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

کیست تا آن ساقیِ گلفام را — از من بیدل دہد پیغام را
تشنہ لب نگذار این ناکام را — ساقیا برخیز و در دہ جام را
خاک بر سر کن غمِ ایام را

گو کہ مے پینے سے ہیں بدنامیاں — عزت و حرمت کا جاتا ہے نشان
ہم تو سمجھے ہیں پلا ساقی میاں — گرچہ بدنامیست نزد عاقلان
ما نمی خواہیم ننگ و نام را

دیکھکر نالے ہمارے شعلہ زن — عابد و زاہد کے بھولے مکر و فن
کیوں نہ اب جل جل کے ہوں دشمن کے تن — دود آہِ سینۂ سوزانِ من
سوخت این افسردگان خام را

یہ جو میں پہنا ہے جبہ سر بسر — ہے بھرا اس میں سراپا مکر و شر
دے خدا کے واسطے اے مغ پسر — ساغری برکفم نہ تا ز سر
برکشم این دلق ازرق فام را

تنگ دارم منزل و ماوائے خود — کردہ ام کوئے مغان را جائے خود
عاشقم بر طرز بے پروائے خود — محرم راز دل شیدائے خود
کس نمی بینم ز خاص و عام را

یہ جو یاں خوباں کہے ہیں شہد و شست — دل کو لیتے ہیں بصد افسون و دست
انکا میں عاشق نہیں اے خود پرست — با دلارامے مرا خاطر خوش است
کز دلم یکبارہ برد آرام را

پیرمغان نے جب سے دیے جام نو بنو — جب سے کلاہ دان و مصلا ہوا گرو
مثل نظیر اب تو لگی دل کو سے کی لو — حافظ مرید جام مے ست اے صبا برو
وز بندہ بندگی برسان شیخ جام را

در بیان اُمس

کیا ابر کی گرمی مین گھڑی پہر ہے اُمس — گرمی کے بڑھانے کی عجب لہر ہے اُمس
پانی سے پسینون کی بڑی نہر ہے اُمس — ہر باغ مین ہر دشت مین ہر شہر ہے اُمس
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

کتنے تو اس اُمس کے تئین کہتے ہین گرماؤ — یعنی کہ گھرا ابر ہو اور آکے رُکی باؤ
اُس وقت تو پڑتا ہے غضب جان مین گھبراؤ — دل سینے مین بیکل ہو یہی کہتا ہے کھاتا ؤ
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز کو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

بدلی کے جو گھر آنے سے ہوتی ہے ہوا بند — پھر بند سے گرمی وہ غضب پڑتی ہے یکچند
پنکھے کو کوئی پاپڑے کوئی کھولے ہے گھر اپنا بند — دم رُک کے گھلا جاتا ہے کر نیچے پر اک بند
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اید ھر تو پسینون سے پڑی بھیگی ہین کھاٹین — گرمی اُودھر پیل کی کچھ چیونٹیان کاٹین
کپڑا جو سمیٹے تو لپیٹے اُسے پاٹین — ننگا جو بدن رکھیے تو پھر مکھیان چاٹین
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس — سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

رکنے سے ہوا کے جو بُرا ہوتا ہے احوال
دم گھٹنے لگتا ہے ہمارو نگی گویلکھال
پنکھا کوئی آنچل کوئی دامن کوئی رومال
کچھ روح کو بیتابیاں کچھ جان کو جنجال

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گھبرا کے کبھی آتا ہے دم جاتا ہے بھولا
آتا ہے کبھی ہوش کبھی جاتا ہے بھولا
آرام جو دل کا ہے سبھی جاتا ہے بھولا
کپڑے بھی برے لگتے ہیں جی جاتا ہے بھولا

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

ہوتی ہے اُمس جو کبھی اک رات کو آکر
ادھر تو ہوا بند اُدھر پسّو مچھر
گر ڈالتی ہے پھر تو قیامت ہی مقرر
پانی کوئی پیوے تو وہ اوٹھن سے بھی وہ تیکھ

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

جس وقت ہوا بند ہو اور آکے گھٹا چھائے
اوڑھو تو پسینا جو نہ اوڑھو تو غضب آئے
پھر کیسے وہاں اُس گرمی میں کس طرح نہ گھبرائے
لیٹو تو کبھی مچھر کبھی کھٹمل ہی لپٹ جائے

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گر اِس میں ہوا کھل گئی اور بادی بھی لائی
اور اسمیں جو پھر ہو گئی اُمس کی چڑھائی
تو سب میں جی اور جان میں کچھ جان سی آئی
تو پھر وہی رونا وہی غل شور دُہائی

برسات کے موسم میں نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اُمس مین تو لازم ہے کہ پنکھا نہ ہوا ہو — اک کوٹھری ہو جسمین وہ آن کے بھرا ہو

اور رکھیون کے واسطے گر تن سے ملا ہو — اُسوقت ذرا دیکھیے اُمس کا کہ کیا ہو

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس

سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اس رت مین تو واللہ عجب عیش ہے دلخواہ — مینہ برسے ہے اور سرد ہوا آتی ہے ہر گاہ

جنگل بھی ہرے گل بھی کھلے سبزہ چراگاہ — اُمس ہی مگر دل کو ستاتی ہے نظیر آہ

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس

سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

خمسہ بر غزل خود

خوشی سے دلکی منگا عطر و پان کوٹھے پر — بچھا کے فرش لگا سائبان کوٹھے پر

ہمارے ملنے کا رکھ دل مین دھیان کوٹھے پر — کبھی تو آؤ ہماری بھی جان کوٹھے پر

لیا ہے ہمنے اکیلا مکان کوٹھے پر

ادائے تیغ بھرن کی کمان کوٹھے پر — مژہ کا تیر نگہ کا سنان کوٹھے پر

بنا کے ناز و کرشمے کی شان کوٹھے پر — کھڑے جو ہوتے ہو تم آن آن کوٹھے پر

کرو گے حسن کی کیا تم دکان کوٹھے پر

تمھاری یاد میں ٹکڑے کیا جگر مین نے — تمھارے ہجر مین چھانا ہے دربدر مین نے

کھڑا ہو و رہے ٹھہرا کے ٹک نظر مین نے — تمھیں جو شام کو دیکھا تھا بام پر مین نے

تمام رات رہا میرا دھیان کوٹھے پر

اگر جو مجھکو ستاتے ہو تم بہت ساجی — تو پھر کے جو کہیگا اُٹھاتے ہو ستم ہم سے اپنی

تمھاری مجھ سے تو اُلفت نہ چھوٹے جیتے جی   یقین ہے بلکہ مری جان جب کہ نکلے گی
تو آ رہے گی تمھارے ہی جان کوٹھے پر

تمھیں خبر نہیں پیارے ابھی ہو تم لڑکے   گلاب و عطر ملا ہے جو تم نے کپڑوں سے
یہ وقت شام ہے اور دونوں تت ہیں اُلٹے   مجھے یہ ڈر ہے کسی کی نظر نہ لگ جاوے
پھرو نہ تم کھلے بالوں سے جان کوٹھے پر

ادھر کو زلف بھی آ کر ہوا سے لہراوے   اُدھر کو پان و مسی بھی جو رنگ دکھلاوے
اُدھر سے چاند سا مکھڑا جھلک جھمکاوے   بشر تو کیا ہے فرشتہ کا جی کلپاوے
تمھارے حسن کی دیکھ آن بان کوٹھے پر

جہاں دلوں کی محبت کا کارخانہ ہے   وہاں تو لاکھ طرح دیکھنا دکھانا ہے
یہ بار بار کے آنے سے ہنسنے جانا ہے   جھمک دکھا کے ہمیں اور بھی پھنسانا ہے
جبھی تو چڑھتے ہو تم جان جان کوٹھے پر

میاں یہ ہے سر بازار کچھ تو خوف کرو   گلابی پیتے ہوئے کی نہ تک کنارے ہو
نشے میں پیارے سے ہنس ہنس کے چھپتے مت اٹھو   تمھیں تو کیا ہے ولیکن مری خرابی ہو
کسی کا آن پڑے اب جو دھیان کوٹھے پر

پڑی ہیں اُس پہ ہتھیلیں کئی جو شنگرفی   نہیں تمھاری سر بام رنگ کی سُرخی
ہزاروں دیکھی ہیں ہم نے منڈیر چونے کی   کہ چونے کاری میں سرخی ہوئی ہے اور کسی
کسی کے خون کا یہ ہے نشان کوٹھے پر

تمھارے ہجر نے اس کو جہاں میں کیا ہے گرد   جو اس پہ خستہ تمناک چشم ہے زرد
بہا کے آنکھوں سے آنسو جگر سے کھینچ کے دم سرد   یہ آرزو ہے کسی دن تو آ کے دل کا درد

کریں ہم آن کے تمسے بیان کوٹھے پر

ہوے ہین ہمتو تمھاری محبتو مین تباہ — وسے تمھاری وہی ہے دغا و مکر کی راہ
سنو جی خوب سمجھتے ہین ہم تمھاری چاہ — لڑاؤ غیر سے آنکھین کہو ہو ہمسے آہ
کہ تھا ہمین تو تمھارا ہی دھیان کوٹھے پر

یہ وہم کی بات جو کہنا ہوا تو اُسے کہو — نہ جانتا ہو تمھاری جو کوئی باتون کو
ہمین تو دہر سے معلوم آپ کی خو بو — خدا کے واسطے اتنا تو جھوٹ مت بولو
کہین نہ ٹوٹ پڑے آسمان کوٹھے پر

یہ سنکے باتین مری ہنس پڑا وہ ماہ منیر — لگا یہ کہنے کہ تو بھی کوئی بڑا ہے شریر
پھر اپنے ناز و ادا مین سمجھ کے مجھکو اسیر — کمند زلف کی لٹکا کے اُس صنم نے نظیر
چڑھا لیا مجھے اپنے ندان کوٹھے پر

خمسہ بر غزل خود

کیا دوڑ دوڑ پھرتے ہو اِس گھر کے آس پاس — تم بھی تو آ کے دیکھیو کبھی در کے آس پاس
دیکھا ہے ہمنے خوب نظر کر کے آس پاس — زلفین سیہ دو نہین رخ دلبر کے آس پاس
ابر سیہ ہے ماہ منور کے آس پاس

عنبر کی بو کا آہ یہ کب فیض ہے عمیم — جس سے شگفتہ ہو لب زخم دل دونیم
جا بخش عاشقون کی ہے اتنی شمیم — تجھ مین تو یہ شمیم نہ تھی سچ کہ اے نسیم
کس کے پھری تو زلف معنبر کے آس پاس

تیرے سوا تو کوئی نہین ایسا نامہ بر — جو میرے حال زار کی دیوے اُسے خبر
کہیو صبا تو غنچہ دہن سے کہ سحر — گلشن مین جا کے پھرتا ہون اُس قد کو یاد کر

دو دو پھرین سرو صنوبر کے آس پاس

نکلے گی آہ سینے سے جسوقت جون شرار — اک آن مین جلائیگی غیرونکے گھر ہزار
تنہا پڑیگا شور طپش کا نہ بے شمار — رووینگے ہم جو دیکھیو کوچے مین اپنے یار
پانی ہی پانی ہوگا ہر اک گھر کے آس پاس

خلوت مین گاہ گاہ وہ ہے دسترس مجھے — جو ہاتھ جوڑ پانون پہ دلبر کے جا پڑے
کثرت مین دیکھتا نہین ہر چند دل مجھے — اُس شوخ کی طرف مین رقیبونکے خوف سے
دیکھون بھی ہون تو آہ نظر بھر کے آس پاس

مقدور غیر کا نہین جو ساتھ پھر سکے — کیا غیر اپنے ساتھ نہ سایہ کو لگنے دے
پھرتی ہے گرد گل کے صبا جسطرح سے — ہم تو کمر بندھانیکے حیلے سے پھر لیے
ٹینکے کے ساتھ ساتھ ستمگر کے آس پاس

بلبل کی طرح کب تئین نالہ کیا کرون — اب جی مین ہے پتنگ کی مانند جل اُٹھون
گو شعلہ رو کے گرد سر او پانو سے چلون — مثل بنٹی آہ کا چکر سا باندھ دون
پھرنے دے گرد اپنے مجھے سر کے آس پاس

دو چار روز بیٹھ سکون کب ہین دلفگار — اُس بن تو ایکدم نہین دلکو مرے قرار
تم مانو یا نہ مانو یہ باتین ہین بے شمار — باران ہو گر چہ باد ہو تجھ ہو سر ایکبار
پھر آنا اُس صنم کے مجھے گھر کے آس پاس

نے سر کی سدھ مجھے ہے نہ بالونکی ہے پڑی — شاید کسی سے آج تری آنکھ ہے لڑی
کس کی لگن مین جلتی ہے کیا جانے تو گھڑی — اے شمع ٹک تو دیکھ کہ پروانہ اک گھڑی
کس کس طرح پھرے ہے ترے سر کے آس پاس

مارا ہے نپٹ ہولی کے رنگوں نے عجب جوش
ہیں ناچ کہیں راگ کہیں رنگ کہیں نوش
جو رنگ میں اک خلق نئی پھرتی ہے گل پوش
پیتے ہیں نشے عیش میں سب لوٹیں ہیں بیہوش

معجون کہیں پیتے ہیں کہیں بنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

میخانوں میں دیکھو تو عجب سیر ہے یارو
مستی سے سوا عیش نہیں ہوش کسی کو
واں مست پڑے لوٹتے ہیں اور کرتے ہیں ہو ہو
شیشوں میں پیالوں میں صراحی میں خوشی ہو

اچھلے ہے پڑی بادۂ گلرنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

گاگا کے بکاریں کہیں رنگوں کی چھڑک ہے
طبلوں کی صدائیں کہیں تالوں کی جھنک ہے
مینا کی بھبک اور کہیں ساغر کی جھلک ہے
تالی کی بہاریں کہیں ٹھلیا کی کھڑک ہے

بجتا ہے کہیں دف کہیں مرچنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

مستی میں اٹھا آنکھ جدھر دیکھو اہا ہا
چلتے ہیں کہیں جام کہیں سوانگ کا چرچا
ناچے ہے طوائف کہیں ٹھلکے ہے بجو تیا
اور رنگ گو گلیوں میں جو دیکھا تو ہر اک جا

بہتی ہیں امنڈ کر چمن و گنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

معمور رہیں خوبان سے گلی کوچہ و بازار
چھایا ہے گلالوں کا ہر اک جا پہ دھواں دھار
اڑتا ہے عبیر اور کہیں پچکاریوں کی ہے مار
پڑتی ہے جدھر دیکھو ادھر رنگ کی بوچھار

ہے رنگ چھڑکنے سے ہر اک رنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

بھاگے ہے کہیں رنگ کسی پر جو کوئی ڈال
وہ پوٹلی مارے ہے اُسے دوڑ کے فی الحال
بیٹا نگ گھسیٹے تو وہ کھینچے ہے پکڑ بال
وہ ہاتھ مڑوڑے تو یہ توڑے ہے کٹر اگال

اس ڈھب کے ہر اک جا پہ رہے ہے ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

بیٹھے ہیں سب آپس میں نہیں ایک بھی کڑوا
پچکاری اٹھا کر کوئی چمکاوے ہے کٹروا
بھرتے ہیں کہیں مشک کہیں رنگ کا گڑوا
کیا شاد وہ ہوتا ہے جسے کہتے ہیں بھڑو

سنتے ہیں یہاں تک نہیں اب تنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

ہولی کی نظیر اب جو بہاریں ہیں اہاہا
محبوب رنگیلوں کی قطاریں ہیں اہاہا
کپڑوں پہ بھی رنگ کی دھاریں ہیں اہاہا
سب ہولی ہی ہولی کی پکاریں ہیں اہاہا

کیا عیش ہے کیا رنگ ہے کیا ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

در بیان موت

دنیا میں اپنا جی کوئی بہلا کے مرگیا
دل تنگیوں سے اور کوئی اُکتا کے مرگیا
عاقل تھا وہ تو آپکو سمجھا کے مرگیا
بیعقل چھاتی پیٹ کے گھبرا کے مرگیا

دکھ پا کے مرگیا کوئی سکھ پا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اِک آکے مرگیا

دن رات رن مچے ہے یہاں اور پڑے ہے جنگ
چلتی ہے نت اجل کی سنان گولی اور تفنگ
جسکا قدم ٹھہرا وہ موا وہیں بے درنگ
جو جی چھپا کے بھاگا تو اُسکا ہوا یہ رنگ

وہ بھاگتے ہیں تیغ و تبر کھا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

پیدا ہوئے ہیں خلق میں اب جتنے جزو کل
جب آنکر فنا نے کھلایا اجل کا گُل
یا جب گذاری عمر و یا دھوم کر چہل
کام آئی کچھ کسی کو خموشی نہ شور و غل
چپکے کوئی موا کوئی چلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

گر لاکھ عشرتوں سے ہے ملیں یہ دھوم دھام
آخر کو جب اجل نے کیا آن کر سلام
یا مصیبتوں سے ہوا غم کا اژدہام
غم میں کسی حسین کے کوئی ہو گیا تمام
کوئی حور پریاں چھاتی سے لپٹا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

پڑھ کر نماز کوئی رہا پاک با وضو
ناپاکی پاکی موت کی ٹھہری نہ روبرو
کوئی شراب پی کے رہا مست کو بکو
کوئی عبادتوں سے موا ہو کے سرخرو
ناپاک روسیاہ بھی پچتا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

گر دل کے آئینہ کے تئیں صاف کیا
جب پیک نے اجل کے کیا آنکر گذار
کشفِ قلوب دل پہ کیا اپنے آشکار
کام آئی روشنی نہ کرامات کی بہار
کامل فقیر خلق میں کہلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

بالفرض گر کسی کو ہوئی یا و کیمیا
یا مفلسی میں ایک نے خونِ جگر پیا

کوئی زیادہ عمر سے اک دم نہیں جیا ۔ سو تھی کسی نے روٹی چبا غم میں جی دیا

قلیا پلاؤ زردہ کوئی کھا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

پہنا لباس خوب اگر عطر کا بھرا ۔ یا چیتھڑوں کی گدڑی کوئی اوڑھ کر مرا
آخر کو جب اجل کی چلی آن کر ہوا ۔ پوسے کے چھوٹڑے کو کوئی چھوڑ کر چلا

باغ و مکان محل کوئی بنوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

گیسو بڑھا کے کوئی مشائخ ہوا یہاں ۔ یا بینوا ہو کوئی ہوا خود منڈا یہاں
جب مرشد اجل کا قدم آیا درمیاں ۔ کوئی تو لمبی داڑھی لیے ہوگیا رواں

سو تچھیں مچھویں تلک کوئی منڈوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

گر ایک بیوقار رہا ایک قدر دار ۔ سر پہ لگا جب آن کے تیغ اجل کا وار
بے قدری کام آئی کسی کا نہ کچھ وقار ۔ تھا جیسا سو وہ تو موا اکھو کے ننگ و عار

اور جسکو شرم تھی سو وہ شرما کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کوئی ٹھٹری ہی چاپتا تھا کوئی مونڈھا اور پٹیر ۔ جب دم قضا نے ہاتھ میں لی تیغ اور سپر
کام آئی کچھ فقیری نہ کچھ تخت اور سریر ۔ یہ خاک پر موا وہ موا تخت کے اوپر

تھی جسکی جیسی قدر وہ بتلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

عاشق ہو کر کسی نے کسی گل کی چاہ کی
معشوقی کام آئی کسی کی نہ عاشقی
اور جب اجل کی دونوں سے آکر لگن لگی
عاشق نے اپنے عشق بڑھا نیمیں جان دی

دلبر بھی اپنے حسن کو چمکا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

کتنوں میں بڑھ گئی ایسی بڑھی الفتوں کی چاہ
جو جسم و جان ایک ہوئے انکے واہ واہ
عاشق ہوا تو مر گیا معشوق خواہ مخواہ
معشوق مر گیا تو وہ عاشق بھی کر کے آہ

اس گلبدن کی قبر اوپر جا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

کیا کالے پیلے شکل کے کیا گورے گلعذار
عاشق کوئی ہے اور کوئی معشوق طرحدار
عاقل حلیم و عامل و فاضل رسالدار
پنڈت نجومی بید جیہ ناداں جیہ ہوشیار

دو دن کی شان ہر کوئی دکھلا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

کیا اونچی ذات پاک کے اشراف کیا نجیب
قسمت سے پھوٹی کوڑی کسی کو نہو نصیب
جس دم قضا کے ہاتھ سے بند آنکھ ہو گئی
کیا ہوشیار و عاقل و دانا و کیا طبیب

کوئی خزانہ خاک میں گڑوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

مر نے سے پہلے مر گئے جو عاشقان زار
وہ زندہ اید ہوئے تا حشر برقرار
کیا کاتبان اہل قلم خوشنویس کار
جتنی کتابیں دیکھئے ہو لاکھ یا ہزار

کوئی لکھ سکے ہر کیا کوئی لکھوا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مر گیا

پیر و مرید و شاہ و گدا میر اور وزیر
مفلس غریب صاحب تاج و علم سریر
سب آ کے گر اجل کے ہوئے دام میں اسیر
کون اس جہاں میں زندہ رہا اے میاں نظیر
کوئی ہزاروں عیش کی ٹھہرا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

در صفت چپاتی

جب ملی روٹی ہمیں سب نور حق روشن ہوئے
زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہوئے
رات دن شمس و قمر شام و شفق روشن ہوئے
اپنے بیگانوں کے لازم تھے جو حق روشن ہوئے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ جو کھاتے ہیں باقر خانی کلچہ شیرمال
سیر جو روٹی دال کا رکھتے ہیں ہم گر دین جمال
ہیں وہ خاص الخاص درگاہ کریم ذوالجلال
جب ملی روٹی ہمیں ہم ہو گئے صاحب کمال
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ تو اب مرد خدا ہیں قوت جن کا نور ہے
دل ہمارا تو فقط روٹی کا اب رنجور ہے
وہ ملائک ہیں وہاں روٹی کا کیا مذکور ہے
ہم شکم بندوں کا یارو بس یہی دستور ہے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

پیٹ میں روٹی پڑی جب تک یارو خیر ہے
کھاتے ہی ہو وے تر نوالے آسمان پر سیر ہے
گر نہ ہو سیر عسیر کا اپنے ہی جیسے بیر ہے
آسمان کیا سیر تو خاصے لامکاں کی سیر ہے

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

جب تلک روٹی کا ٹکڑا ہو نہ دسترخوان پر
رات دن روٹی چڑھی رہتی ہے سب کے دھیان پر
نے نمازون مین لگے دل اور نہ کچھ قرآن پر
کیا خدا کا نور برسے ہے پڑا ہر نان پر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

گر نہون دو روٹیان اور اک پیالہ دال کا
گر نہو روٹی تو کس کا پیر کس کا بالکا
کھیل سب بگڑا ہوے یا حال کا اور قال کا
وصف کس منہ سے کرون مین نان کے احوال کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

پیٹ مین روٹی نہ تھی جب تک وہ عالم تھا سیاہ
کھل گئے پردے تھے جتنے ماہی سے لے تا بماہ
جب پڑی روٹی تو پہونچی عرش کے اوپر نگاہ
کیا کرامت ہے فقط روٹی مین یارو واہ واہ

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

یون چمکتا ہے پڑا ہر آن گردہ نان کا
چاند کا ٹکڑا اکھون مین یا کہ ٹکڑا نان کا
جان آتی ہے لیے سے نام دسترخوان کا
روح ناچے ہے بدن مین نام سنکر خوان کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

حسن جتنے ہین جہان مین سب بھرے ہین خوان مین
خوبیان جتنی ہین لاکر سب بھری ہین نان مین

عاشق و معشوق بھی ٹکیا کے ہین درمیانین — پھنس رہے ہین سبکے دل روٹی کے دسترخوان مین

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

جو مرید اپنا کسی درویش کو کرتا ہے پیر — یعنی کچھ دیکھے تجلی کی کرامت دلپذیر
کھاتے ہی دو روٹیان دل ہو گیا بدرِ منیر — کوئی روٹی سا نہین اب پیر و مرشد اے نظیر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

برسات کا تماشا

اہل سخن کو ہے گا اک بات کا تماشا — اور عارفون کی خاطر ہے ذات کا تماشا
دنیا کے صاحبون کو ونرات کا تماشا — ہم عاشقون کو ہے گا سب گھات کا تماشا

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

خورشید گرم ہو کر نکلا ہے اپنے گھر سے — لیتا ہے مول بادل کر کر تلاش زر سے
آئی ہوا بھی لیکر بادل کو ہر نگر سے — آ دیٹے اساڑھ مدتو اب دشمنی کے گھر سے پرے

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

قاصد صبا کے دوڑے ہر طرف منھ اٹھا کر — ہر کوہ و دشت کو بھی کہتے ہین یون سنا کر
ہان سبز جوڑے پہنو ہر دم نہا نہا کر — کوئی دم کو میگھ راجا دیکھیے گا سب کو آکر

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

جب یہ نوید پہونچی صحرا مین ایکباری — ہونے لگی وہان پھر برسات کی تیاری
چشمون میں کوہ کے بھی ہوئی سب کی انتظاری — موسم کے جانور بھی آتے ہین باری باری

ہر کوہ کی کمر تک سبزہ ہے لہلہاتا | برسے ہے مینہ جھڑ جھڑ پانی بہا ہے جاتا
وحش و طیور ہر اک جنگل کے ہے نہاتا | غوغا کریں ہیں مینڈک جھینگر ہے غل مچاتا

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

گلشت میں ناچتے ہیں سب گلبدن نکیلے | ساتھ انکے لگ رہے ہیں عاشق جو ہیں رنگیلے
کہتا کوئی کسی سے اے دلربا ہٹیلے | ایک ہی گلابی مے کی ہاتھوں سے میرے پی لے

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

کالی گھٹا ہے ہر دم برسے ہیں مینہ کی دھاریں | اور چھا رہی ہیں بگلوں کی سو قطاریں
کوئل پپیہے کوکیں اور کوک کر پکاریں | اور مور مست ہو کر جوں کوکلا جھنکاریں

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

کالی گھٹائیں آکر مست تل رہی ہیں | دستاریں سرخ آسماں کیا خوب کھل رہی ہیں
رخسار دل ربا ہیں ہر اک کے دھل رہی ہیں | شبنم کی بوندیں جیسے ہر گل پہ ٹل رہی ہیں

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ساونوں کی کالی راتیں اور برق کے شرار | جگنوں چمکتے پھرتے جوں آسمان پہ تارے
لیٹے گلے سے سوتے معشوق ماہ پارے | گرتی ہے چھت کسی کی کوئی کھڑا پکارے

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

ہاتھوں میں ہیں ہر اک کے پھولوں کی پھلجھڑیاں | بجلی چمکتی پھرتی اور لگ رہی ہیں جھڑیاں
گل بوٹے کے جوڑے پہ بوندیں ہیں مینہ کی چھڑیاں | برسیں گویا ہزاروں اب موتیوں کی لڑیاں

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

ہر اک [illegible] میں [illegible] سب گلبدن [illegible] | شوقی میں برگ گل سے [illegible]

تس پر یہ ابر باران اور گل ہے اور چمن ہے — عاشق کے دل سے پوچھو کیا عیش کا چمن ہے

آیار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

شہروں کے بیچ ہر جا عمدوں کے جو مکان ہیں — باران کے دیکھنے کی بام و اٹاریاں ہیں
بیٹھے ہوئے بغل میں معشوق دلستاں ہیں — ہر رنگ و ہر طرح کی مے کی گلابیاں ہیں

آیار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

بنگلے سبھوں کے ہر جا اونچے چھوائے زر دے — میوے مٹھائی اشیا انگور اور سردے
پکوان تازے تازے خاصے پلاؤ زردے — برسے ہے ابر باران کھلوا دیے ہیں پردے

آیار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

اب شہر میں جہاں تک اوباش پیشہ ہیں یاں — بیٹھے دکان اوپر بے خوف و بے خطر ہیں یاں
معشوق ہیں بغل میں جیسے ہے سپہر ہیں یاں — اور سب غریب و غربا دلشاد اپنے گھر ہیں یاں

آیار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

آگے دکاں کے نالا ہے موج مار چلتا — عالم طرح طرح کا آگے سے ہے نکلتا
کوئی چھپکتا پانی اور کوئی ہے پھسلتا — ٹھٹھا ہے اور مزا ہے آپس میں ہے جو چلتا

آیار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

معمور ہیں جہاں کی سب تال اور تلیاں — سب بھر رہا ہے پانی ہوں نہر یا شہر یاں
اور ڈالیاں چمن کی بوندوں سے جھک رہی ہیں — بادل بھرے ہیں جیسے معشوق ہیں ڈگمنیاں

آیار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہے جو نظیر جنکی دھومیں اور مستیاں ہیں — سب سے زیادہ اسکو اب عیش مستیاں ہیں
معشوق ہیں بغل میں اور مے پرستیاں ہیں — شعروں سے موتیوں کی بوندیں برستیاں ہیں

گلیوں میں سیر دیکھی میلوں میں جا لگائی
اس شکل سے ہی اکثر کی حسن کی کمائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

لقمے کی طرح دل کو جس حسن نے مروڑا
دکھلا لکھی کا تیغا یا شست رو کا جوڑا
تو پال کر کبوتر اس سے ہی دل کو جوڑا
کیسا ہی پر کتر اٹھا پر مو ٹھ سے نچھوڑا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھا جو حسن یار و جو لعل یا انگارا
کل پاک حال رد کا اور لعل کو اتارا
تو لعل جیسی کا سے پھر پالنا بچارا
اس لعل کے ہی ڈھب میں اس پر بھی جال مارا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

بازار ہی میں حسن دیکھا تو کر کے دلگاری
دو اسکے ہنڈولے اسمیں رنگین نگاری
پنجرے بنا کے خاصے رنگین اور بجاری
ان پنجروں ہی میں کرنی پھر دکانداری

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

اچھا لگا جو دل کو سیمیں بدن پیارا
دکھلا کے چاندی سونا جیسے چمکتا تارا
تو کیمیا گری کا پھر ٹھاٹھ کا سنوارا
یارا ہی تھا تو اسکو اس ڈھب میں آ اتارا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

پایا جو رنگ بھولا تو بنکے رنگ بھریے
بولا کوئی تو اسمین کچھ تو خدا سے ڈریے
چھلے انگوٹھی ڈھالے سانچے کی کر کے بدریے
تو اس نے ہنس کے کہنا کچھ بات یان نکریے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن کوئی بلدار لہر کھایا
تو بین بجا کے ہر دم سانپونکا بھیس لایا
تو بن گئے سپیرے اور سانپ کو جلایا
اس سانپ کے ہی فن سے اپنا بھی من بنایا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن سرکش سیانے ہی ہو پکارے
پہنکی چڑیل جندی دیو و پری اتارے
دھونی فلیتے لکھے اور بھوت جن اتارے
اک چھوٹے منتر نہین کیسے کیسے نظارے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جو حسن بالا دیکھا تو گڑیان بنائین
کچھ چینیان منگائین کچھ پتلیان بنائین
دے سوئین ڈال گڑی اور گڑیان بنائین
ان پتلیون کی خاطر کیا پتلیان بنائین

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

پھر اک پلنگ اوتارا شیشے مین جڑ کے پاشا
سولی کا ہنس بگاڑا گاجر کا سو رپاشا
لکڑی کے پھول کترے اور سنگترہ تراشا
دکھلایا پھر اک بھاٹنے اس حسن کا تماشا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

میلوں میں آم جامن سیب و انار بیچے
سیروں میں دال ہونٹوں میں پاپڑ اچار بیچے
گھاٹوں میں جا جھینے نقد و ادھار بیچے
جنگلوں میں نکلے مالی پھولوں کے ہار بیچے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

گر آ پڑے کسی دن کچھ سیتلا ابر آئی
تو جھکڑو پالی دلکی سب سر پہ آئی
پھر نکلے بچاری کر حسن کی اگائی
اس سیتلا کی مت میں اپنی ہی مت گنوائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

ہولی کی پھر بہاریں آ پہونچی دائیں بائیں
تو نکلے جوگی چیلے باندھی عجب ہوائیں
آزاد بنوا ہو پھر کیں ندا صدائیں
اس حال قال ہی سے دیتن کو وہ عائیں

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

خوبی کا لہر گھاتا دیکھا جو حسن لہری
پاسے شبیہ جو ہٹے نکلے سب کے گلہری
کی بات وہی جو کچھ اسکے پسند ٹھہری
اس لہری سے دیکھی کیا کیا بہار گہری

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن سب کا تو بن سنگھ دو اسی
لڑکے جہاں کہ پڑا انہیں دیوانہ پن سباسی
لڑکپن کے سنگ کھانے اور شور و غل
... آخر اسی سماسی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھی جو نرم و نازک اس حسن کی کلائی
تھسیا بنکے چوڑی ہاتھوں مین کلن کھنائی
بیچے بہت کھلونے اور جو جوبن سے آئی
آخر بہکاری بنکر کی حسن کی گدائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

لازم ہے اسکو یارو عاشق وہی کہاوے
جو اسطرح کہانی کر حسن کو بڑھاوے
بھروپیا بھی اپنا بھروپ بھولجاوے
آگے نظیر کیا کیا عاشق کی دھن بناوے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

اژدہے کا بچا

بیچے ہے اسکو کوئی بلبل بیے کا بچا
اور بیچتا ہے کوئی طوطے ہرے کا بچا
مینا بیا لٹورا اور ابلقے کا بچا
تیتر بٹیر سارس شکرے لوے کا بچا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لو اژدہے کا بچا

کھاتے تھے ہمتو اس سے آگے پلاؤ قلیا
یارو وہی سوکھی روٹی یا باجرے کا دلیا
پھرتے ہین سر پہ رکھکر چالیس من کی ٹلیا
اب کوئی آگرے مین ایسا نہین ہے بلیا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لو اژدہے کا بچا

جب بیچتے تھے یارو ہم اژدہا پرانا
سو سو طرح کا جب تو آتا تھا ہم کو کھانا
اب کا ہی جو کم ہے تو بھی یہ دلمین ٹھانا
اک بچا اژدر لانا اور سودن بیچ کھانا

ستر ہزار تک بھی سودا نہیں کرینگے — اسی ہزار دیگا تو ہم بھی وے چلیں گے

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لواڑ دہے کا بچا

سب اٹھ گئے جہان سے وہ تھے جو لوگ جسیا — وہ رہ گئے ہیں جنکے گھر میں نہیں ہے ہنسیا
اس بات کو تو عمدہ ہو بھوگ کا بلسیا — جو اژدہے کو پالے ایسا ہے کون رسیا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لواڑ دہے کا بچا

آگے تو گھر بہ گھر تھے اکثر تمام داتا — سیمرغ پالتے تھے کرنے کو نام داتا
اپنے تو کوئی ہرگز آیا نہ کام داتا — سچ ہے نظیر آخر اجگر کے رام داتا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو لواڑ دہے کا بچا

در بیان مفلسی

جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی — کس کس طرح سے اسکو ستاتی ہے مفلسی
پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے مفلسی — بھوکا تمام رات سلاتی ہے مفلسی

یہ دکھ وہ جانے جسپہ کہ آتی ہے مفلسی

کہیے تو اب حکیم کی سب سے بڑی ہے شان — تعظیم جسکی کرتے ہیں نواب اور خان
مفلس ہوے تو حضرت لقمان کیا ہے یاں — عیسیٰ بھی ہو تو کوئی نہیں پوچھتا میاں

حکمت حکیم کی بھی ڈبو باتی ہے مفلسی

جو اہل فضل عالم و فاضل کہاتے ہیں — مفلس ہوے تو کلمہ تلک بھول جاتے ہیں

پوچھے کوئی الف تو اُسے بے بتاتے ہین
وہ جو غریب غربا کے لڑکے پڑھاتے ہین
اُنکی تو عمر بھر نہین جاتی ہے مفلسی

مفلس کرے جو آنکے محفل کے بیچ حال
سب جانین روٹیون کا یہ ڈالا ہے اسنے جال
گر گر پڑے تو کوئی نہ لیوے اُسے سنبھال
مفلس مین ہووین لاکھ اگر علم اور کمال
سب خاک بیچ آکے ملاتی ہے مفلسی

جب روٹیونکے بٹنے کا آکر پڑے شمار
مفلس کو دیوین ایک تونگر کو چار چار
گر اور مانگے وہ تو اُسے جھڑکین بار بار
اس مفلسی کا آہ بیان کیا کرون مین یار
مفلس کو اس جگہ بھی چباتی ہے مفلسی

مفلس کی کچھ نظر نہین رہتی ہے آن پر
دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر
ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے خوان پر
جسطرح کتے لڑتے ہین اک استخوان پر
ویسا ہی مفلسونکو لڑاتی ہے مفلسی

کرتا نہین حیا سے جو کوئی وہ کام آہ
مفلس کرے ہے اُسکے تئین انصرام آہ
سمجھے نہ کچھ حلال نہ جانے حرام آہ
کہتے ہین جسکو شرم و حیا ننگ و نام آہ
وہ سب حیا و شرم اُڑاتی ہے مفلسی

یہ مفلسی وہ شے ہے کہ جس گھر مین بھر گئی
پھر جتنے گھر تھے سب مین اُسی گھر کے در گئی
زن بچے روتے ہین گویا نانی گذر گئی
ہمسایہ پوچھتے ہین کہ کیا دادی مر گئی
بن مردے گھر مین شور مچاتی ہے مفلسی

لازم ہے گر غمی مین کوئی شور غل مچائے
مفلس بغیر غم کے ہی کرتا ہے ہائے ہائے
مرجاوے گر کوئی تو کہان سے اُسے اُٹھائے
اس مفلسی کی خواریان کیا کیا کہون مین ہائے

مردے کو بے کفن کے گڑاتی ہے مفلسی

کیا کیا مین مفلسی کی کہون خواری پھکڑیان — جھاڑو بغیر گھر مین بکھرتی ہین جھکڑیان
کونون مین جالے لپٹے ہین چھپر مین مکڑیان — پیسہ نہووے جنکے جلانے کو لکڑیان

دریا مین انکے مردے بہاتی ہے مفلسی

بی بی کی نتھ نہ لڑکونکے ہاتھون کڑے رہے — کپڑے میانکے بنیے کے گھر مین پڑے رہے
جب کڑیان بک گئین تو کھنڈر مین پڑے رہے — زنجیر نے کواڑ نہ چھپر کھڑے رہے

آخر کو اینٹ کھداتی ہے مفلسی

نقاش پر بھی زور جب آ مفلسی کرے — سب رنگ دم مین کر دے مصور کے گر برے
صورت بھی اسکی دیکھ کے منہ کھنچ رہے پرے — تصویر اور نقش مین کیا رنگ وہ بھرے

اسکے تو منہ کا رنگ اڑاتی ہے مفلسی

جب خوبرو پہ آن کے پڑتا ہے دن سیاہ — پھرتا ہے بوسے دیتا ہے ہر اک کو خواہمخواہ
ہرگز کسی کے دل کو نہین ہوتی اسکی چاہ — گر حسن ہو ہزار روپیہ کا تو اسکو آہ

کیا کوڑیونکے مول بکاتی ہے مفلسی

اس خوبرو کو کون دے اب دام اور درم — جو کوڑی کوڑی بوسہ کو راضی ہو دمبدم
ٹوپی پرانی دو تو وہ جانے کلاہ جم — کیونکر نہ جی کو اس چمن حسن کے ہو غم

جسکی بہار مفت لٹاتی ہے مفلسی

عاشق کے حال پر بھی جب آ مفلسی پڑے — معشوق اپنے پاس نہ دے اسکو بیٹھنے
آوے جو رات کو تو نکالے وہین اسے — اس ڈر سے یعنی رات کو دھنا کہین نہ دے

تہمت یہ عاشقون کو لگاتی ہے مفلسی

کیسی ہی دھوم دھام کی رنڈی ہو خوش جمال
جب مفلسی ہو کان پڑے سر پہ اُسکے جال
دیتے ہین اُسکے ناچ کو ٹھٹھے کے بیچ ڈال
ناچے ہے وہ تو فرش کے اوپر قدم سنبھال
اور اُسکو اُنگلیو نپہ نچاتی ہے مفلسی

اُسکا تو دل ٹھکانے نہین بھاؤ کیا بتائے
جب ہو پھٹا دوپٹہ تو کاہے سے مُنھ چھپائے
لے شام سے وہ صبح تلک گو کہ ناچ گائے
اوروں کو آٹھ سات تو وہ دو ٹکے ہی پائے
اِس لاج سے اسے بھی لجاتی ہے مفلسی

جس کسبی رنڈیکا ہو ہلاکت سے دل حزین
رکھتا ہے اُسکو جب کوئی آکر تماشبین
اک پون پیسے تک بھی وہ کرتی نہین نہین
یہ دکھ اُسی سے پوچھیے اب آہ جسکے تئین
صحبت مین ساری رات جگاتی ہے مفلسی

وہ تو یہ سمجھے دل مین کہ ڈھیلا جو پاؤن گی
دمڑی کے پان دمڑی کی مسّی منگاؤن گی
باقی رہی چھدام سو پانی بھراؤن گی
پھر دل مین سوچتی ہے کہ کیا خاک کھاؤنگی
آخر چبینا اُس کا بھناتی ہے مفلسی

جب مفلسی سے ہووے کلاونت کا دل اداس
پھرتا ہے لے طنبورے کو گھر گھر کے آس پاس
اک پاؤ سیر آٹے کی دل مین لگا کے آس
گوری کا وقت ہووے تو گاتا ہے وہ بہاس
یانتک حواس اُسکے اُڑاتی ہے مفلسی

مفلس جو بیاہ بیٹی کا کرتا ہے بول بول
پیسا کہان جو جا کے وہ لاوے جہیز مول
جورو کا وہ گلا ہے کہ پھوٹا ہو جیسے ڈھول
گھر کی حلال خوری تلک کرتی ہے ٹھٹھول
ہیبت تمام اُسکی اُٹھاتی ہے مفلسی

بیٹے کا بیاہ ہو تو نہ بیاہی نہ ساتھی ہے
نے روشنی نہ باجے کی آواز آتی ہے

مان پیچھے ایک میلی چادر اوڑھے جاتی ہے — بیٹا بنا ہے دولھا تو باوا براتی ہے

مفلس کی یہ برات چڑھاتی ہے مفلسی

گر بیاہ کر چلا ہے سحر کو تو یہ بلا — شہدار نانا ہیجڑا اور بھاٹ منڈچڑا

کھینچے ہوئے اُسے چلے جاتے ہین جابجا — وہ آگے آگے لڑتا ہوا جاتا ہے چلا

اور پیچھے تھپڑیون کو بجاتی ہے مفلسی

دروازے پر زنانے بجاتے ہین تالیان — اور گھر مین بیٹھی ڈومنی دیتی ہین گالیان

مالن گلے کی ہار ہو دوڑی لے ڈالیان — سقہ کھڑا سناتا ہے باتین رذالیان

یہ خواری یہ خرابی دکھاتی ہے مفلسی

کوئی شوم بے حیا کوئی بولا نکھٹو ہے — بیٹے نے جانا باپ تو میرا نکھٹو ہے

بیٹے پکارتے ہین کہ بابا نکھٹو ہے — بی بی یہ دل مین کہتی ہے اچھا نکھٹو ہے

آخر نکھٹو نام دھراتی ہے مفلسی

چولھا توا نہ پانی کے مٹکے مین آبی ہے — پینے کو کچھ نہ کھانے کو اور نے رکابی ہے

مفلس کے ساتھ سب کے تئین بے حجابی ہے — مفلس کی جورو سچ ہے کہ ہان سب کی بھابی ہے

عزت سب اُسکے دل کی گنواتی ہے مفلسی

کیسا ہی آدمی ہو پر افلاس کے طفیل — کوئی گدھا کہے اُسے ٹھہرا دے کوئی بیل

کپڑے پھٹے تمام بڑھے بال پھیل پھیل — منھ خشک دانت زرد بدن پر جما ہے میل

سب شکل قیدیون کی بناتی ہے مفلسی

ہر آن دوستون کی محبت گھٹاتی ہے — جو آشنا ہین اُنکی تو الفت گھٹاتی ہے

اپنے کی مہر غیر کی چاہت گھٹاتی ہے — شرم و حیا و عزت و حرمت گھٹاتی ہے

ہان ناخن اور بال بڑھاتی ہے مفلسی

جب مفلسی ہوئی تو شرافت کہان رہی
وہ قدر ذات کی وہ نجابت کہان رہی
کپڑے پھٹے تو لوگون مین عزت کہان رہی
تعظیم اور تواضع کی بابت کہان رہی
مجلس کی جوتیون پہ بٹھاتی ہے مفلسی

رکھتی نہین کسی کی یہ غیرت کی آن کو
سب خاک مین ملاتی ہے حرمت کی شان کو
سو محنتون مین اسکی کھپاتی ہے جان کو
چوری پہ آکے ڈالے ہے مفلس کے دھیان کو
آخر ندان بھیک منگاتی ہے مفلسی

دنیا مین لیکے شاہ سے اے یار تا فقیر
خالق نہ مفلسی مین کسی کو کرے اسیر
اشراف کو بناتی ہے اک آن مین فقیر
کیا کیا مین مفلسی کی خرابی کہون نظیر
وہ جانے جسکے دل کو جلاتی ہے مفلسی

خمسہ ولہ

کرون احوال کا اپنے بیان کیا تجھسے مین یارا
مرا جی نقد دل جسدن لیا عشق مین ہارا
پھرا از بس جو کوہ و دشت مین راتون کو آوارا
سحر آیا جو ہین مین کلبۂ احزان مین بیچارا
وہین اکبارگی جوش جنون نے دلکو للکارا

کہ بس کیا کر چکا عمر اپنی [illegible] شعلۂ آتش
دیا آیا تری گرمی مین جوں [illegible] شعلۂ آتش
نہین نالہ تو ہے دریا [illegible] شعلۂ آتش
پڑا ہے کیا فسردہ مثل [illegible] شعلۂ آتش
بہار آئی دکھا کر تجھ مین ہے کچھ قوت دیارا

[illegible] دل [illegible]
لیا [illegible]

کنار و جیب کی سب دھجیاں کر ڈالیں تا بسر
اُڑا کر گرد ملک خاک نکلا گھر سے پھر باہر
پڑھا یہ بند اور ہو کر کے نالہ آہ کا مارا

چنان اکنون ز خود رفتم نمیدانم کجا ہستم
برنگ جان گذشتم از سرِ راہ از کہ پیوستم
زرہ بگرفت اکنون این زمان شور جنون دستم
ہجوم محشر ہنگامہ ام دیوانہ ام مستم
نہ از پاے شناسم سر نمیدانم ز سر پا را

یہ پڑھتے ہی ہوئی بحر جنون کی ورسائی
عجب دیوانہ پن کی کے مچ آنکھوں مین لڑائی
جو ہین دریاے دل نے آکے پھر چلنے کی ٹھہرائی
قضا نے لا دین اک سقد زنجیر پہنائی
کہ جسکے غل کا پہونچا عرش کے کانون مین جھنکارا

خدا جانے اُڑا لائی قضا جا کر کہان سے وہ
زمین سے نکلی کا فریا کہ اُتری آسمان سے وہ
نرالی تھی غرض ای یارو زندان جہان سے وہ
کھٹکتی دور تک جاتی تھی اِس زور فغان سے وہ
مگر گرجا زمین سے رعد کی نوبت کا نقارا

کیا آکر جنون نے دل کا وان غلغلہ برپا
کہ ننگر آگ اور خس بن چلا یا گھر قیدیو کا
نہ وہ انبوہ رہا نے وہ مزا نے دھوم نے چرچا
نظیر آیا جو پھر ہوش مین تو کہکے یہ بولا
کہ آخر مرگیا سے رانہ وانی میشو دیارا

خمسہ

رکھ بوجھ سر پہ نکلا اشتر ملا تو ایسا
گھیرا خرابیون نے لشکر ملا تو ایسا
بڑھ گئے جو بال سر کے افسر ملا تو ایسا
مفلس کا زر دیکھا چور زر ملا تو ایسا
آنسو جو غم سے ٹپکا گوہر ملا تو ایسا

جب مفلسی کا آ کر سر پہ پڑا ہے سایا
بنتا ہے مفلسی میں مفلس کا آئنہ نقشا
پھرتا ہے مرد کیا کیا در در خراب رسوا
پورا ہنر جو سیکھا تو بھیک مانگنے کا
یہ بد نصیبی دیکھو جو پھر ملا تو ایسا

مفلس نے گرچہ مر کر کی نوکری کسی کی
جب مر کے ہاتھ ڈالا پائی نہ پھوٹی کوڑی
کیسی ہی محنتیں کیں لیکن طلب نہ پائی
کی عاشقی تو سر پر ہے اک چڑیسی ٹوپی
سو وہ بھی اُٹھے سے دلبر ملا تو ایسا

آخر کو تنگ ہو کر جب مفلسی کے مارے
واں سے سوا لنگوٹی ہرگز نہ پائی اُٹھے
چیلا ہوا کسی کا اور پہنے سیلی تاگے
دن کو دلائی جھاڑو شب کو منگائے ٹکڑے
مفلس کو پیر و مرشد رہبر ملا تو ایسا

آٹا ملا تو ایندھن چولھا رہا ندارد
گر ٹھیکری ہے تو سبو ہے تو کچھ مزا ندارد
روٹی پکائے کس پر گھر میں توا ندارد
تو چھید پیندی غائب جس پر گلا ندارد
پانی کا گر سبو نہیں جھجر ملا تو ایسا

قلیے پلاؤ زردے دودھ اور ملائی کو روئے
جب کچھ ہوا میسر دن رات رو کے دھوئے
پوری کچوری لڈو سب مفلسی نے کھوئے
یا خشک ٹکڑے چابے یا پانی کے بھگوئے
سوکھا ملا تو ایسا اور تر ملا تو ایسا

کمخواب تاش مشروع تن زیب اور ململ
پگڑی رہی نہ جامہ پٹکا رہا نہ آنچل
سب مفلسی کے ہاتھوں گئے اپنے ہاتھ مل مل
لے ٹاٹ کی قبا پر جو ڑا پرانا کمل
ابرا ملا تو ایسا استر ملا تو ایسا

پیسا کی پونچھ کھائی اور بان کو چبا کر
روٹی پکائی روڑو اور کھائی آدھ جلی

سونے کے وقت جھنگا گدڑا رہا نہ چادر | کھنی پہ سر کو رکھ کر سوئے فقط زمین پر

تکیہ ملا تو ایسا بستر ملا تو ایسا

جو صبح اور سورج جب آکے منہ دکھاوے | سے شام تک اسی کے گھر بیچ دھوپ جاوے
آندھی چلے تو گھر میں سب خاک دھول جاوے | برسے جو مینہ تو باہر اک بوند پھر نجاوے

پھوٹے نصیب دیکھو چھپر ملا تو ایسا

جس دل جلے کے اوپر دن مفلسی کے آئے | پھر دور بھاگے اُس سے اپنے اور پرائے
آخر کو مفلسی نے یہ دُکھ اُسے دکھائے | کھانا جہاں تھا بٹتا واں جا کے ٹکڑے کھائے

کمبخت کو جو کھانا اکثر ملا تو ایسا

تعظیم تھی ہر اک جا تھا پاس جب تلک زر | مفلس ہوا تو کوئی دیکھے نہ پھر نظر بھر
کپڑے کے بچھونوں سے بٹھیا جنہیں میں جا کر | سب فرش سے اُٹھا کر بٹھلایا جوتیوں پر

مفلس کو ہر مکان میں آدر ملا تو ایسا

گر مفلسی میں اُسکے دو تین لڑکے پائے | اور رکھنے والے لڑکے واں کھیلنے کو آئے
دیکھ اُنکے گہنے پاتے آنکھوں میں آنسو لائے | سرکی کو چھیل بیچے تیر اور کڑے بنائے

بدبخت کے بچوں کو زیور ملا تو ایسا

اسباب تھا تو کیا کیا رکھتے تھے لوگ ناتا | مفلس ہوا تو ہرگز رشتہ رہا نہ ناتا
نے بھائی بھائی کہتا نے بیٹا کہتا بابا | اسے نظیر مجھکو دنیا بہت سے آتا

اس مفلسی نے دے کو بستر ملا تو ایسا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنم کنھیا جی — مسدس

ہے ریت جنم کی یوں ہوتی جس گھر میں بالا ہوتا ہے
اس منڈل میں ہر من بھیتر سکھ چین دوبالا ہوتا ہے
سب بات بتھا کی بھولے ہے جب بھولا بھالا ہوتا ہے
آنند منڈلی باجت ہیں نت بھون اجالا ہوتا ہے
یوں نیک نچھتر لیتے ہیں اس دنیا میں سنسار جنم
پر انکے اور ہی لچھن ہیں جب لیتے ہیں اوتار جنم

سب ساعت یوں دنیا میں اوتار گربھ میں آتے ہیں
جو نارد منی ہیں دھیان بھلی سب انکا بھید بتاتے ہیں
وہ نیک مہورت سے جس دم اس سرشٹ میں جنمے جاتے ہیں
جو لیلا رچنی ہوتی ہے وہ روپ یہ جا دکھلاتے ہیں
یوں دیکھنے میں اور کہنے میں وہ روپ تو بالے ہوتے ہیں
پر بالے ہی پن میں انکے انکا رنرالے ہوتے ہیں

یہ بات کہی جو میں نے اب یوں اسکو تو اب دھیان لگا
جو پنڈت پستک بیچ لکھا تھا کنس جو راجا متھرا کا
دھن میں جس بہت بل تیج بڑھا ابھمان انیک اور ڈیل بڑا
گج اور تیز تنگ جیسے نکلے انبار ہی ہو اور زین سجا
جب بن ٹھن اونچی ہتی پر وہ پاپی آن نکلتا تھا
سب ساز جھلا جھل کرتا تھا اور سنگ کٹک دل چلتا تھا

اک روز جو اپنی بیچ بل پر وہ کنس بہت مغرور ہوا
اور ہنس کر بولا دنیا میں ہے دوجا کون بلی مجھسا
کت پانوں کر پربت کو چاہوں تو انکھیں دو پل میں گرا
اس دیس کا ڈھ بل چھینے ہے کون جو مجھسے ہو دو سوا
جو نشٹ کوئی [illegible]
وہ سامنے تیرا ایسا ہو جو [illegible]

بھو بیٹھا تھا جو کنس کے من میں وہ ڈر کر نیند نہ سوتا تھا
کچھ بات سہاتی نا اُسکو ہنستا اپنی پلک بھگوتا تھا
اُس سمے میں اُن دونوں کے جب کوئی بالک ہوتا تھا
کنس آن اُسے چھپ مارے تھا من بات بتا کار وتا تھا

اک مدت تک اُن دونوں کا اُس مندر میں یہ حال رہا
جو بالک اُنکے گھر جنما سو مارتا وہ چنڈال رہا

پھر آیا وان اک وقت ایسا جو آئے گرب میں منموہن
گوپال منوہر مرلیدھر شری کشن کشورن کیول نین
گھنشیام مراری بنواری گردھاری سندر شیام برن
پربھو ناتھ بہاری کان للا سکھدائی جگ کے دکھ بھنجن

جب ساعت پرگٹ ہونیکی وان آئی مکٹ دھریا کی
اب آگے بات جنم کی ہے جے بولو کشن کنھیا کی

تھا نیک مہینا بھادوں کا اور دن بدھ گنتی آٹھن کی
پھر آدھی رات ہوئی جس دم اور ہوا نچھتر روہنی کی
سب ساعت نیک مہورت سے وان جنمے آکر کشن جبھی
اُس مندر کی اندھیاری میں جو اور اجیالی آن بھری

بسدیو سے بولیں دیوکی جی مت ڈر کے ہوں میں دھیر کرو
اس بالک کو تم گوکل میں لے پہونچو اور مت دیر کرو

جو اُسکو تم لیجاؤ نہیں یاں تک بھی بیر لگاؤ گے
وہ دشٹ اسے بھی ماریگا پچھتاتے ہی رہ جاؤ گے
اس وقت سنبھالکر تم اسکو جو گوکل میں پہونچاؤ گے
اس بات میں یہ پھل پاؤ گے جو اسکی جان بچاؤ گے

وان گوکل باشی جو اُس کو لے اپنی گود سنبھالیگا
کچھ نام وہ اُسکا رکھ لیگا اور مہر دیا سے پالیگا

جو حال یہ وان جا پہونچیگا تو اُسکا جی بچ جاویگا
جو کرم میں لکھی ہے تو پھر بھی گھر پھر آن دکھاویگا
جس گھر کے بیچ پلیگا یہ وہ گھر کا بھاگ جگاویگا
ہم اُس سے ملنے جاویں گے یہ ہم سے ملنے آوے گا

شہ کا تم ہیں کچھ دکھ تو دی سے جھگڑا اور بکھیڑا [illegible]
نت کچھ کو کیا چلیگا اسکو یاد [illegible] اسکے دیکھے سے

جو آدھی رات ابھی تو یاں لیجاؤ اسے تم حال اُدھر
لپٹا لو اپنی چھاتی سے دو آؤ جا کے اور کے گھر

من بیچ انھوں کے تھا ڈر یہ دن ہووےگا تو کنس آکر
اِک آن میں اُسکو ماریگا رہجاوینگے ہم آنسو بھر

یہ بات نہ تھی معلوم اُنھیں یہ بالک جگ تاریگا
کب مار سکیگا کنس اسے یہ کنس کو آپ ہی ماریگا

جب دیوکی نے بسدیو وان سے رو کر یہ بات کہی
وہ بولے کیونکر لیجاؤں ہے باہر تو چوکی بیٹھی

اور دوار لگے ہیں تالے کل کچھ بات نہیں بن سکیگی
تب دیوکی بولی لیجاؤ من اِیشر کی رکھ آس ابھی

وہ بالک کو جب لے نکلے سب بندکر پٹ چھوٹ گئے
تھے تالے جتنے دوار لگے اِس آن جھڑا جھڑ ٹوٹ گئے

جب آئے چوکیدار و نین تب وان بھی یہ صورت دیکھی
سب سوتے پائے اُس ساعت ہر آن جو دیتے تھے چوکی

جب سوتا دیکھا اُن سب کو ہو نربھو نکلے وان سے بھی
پھر آئے جمنا پہ جو ہیں پہنچے جمنا دیکھی بہت چڑھی

یہ سوچ ہوا من بیچ انھیں اب اِس جل میں کیسے دھریے
ہے رین اندھیری سنگ بالک ان جتنا میں اب کیا کریے

یوں منہ میں کہہ کر پھر چلئے پھر آپ ہی من مضبوط ہوا
بھگوان دیا پانؤں اُس لگا وان جمنا جی پر دھیان دھرا

جوں جوں پانوں بڑھاتے تھے وہ پانی چڑھتا آتا تھا
یہ بات لگی جب ہونے وان بسدیو ہوگئے سن گھبرا

جب پانوں بڑھائے بالک نے جو آپ ہی اوپر جل میں
جب جمنا نے پگ چوم لیے جا پہنچے پار وہ اک پل میں

جب آن براج گوکل میں پہنچا اک شان یہیں پائی دکھلا
تب وان سے چلتے چلتے وہ بستی کے دوارے آ پہنچے

وان نند محل کے دروازے بھی سب کھلے تب وہ گھر کے
جو چوکی والے سوتے تھے اب کون انھیں ہوں کے ٹوکے

جب بیچ محل کے جا پہنچے سب سوتے واں گھر والے تھے
ہر جا ہر طرف اُجیالی تھی جیوں [illegible] کر پائے تھے

اک اور اچنبھا یہ دیکھو جو رات جنم سری کشن کی تھی
اُس رات جسودا کے گھر میں تھی جنمی بالا وہ اک لڑکی
واں سوتے دیکھ جسودا کو اور بدلی کر اس بالک کی
اُس لڑکی کو وہ آپ اُٹھا لے نکلے آئے متھرا جی
جب لڑکی لائے مندر میں سب تالے مندر لاگ اُٹھے
جو چوکی دینے والے تھے وہ سب پھر اُس دم جاگ اُٹھے

جب بھور ہوئی تب گھبرا کر سدھ کنس نے لی اس مندر کی
جب تالے کھلوا بیچ گیا تب لڑکی جنمی اک دیکھی
نے ہاتھ پھرایا چکر دی تو ٹیکے وہ بن ٹیکے ہی
یوں جیسے بجلی کوندے ہے جب چھوٹا ہو اپر جا پہونچی
یہ کہتے نکلے اے مورکھ کیا تو نے سوچ بچارا ہے
وہ جیتا اب تو سیس مکٹ جو تیرا مارن ہارا ہے

جب کنس نے واں یہ بات سنی من بیچ بہت سا الجھایا
جو کارج ہونے والا ہے وہ ٹالے سے کب ہے ٹلتا
سو فکر کرو سو سوچ کرو سو بات سناؤ حاصل کیا
آخر وہی یاں ہوتا ہے جو ماتھے کے ہے بیچ لکھا
ہیں کہتے بدھ جیسا اب یاں وہ سوچ بڑی ٹھہرائی ہے
تقدیر کے آگے ہے یارو تدبیر نہیں کام آتی ہے

اب نند کے گھر کی بات سنو واں ایک اچنبھا یہ ٹھہرا
جو رات کو جنمی تھی لڑکی اور دیکھو ر کو دیکھا تو لڑکا
گھوڑتا لیں چھوٹیں تاج ہوا اور نوبت کا غل شور مچا
پھر کشن کنہیا نام رکھا سب گھر کے مل بیٹھے آ
سب نند جسودا اور گوات کرنے واں پھیرے لگے
پکوان مٹھائی میوے کے ہر تاری آگے ڈھیر لگے

سب ناریاں آئیں گہنے کی اور پاٹ کی سن آ بیٹھیں
کچھ ڈھول بجیرے لاتی تھیں کچھ گیت جچا کا گاتی تھیں
کچھ ہر دم مکھڑا اس بالک کا بلہاری ہو کر دیکھ رہی تھیں
کچھ تھال بچھے کھیشیں کچھ سونٹھ سٹھوڑا کرتی تھیں
کچھ کہتی تھیں ہم بیٹھے ہیں نیگ آج کے دن کا لینے کو
کچھ کہتی تھیں ہم تو آئے ہیں آنند بدھاوا دینے کو

جو ننگی جوگی تھے اُنکو اُس آن نپٹ خوشحال کیا ‌ پھر آئے باگے ریشم کے اور زر بھی بخشا بھیرا
اور جتنے ناچنے والے تھے اسباب انھین بھی چھوٹ دیا ‌ مہمان جو گھر مین آئے تھے سب اُنکو بھی ارمان رکھا

دن رات چھٹی کے ہونے تک من خوشدل لوگ لگائی کا
تھل تھل روپے اور مہرین دین جب نیگ چکایا دائی کا

نند اور جسودا بالک کو وان ہاتھوں چھاؤں مین رکھتے ‌ نت پیار کرین من مگن رہین ہر آن سکھی ابرن کے بنکے
جی بہلاتے من پرچاتے اور خوب کھلونے منگواتے ‌ ہر آن جھلاتے پالنے مین ادھر اور اودھر بیٹھے

کر یاد نظیر اب ہر ساعت اُس پالنے اور اُس جھولے کی
آنند سے بیٹھو مین کر جے بولو کان جھنڈولے کی

بالپن بانسری بجیّا

یارو سنو یہ دودھ کے لُٹیّا کا بالپن ‌ اور مدھ پوری نگر کے بسیّا کا بالپن
موہن سروپ کرت کریّا کا بالپن ‌ بن بن کے گوال گوؤن چریّا کا بالپن

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

ظاہر مین ست وہ نند جسودا کے آپ تھے ‌ ورنہ وہ آپ مائی تھے اور آپ ہی باپ تھے
پردہ مین بالپن کے یہ اُنکے ملاپ تھے ‌ جوتی سروپ کہئے جنھین سو وہ آپ تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

اُنکو تو بالپن سے نہ تھا کام کچھ ذرا ‌ سنسار کی جو ریت تھی اُسکو رکھا بجا
مالک تھے وہ تو آپی اُنھین بالپن سے کیا ‌ وان بالپن جوانی بڑھاپا سب ایک تھا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

مالک جو ہووے اسکو سبھی ٹھاٹھ یاں سرے
چاہے وہ ننگے پاؤں پھرے یا مکٹ دھرے
سب روپ ہیں اسی کے جو کچھ چاہے سو کرے
چاہے جوان ہو چاہے لڑکپن سن بھرے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

بارے ہو برج راج جو دنیا میں آگئے
لیلا کے لاکھ رنگ تماشے دکھا گئے
اس بالپن کے روپ میں کتنوں کو بھا گئے
اک یہ بھی لہر تھی کہ جہاں کو جتا گئے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

یوں بالپن تو ہوتا ہے ہر طفل کا بھلا
پر اُنکے بالپن میں تو کچھ اور ہی بھید تھا
اس بھید کی بھلا جی کسی کو خبر ہے کیا
کیا جانے اپنے کھیلنے آئے تھے کیا کلا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

رو ہاروں کے یاروں جتنے جا غور تھے
لڑکوں میں وہ کہاں ہیں جو کچھ اپنے طور تھے
آپ ہی وہ پربھو ناتھ تھے آپ ہی وہ دور تھے
اُنکے تو بالپن ہی میں تیور کچھ اور تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

وہ بالپن میں دیکھتے جیدھر نظر اٹھا
پتھر بھی ایکبار تو بن جاتا موم کا

اُس روپ کو گیانی کوئی دیکھتا جو آ
ڈنڈوت ہی وہ کرتا تھا ماتھا جھکا جھکا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

پر وہ نہ بالپن کا نہ کرتے اگر ذرا
کیا تاب تھی جو کوئی نظر بھر کے دیکھتا
جھاڑ اور پہاڑ دیتے سبھی اپنا سر جھکا
پر کون جانتا تھا جو کچھ اُنکا بھید تھا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

موہن مدن گوپال کرے بنس بین ہرن
بلہاری ہوں اُنکے نام پہ میرا یہ تن بدن
گردھاری نند لال ہری ناتھ گوردھن
لاکھوں کیے بناؤ ہزاروں کیے جتن

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

پیدا تو مدتوں میں ہوئے شیام جی مُرار
گوکل میں آکے نند کے گھر میں لیا قرار
نند انکو دیکھ ہوتا تھا جی جان سے نثار
مانی جسودا پیتی تھی پانی کو وار وار

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

جب تک کہ دودھ پیتے رہے گوال برج راج
سبکے گلے کے کٹھلے تھے اور سبکے سر کے تاج
سندر جو ناریاں تھیں وہ کرتی تھیں کام کاج
رسیا کا اُن دنوں تو عجب رس کا تھا مزاج

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

بدشکل سے تو لوگ سدا دور ہٹتے تھے
اور خوبرو کو دیکھ کے ہنس ہنس چمٹتے تھے
جن ناریوں سے اُنکے غم و درد بٹتے تھے
اُنکے تو دوڑ دوڑ گلے سے لپٹتے تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

اب گھٹنیوں کا اُنکے میں چلنا بیان کروں
یا میٹھی باتیں مُنھ سے نکلنا بیان کروں
یا بالکوں میں اسطرح پلنا بیان کروں
یا گودیوں میں اُنکا مچلنا بیان کروں

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

پاٹی پکڑ کے چلنے لگے جب مدن گوپال
دھرتی تمام ہو گئی اک آن میں نہال
باسک چرن چھونے کو چلے چھوڑ کر پتال
آکاس پر بھی دھوم مچی دیکھ انکی چال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

تھی ان کی چال کی تو عجب یارو چال ڈھال
پاؤں میں گھنگرو باجتے سر پر جھنڈولے بال
چلتے ٹھمک کے جو وہ ڈگمگاتی چال
تھامیں کبھی جسودا کبھی نند لیں سنبھال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

پہنے جگا گلے میں جو وہ دکھنی چیر کا
گہنے میں بھر رہا گویا لڑکا امیر کا
جاتا تھا ہوش دیکھ کے شاہ و وزیر کا
میں کسطرح کہوں اسے چھورا اہیر کا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

جب پاؤں چلنے لاگے بہاری نول کشور — ماکھن اُچکّے ٹھہرے ملائی دہی کے چور
منہ ہاتھ دودھ سے بھرے کپڑے بھی شور بور — ڈالا تمام برج کی گلیوں میں اپنا شور

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

کرنے لگے یہ دھوم جو گردھاری نندلال — اک آپ اور دوسرے ساتھ اُن کے گوال بال
ماکھن دہی چرانے لگے سب سے دیکھ بھال — دی اپنی دودھ چوری کی گھر گھر میں دھوم ڈال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

تھے گھر جو گوالنوں کے لگے گھر سے جا بجا — جس گھر کو خالی دیکھا اسی گھر میں جا چھپا
ماکھن ملائی دودھ جو پایا وہ کھا لیا — کچھ کھایا کچھ خراب کیا کچھ گرا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

کوٹھی میں ہووے پھر تو اسی کو ڈھنڈورنا — گولی میں ہو تو اُس میں بھی جا منہ کو بورنا
اونچا ہو تو بھی کاندھے پہ چڑھ کر نہ چھوڑنا — پہنچا نہ ہاتھ تو اُسے مُرلی سے پھوڑنا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

گر چوری کرتے آ گئی گوالن کوئی وہاں — اور اُس نے آ پکڑ لیا تو اُس سے بولے یاں
میں تو ترے دہی کی اُڑاتا تھا مکھیاں — کھاتا نہیں میں اسکی نکالے تھا چیونٹیاں

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن — کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

گر مارنے کو ہاتھ اٹھاتی کوئی ذرا — تو اسکی انگیا پھاڑتے گھونسے لگا لگا
چلاتے گالی دیتے مچل جاتے جا بجا — ہر طرح واں سے بھاگ نکلتے اڑا چھڑا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

غصے میں کوئی ہاتھ پکڑتی جو آن کر — تو اسکو وہ سروپ دکھاتے تھے من ہر
چوآپی لا کے دھرتی وہ ماکھن کٹوری بھر — غصہ وہ انکا آن میں جاتا وہیں اتر

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

انکو تو دیکھ گوالنیں جی جان پاتی تھیں — گھر میں اسی بہانے سے انکو بلاتی تھیں
ظاہر میں انکے ہاتھ سے وہ غل مچاتی تھیں — پردے میں سب وہ کشن کے بلہاری جاتی تھیں

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

کہتی تھیں دل میں دودھ جو اب ہم چھپائینگے — سب کشن اسی بہانے ہمیں منہ دکھائینگے
اور جو ہمارے گھر میں یہ ماکھن نہ پائینگے — تو انکو کیا غرض ہے یہ کاہیکو آئینگے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

سب مل جسودا پاس یہ کہتی تھیں آکے بیر — اب تو تمہارا کانھ ہوا ہے بڑا شریر
دیتا ہے ہمکو گالیاں پھر مارتا ہے چیر — چھوڑے دہی نہ دودھ نہ ماکھن مہی نہ کھیر

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن — کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

ماتا جسودا اُنکی بہت کرتی منتیاں
جب کانھ جی جسودا سے کرتے یہی بیان
اور کانھ کو ڈراتی اُٹھا بن کی سانٹیاں
تم سچ نہ جانو ماتا یہ ساری ہیں جھوٹیاں

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

ماتا کبھی یہ مجھکو پکڑ کر لجاتی ہیں
جب ناچتی ہیں آپ مجھے بھی نچاتی ہیں
گانے میں اپنے ساتھ مجھے بھی گواتی ہیں
آپ ہی تمھارے پاس یہ فریادی آتی ہیں

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

ماتا کبھی یہ میری چھنگلیا چھپاتی ہیں
آپ ہی مجھے رُٹھاتی ہیں آپ ہی مناتی ہیں
جاتا ہوں راہ میں تو مجھے چھیڑ جاتی ہیں
مارو انھیں یہ مجھکو بہت ستاتی ہیں

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

اک روز منھ میں کانھ نے ماکھن چھپا دیا
منھ کھول تین لوک کا عالم دکھا دیا
پوچھا جسودا نے تو وہیں منھ بنا دیا
اک آن میں دکھا دیا اور پھر بھلا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بال پن

تھے کانھ جی تو نند جسودا کے گھر کے ماہ
انکو جو دیکھتا تھا سو کہتا تھا واہ واہ
موہن نول کشور کی تھی سب کے دل میں چاہ
ایسا تو بال پن نہ ہوا ہے کسی کا آہ
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بال پن

سب ملکے یار کشن مراری کی بولو جے
گوبند چھیل کنج بہاری کی بولو جے
دو چور کہاری ناتھ بہاری کی بولو جے
تم بھی نظیر کشن بہاری کی بولو جے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیّا کا بالپن

بانسری

جب مرلی دھر نے مرلی کو اپنی ادھر دھری
کیا کیا پریم پیت بھری اسمیں دھن بھری
لے اسمیں رادھے نام کی ہر دم بھری کھری
لہرائی دھن جو اسکی ادھر اور ادھر دری

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

کتنے تو اسکے سننے سے دھن ہو گئے دھنی
کتنوں کی سدھ بسر گئی جس دم وہ دھن سنی
کتنوں کی من سے کل گئی اور بیاکلی چنی
کیا نر سے لیکے ناریاں کیا کوڑھ کیا گنی

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیّا نے بانسری

جس آن کانھ جی کو وہ بنسی بجاونی
ہر من کی ہو کے موہنی اور چت لبھاونی
جس کان بیچ وہ آوتی وان بھی بجھاونی
نکلی جہاں دھن اسکی وہ ٹھہری سہاونی

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

جس آن اپنی بنسی وہ سیکشن نے آ سجی
مرلی بجایا آپ کو ناری سے سدھ تجی
اس سانورے بدن پہ بنٹ آنکر سجی
انگلی ادھر سے آکے وہ بنسی جب بجی

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

گوالوں میں نندلال بجاتے وہ جس گھڑی گو ویں دھن اسکی سننے کو رہجاتیں سب کھڑی
گلیوں میں جب بجاتے تو وہ اسکی دھن بڑی لے لے کے اتنی لہر جہاں کان میں پڑی

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بنسی کو مُرلی دھر جی بجاتے گئے جدھر پھیلی دھن اسکی روز ہر اک دل میں کر گذر
سنتے ہی اسکی دھن کی حلاوت ادھر اُدھر منھ چنگ ورنے کی دھنیں دل سے بھول کر

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بن میں اگر بجاتی تو واں تھی یہ اسکی چاہ کرتی دھن اسکی پنچھی پکھیرو کے دل میں راہ
بستی میں جو بجاتی تو کیا شام و کیا پگاہ پڑتی ہی دھن وہ کانوں میں بلہاری ہو چاہ

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

کتنے تو اسکی دھن کے لیے رہتے بے قرار کتنے لگائے کان اُدھر رکھتے بار بار
کتنے کھڑے ہو راہ میں کرتے تھے انتظار آتے جدھر بجاتے ہوئے شیام جی مُرار

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

موہن کی بانسری کی میں کیا کیا کہوں صفت لے اسکے سُر کی موہنی دھن اسکی جیتے ہرن

اس بانسری کا آن کے جس جا ہوا بجن — کیا جل پون نظیر پکھیرو و کیا ہرن

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

لہو و لعب کنھیا

تعریف کروں میں اب کیا کیا اس مرلی دھر بجیا کی — نت سیوا کنج پھرا کی اور بن بن گئو چریا کی
گوپال بہاری بنواری دکھ ہرنا مہر کریا کی — گردھاری سندر شیام برن اور پنڈ رچی گنگ جمنا کی

یہ لیلا ہے اس نند للن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

اک روز خوشی سے گیند تری کی موہن جمنا تیر گئے — واں کھیلن لاگے ہنس ہنس کے یہ کہہ کر گوال اور بالن سے
جو گیند تری جا جمنا میں پھر جا کر لاوے جو پھینکے — وہ آپی اندر جامی تھے کیا ان کا بھید کوئی پاوے

یہ لیلا ہے اس نند للن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

واں کشن منموہن نے سب گوالن سے یہ بات کہی — اور آپی سے جھٹ گیند اٹھا اس کالی وہ ڈین الدی
پھر آپی جھٹ سے کود پڑے اور جمنا جی میں ڈبکی لی — سب گوال سکھا حیران رہے پر بھید نہ سمجھے اک رتی

یہ لیلا ہے اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

یہ بات سنی برج ناری نے تب گھر گھر اس کی دھوم مچی — نند اور جسودا آ پہونچی سدھ بھول گئی اپنے تن کی
آ جمنا پر غل شور ہوا اور گھبرا دے دل میں آگ لگی — کوئی آنسو ڈالے ہاتھ ملے پر بھید نہ جانے کوئی بھی

یہ لیلا ہے اس نند للن منموہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

جس میں کود کے منموہن آن چھپا تھا اک کالی
پھن مارے پھونکا زور کیے اور پہر دن تک وان کشتی کی
سر پانوں سے اُنکے آ لپٹا اُس کے بہتیر دیکھتے ہی
پھنکاریں لیں پل تیج کیے پر کشن ہے وان ہنستے ہی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھو دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیّا کی

جب کالے نے سو پیچ کیے پھر ایک کلا وان شیام نے کی
پھر ناتھ لیا اُس کالے کو اک پل بھر میں نہ دیر لگی
اس طور بڑھایا تن اپنا جو اُسکا نکس لاگا جی
دہ وار کیا اور اُستت کی ناگن بھی پھر پانوں پڑی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھو دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیّا کی

اُس وہ میں نند شیام ہرن اُس کالی کو جب ناتھ چکے
کر اپنے بس میں کالے کو مسکیانے مُرلی دھر دھر کے
لی ناتھ کو اُسکے ہاتھ اپنے پھر پھن کے اوپر چڑھ گئے
جب باہر آئے منموہن سب خوش ہو کر جے بول اُٹھے

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھو دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیّا کی

تھے جمنا پر اُس وقت کھڑے وان جتنے نرناری
دکھ جتنا من سے دور ہوا آنند کی آئی پھر باری
دیکھا اُنکو سب خوشحال ہو جب باہر نکلے نہواری
سب درشن پا کر شاد ہوئے اور بولے جے جے بلہاری

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھو دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیّا کی

نند اور جسودا کے من میں شبد بدھاوے کی پھر آن پڑی
سب برج باسی کے گھر میں آنند خوشی اُس دم چھائی
سکھ چین ہوئے گھر گھر پھر لگی کچھ دان پن کی ٹھہرائی
اُس روز انھوں نے کیتی ہیں نظیر اک لیلا اپنی دکھلائی

یہ لیلا ہے اُس نند للن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھو دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیّا کی

شادی کنھیا

جہاں میں جس وقت کشن جی کی اتا سُدھ بُدھ کی پا رہی آ
سنبھالا ہوش اور ہوئے سیانے وہ بالپن کی ادا بھلائی
ہوا قد اُنکا کچھ اسطرح سے کہ قمری جسکی فدا کہائی
نکالیں طرزیں پھر اور ہی کچھ بدن کی سج دھج نئی بنائی
ہوئی خوشی نند کے جو منمیں بہت ہوئیں خوش جسودا مائی

جو سدھ سنبھالی تو کشن کیا لگے پھر اپنی پھبن دکھانے
جگہ جگہ پر لگے مٹکنے ادا سے بنسی لگے بجانے
وہ پھر پڑے گوؤں کو ساتھ لیکر خوشی خوشی سے بنوں میں جانے
جو دیکھا نند اور جسودا نے یہ کہ شیام اب تو ہوئے سیانے
یہ ٹھہری دونوں کے منمیں آکر کریں اب انکی کہیں سگائی

پھر آپس میں سوچی انکی ایسی جگہ ہو اب انکی نسبت
بڑا ہو گھر اور بڑے ہوں سیانے بہت ہو دولت بہت ہو حشمت
ہمارے گوکل میں ہے جو خوبی اسی طرح کی ہو انکی عزت
وہ لڑکی جس سے کہ ہوسگائی سو وہ بھی ایسی ہو خوبصورت
ہیں جیسے سندر کشور موہن نول دولارے کنور کنہائی

کئی جو ناری وہ بوڑھیاں تھیں جسودا جی نے انھیں بلایا
جو بھید تھا اپنے منکا جسودا نے ان سبھوں کو تئیں بتایا
کسیکو ادھر کسیکو اودھر سگائی ڈھونڈھن کہیں پٹھایا
پھریں بہت ڈھونڈھتی وہ ناریں جسودا جی نے جو انھیں سنایا
نہ دیکھا ویسا گھر اک انھوں نے نہ ویسی کوئی دولاری پائی

وہ ناریاں جب نہیں پھر آئیں تو بولی ان میں سے ایک ناری
ہے یہ جو برسانا اسمیں ہیگی برکھبھان کی نول دولاری
ہیں رادھکا نام اسکا کہتی بہت ہے سندر بہت پیاری
کہی یہ ہم نے تو بات اُسسے اب آگے مرضی جو ہو تمہاری
کرو سگائی لگن کی اُسجا کہ اسمیں ہیگی بہت بھلائی

یہ سن جسودا نے اسمیں جب یہاں ادھر کو ناری کئی پٹھائیں
جہاں وہ گھر تو بیان کیا تھا وہ ناریاں سب ادھر کو دھائیں
چلیں وہ گوکل سے دلمیں خوش ہو وہ ہنس کے برسانے بیچ آئیں
انھوں نے آکر بہت سا کرکے سندر کی ان وہ سب نے بٹھائیں
جو دیکھیں یہ تو لگیں سنانے ادھر ادھر کی بہت بڑائی

جو کہہ چلیں ادھر اودھر کی تو پھر سگائی کی بات کھولی
بڑے ہو تم بھی جی ہیں بھی یہ بات ہو تو خوب بولی
ہے جیسا سندر انھوں کا لڑکا تمھارے بھی ہے ویسی لڑکی
ادھر بھی دولت ادھر بھی حشمت خوشی و خوبی طرح طرح کی

انھوں نے اپنی بہت جتائی پر انکے دلمیں نہ کچھ سمائی

جو رادھکا کی وہ ماں تھی کیرت سنیں یہ باتیں وہ بولی ہنس کر
وہ ایسی کیا ہیں جو اب ہمارے اور ان کے ہوں برابر
ہیں جیسے وہ تو سوا ہیں ان سے ہمارے گھر کے تو کتنے چاکر
ہم اپنی لڑکی انھیں نہ دینگے وہ ایسا کیا گھر وہ ایسا کیا بر

کرو ہمارے گھر میں تم یہاں اب اس سگائی کی بات کاہی

سنا جب ان ناریوں نے یہ تو چلیں ادھر سے وہ شرم کھائیں
بہت ہی منہ کو بنا ہو ہوستا چپ وہ پھر کے گوکل کے بیچ آئیں
سنی جو باتیں تھیں واں انھوں نے وہ سب جسودا کو آ سنائیں
یہ باتیں سن کر جسودا منہ میں بہت خفا ہو بہت لجائیں

سوائے خفگی کے آگے کچھ واں جسودا مائی سے بن نہ آئی

جب اس سگائی کی یوں نہ بیٹھے واں برا جسودا نے منہ میں مانا
جو بھید انکا کلا سے اپنے یہ بن جتائے ہی سب ہے جانا
کہا یہ منہ میں کہ کوئی لیلا کو چاہیے اب ادھر دکھانا
بنا کے موہن سروپ ٹھٹ پر کھڑی یہ برسانے بیچ جانا

گئے وہیں ہر پھر اس مکان میں اور اپنی بنسی وہاں بجائی

بجی جو موہن کی بانسری واں تو دھن کچھ اس کی بجھ چکی تھی
پڑی وہ دھن جس کے کان میں آ اسے سدھ اپنے بدن کی بسری
بھلائی بنسی نے کچھ تو سدھ بدھ ادھر جھلک جو سروپ کی تھی
ہر اک طرف کو ہر اک مکاں پر جھلک وہ ہر کی کچھ ایسی چمکی

کہ جسکی ہر اک جھلک کے دیکھے تمام بستی وہ جگمگائی

سہیلیوں سنگ رادھکا جی کہیں ادھر کو جو آن نکلی
سروپ دیکھا وہ کشن جی کا ادھر سے آنکھ ان کی وہ مرلی
جو ہیں وہاں رادھکا جی آئیں سو ایسی بھی ہیں موہنی کی
دکھایا اپنا سروپ ایسا کہ انکی صورت کو دیکھتے ہی

ادھر تو رادھا کے ہوش کھوئے ہر اک سہیلی کی سدھ بھلائی

دکھا کے روپ اور بجا کے مرلی پھر آئے گوکل میں نند لالا
پھر اک کلا کی وہ تھے دیکھتے کہ رادھا گوری کو مار ڈالا

بہت دوائیں اُنھوں نے کیں پر اُن سے فائدے نہ نکلا
پھر آپ موہنی نے بیٹھ کر بدوا کی تھیلی کو وہاں سے اُٹھا لا

اُنکا رسّے بر سانے بیچ جا کر کہ اچھی کرتے ہیں ہم دوائی

ادھر تھے ہارے دوائیں کر کے سنی اُنھوں نے جو بات اُنکی
بُلا کے جلدی سُندر کے بچھیتر دکھائی رادھا جو وہ دکھتی تھی
اُنھوں نے واں کچھ دوا بھی دی اور دکھائی جو کچھ تھی مسٹکی
پڑھ منت کیا تھی وہ اک کلا تھی ہوئیں وہیں اچھی پھر رادھکا جی

ہر اک نے کی واہ واہ ہر دم اور اپنی گردن بہت جھکائی

ہوئی جو چنگی وہ رادھکا جی تو جب زمین تیتی کی ٹھہری
وہ بر کھبان اور سبھی کُٹم کے یہ بات من بیچ آکے ٹھہری
کہ رادھکا کی سگائی اُنسے کریں تو ہوگی یہ بات اچھی
جو رسم ہوئی سگائی کی ہے وہ سب اُنھوں نے خوشی سے کر دی

نظیر کہتے تھے اس طرح سے ہوئی ہے سکشن کی سگائی

دسم کتھا

اے دوستو یہ حال سُنو دھیان رکھ ذرا
اور ہر طرف سے دھیان کے تئیں ٹک اِدھر کو لا
جو چاہے اسکا واسطے سب کے تئیں بھلا
کہتا ہوں میں یہ اگلے زمانے کا ماجرا

ہے نام اِس بیان کا یارو دسم کتھا

سکھدیو نے کتھا یہ پرچھیت سے ہے کہی
اُسنے سُنی تو اُس کا ہوا دل بہت خوشی
پھر بکھیم ایک راجہ سندر کی بستی مندری
تھے پانچ بیٹے اُسکے بہت سندر اور بلی

گھر بار اُس کا دولت و حشمت سے بھر رہا

بیٹا بڑا تھا اُسکا سو اُسکا رُکم تھا نام
اور رکمنی ہے بیٹی بہت خوب خوشخرام
روپ اور سروپ میں تھے سہ بانون سے تمام
سکھیوں سہیلیوں میں وہ رہتی تھیں خوشخرام

گہنا لباس تن پہ رہا تھا جھمک رہا

ناگاہ دہ من ایکدن آئے جہاں پہ تھی رکمنی
اور اُس سے بات اُنھوں نے وہ سکشن کی کہی

لیلا سنائیں وہ سبھی روپ اور سروپ کی | جب رکمنی نے خوبی وہ سب کشن کی سنی
سنتے ہی انکی ہو گئی جی جان سے فدا

ٹھہری یہ رکمنی کے وہیں دل میں آن کر | بر نی جبھی میں جاؤں ملے جب وہ مجھکو بر
دن رات دھیان اپنا لگی رکھنے وہ ادھر | آنکھوں کو اپنی کرنے لگی آنسوؤں سے تر
بیچین دل میں رہنے لگی سب سے ہو خفا

چھپتی نہیں چھپائے سے صورت جو چاہ کی | سکھیاں سہیلیاں جو تھیں اور لڑکیاں سبھی
دیکھی جو رکمنی کی انھوں نے یہ بے کلی | جانا کہ رکمنی کا لگا ساتھ ہر کے جی
کہنے لگیں انھوں کی وہ باتیں بنا بنا

بولے وہ سب کرشن تو اوتار ہیں بڑے | جو خوبیاں ہیں انمیں کہاں تک کوئی کہے
روپ اور سروپ انکے کی کیا کیا صفت کرے | لیلا ہوئیں ہیں انسے جو ہوں کب وہ اور سے
ماں دیوکی ہے انکی وہ بسدیو جی پتا

جنمی وہ بدھ پور میں تو جب آدھی رات تھی | بسدیو انکو لے چلے گوکل اسی گھڑی
جمنا نے انکے چھو کے چرن جلد راہ لی | پہونچے جو گھر میں نند جسودا کے کانہ جی
سب نیگیوں نے نیگ بدھائی کا واں لیا

بسدیو جی نے بھیجا گرگ پنڈتا کو واں | تو نام انکا جا کے وہاں پر کرے بیاں
ستیہ نام جو کہ ہووے بیان کر اسے عیاں | گوکل میں آ مصر نے بہت ہو کے شادماں
ان کا کرشن نام بہت سودھ کر رکھا

تھے بالپن میں جو بھئے سر دم کرشن جی | جب کنس نے وہ پوتنا بھیجی کہ لیو جی
آستن جو چپاتی زہر بھری [illegible] | تھنوں سے تھے ہی انھوں نے وہ جان اسکی کھینچ لی

دکھلائی اپنی ہرنے جو لیلا وہ کچھ پھرت
دکھ اُسکو سب نے چوم لیے کشن کے چرن
دھنک راچھس آیا پھر جو بنا کر وہ مکر فن
مارا اُسے بھی ہرنے جان سے بیتال بن

کالے کو وہ مین ناتھ کیا سب نرملا

گوپین گھر سے جاتے تھے بن مین جو شیام جی
اِس بن مین ایکدن جو ہین آگ آن کر لگی
سب گوال بال چھنگری گوپین کھڑی سبھی
لیلا سے وان بھی پھر وہ دیکھ اُنکی بیکسی

اُس آگ سے سبھون کو لیا آن مین بچا

پھر کی جو لیلا چیر ہرن ہرنے خوب تر
سرپٹ سنے پھر وہ کوپ کیا اُن پہ آن کر
سرپٹ کو وان اُٹھا لیا بنسی و پیا دھر
پھر سرون اُنھین شیام نے لی ہاریان چندر

ہرنے بچا کے ترت کیا راس کو بنا

مارا وہ سانپ پاؤن پہ لپٹا جو نند کے
لین گوپیان چھوڑا وہین پھر سنگھ چور سے
سرکا سرا جو کیسی و بیوما سُر آ گئے
اپنے سے مکر پھر سے اُنھون نے بہت کیے

ہرنے اُنھین بھی مار کے بھون پہ دیا گرا

اک روز نند راج پہ آئے اُنھین جو وان
چلنے کو ساتھ اُنکے ہوئین سب وہ گوپیان
جمنا مین پھر نہائے جو اک روز شادمان
ہرنے دکھائے وان اُنھین لیلا سے نشان

جو ہر پیا ہر دکھائی دیے اُن کو جابجا

جب نند راج مین آئے تو دھوبی کنس کی
مارا وہین اور اُسکے لئے چیر چھین کے
سوجی سے لباس پہ پھر بہت اُسکے
چندن جو کبجا لائی تو خوش ہو کے شیام نے

سب کچھ دیا جہان مین گیرا تن اُسکا تھا

ڈیوڑھی پہ آئے جب تو وہ توڑا دھنک کے تئین
رنگ بھوم مین گرا دیا پھر پیل کو بہ زمین

اسمین کنڈ پور کے جو ہر آئے عنقریب
خوش رکمنی کا جی ہوا جون گل سے عندلیب
تب اُلکی کلس وہ رتھ کی ہوئی روشنی عجیب
بولی خوشی ہو من مین کہ جاگے مرے نصیب

بامن نے بھی وہ آنے کی ہر کے دیا سنا

سن شبد جب خوشی ہو وہ پوجا کے تئین چلی
سندر سکی جاتی پاؤن کی پائل جو باجتی
ساتھ اُسکے ناریان چلین گاتین بہت خوشی
روپ اور سروپ آپکا بیان کیا کرے کوئی

پہونچی خوشی سے وان جہان تھی پوجنے کی جا

جس جس کو پوجا وان بھی اُسنے کیا بیان
لینے کو درشن اُسکے ہوئی ہو تئین نہان
کر پاکر و بوجھکو ملین بر جراج پان
جلدی ملاؤ تم جو رہے لاج میری یان

ہر دیوتا سے وہ بھی کرتی تھی التجا

جب دیوی دیوتا کی وہ پوجا کر چکی
پھر واسطے کہین مجھے درشن دین کرشن جی
سندر رکمنی اُسکے کو جیل کر ٹھٹک رہی
تو دیکھ وہ سروپ ہری ہووے زندگی

تج جاوے جی یہ لاج بھی میری رہے بجا

سندر نویلی سروپ کا مین کیا کرون بیان
پوشاک بھی بدن پہ چمکتی تھی زرفشان
مکھ وان جھمک رہا تھا کہ جون ماہ آسمان
سر پاؤن جھمری تھی وہ گہنے کے درمیان

کیا وصف اُسکا ہو سکے زیب و نگار کا

دیکھا کہ کنڈ پور کے جو لوگون ہر کو وان
آپس مین کہتے سب وہ کہتے تھے نر اور ناریان
سب درشن اُنکے پاکے ہوئے جیسے شادمان
ہر رکمنی کے بیچ ہون تو بہتر ہے کوشن کو یہان

ہر دم اسی مراد کی مانگین تھے سب دعا

جب کرشن جی ہر کے لینے کو آیا جوت خوشی
درشن جو ہر کے پانے تو تبھی بہت سی کی

اتنے مین رکمنی جو تھی ہر کے لیے کھڑی   درشن جو پائے آگیا وان اُسکے جی مین جی

ہر نے پکڑ کے ہاتھ لیا رتھ مین ڈال بیٹھا

سسپال اپنے لیکے دھنک آگیا وہان   پان اُسکی ہر نے کاٹ بھگایا اُسے ندان

آیا رکم جو یان یہ دھنک لیکے اور بان   اُسکو بھی ہر نے باندھ لیا کاٹ اُسکی بان

نیتی سے رکمنی نے دیا اُسکا جی چھٹا

سسپال کا بھی ہر نے دیا لیکن گربہ کھو   جو تھا غرور اُسکا سو سب ڈالا دم مین دھو

آیا رکم بلی جو بہت کر کے گربہ کو   بالون سے اُسکے ہاتھ بندھے اور رہا وہ رو

سچ کہتے ہین کہ گربہ سے جگ مین بہت برا

جب رکمنی سے کہنے لگے ہنسکے وان یہ ہر   سسپال کو گربہ نے کیا سب مین خوار تر

کھویا رکم کو اور جراسندھ کو اودھر   آئے تھے جب گربہ سے وہ لڑنے کو ادھر

آخر اُسی گربہ سے دیا اُن کا سر جھکا

سسپال اور رکم کا ہوا جب یہ حال وان   بلدیو جی نے انکی کٹک سب بھگائی وان

لے رکمنی کو ہر ہوئے پھر دوارکا روان   جب آن پہونچے خوش ہوئے سب نر و ناریان

دیکھا جمال اُن کا تو پایا بہت بھلا

پھر دیوکی جو آئین بہت ہو کے خوش ادھر   پانی پیا اُنھون نے وہین ہر پہ وار کر

سب ناریان بھی آن کے بیٹھین ادھر اُدھر   جتنا حسن تھا گھر کا رہا سب وہ اُٹھ بھر

شادی کے باجے بجنے لگے شور و غل مچا

دوارکا مین دھوم یہ شادی کی مچ گئی   باجے بجے طبلے وہاین بجی اور ترہی

ویسی ہی اُنھون کی بہت بھیڑ آ لگی   سو بیاہ سے دوار پہ وہ شہنائیان بجی

دھن جتنی لین اور دین کی تھی سب من کو بھولی وہ بسری　نت بھیاں لگا کر رہا ہے ہر آن خوشی اور خوشوقتی

تھی تھیں ہر کی بہت بھری اور اٹھیلی کر تو رہتے تھے
کچھ فکر نہ تھا سندیہ نہ تھا ہر نام بھروسے جیتے تھے

نت بیٹھیں ہر کا آس دھری خوش رہتے تھے واں نرسی　اک بیٹی انکے تھی سو وہ کہیں وہ بیاہی تھی
اور بیٹی کے گھر جب شادی ہو ان ٹھہری بالک ہونیکی　تب آئیں ادھر ادھر سے سب ریاں اسکے کنبے کی
مل بیٹھیں گھر میں پھول سجا آنند خوشی کی دھوم مچی　سب ناچیں گائیں آپس میں ہے ریت جو شادی کی ہوتی
کچھ شادی کی خوشوقتی تھی کچھ سونٹھ سنٹھورے کی ٹھہری　کچھ چھک چھک تھی برتن کی کچھ خوبی کاجل مہندی کی

ہے رسم یہی گھر بیٹی کے جب بالک منھ دکھلاتا ہے
تب بالک اسکی چھوچھک کا ننہال سے بھی کچھ جاتا ہے

واں ناریاں جتنی بیٹھیں تھیں سمدھیانیں آ نرسی کے　جب نرسی کی واں بیٹی سے یہ بولیں ہنسکر طعنہ دے
کچھ ریت نہیں آئی اب تک اے لال تمہارے میکے سے　اور دیں تھیں یہ جانتی سب کیا ہیں وہ کیا بھیجینگے
تب بولی بیٹی نرسی کی ان ناریوں کے آگے　وہ بھگتی ہیں بیراگی ہیں جو گھر میں تھا سو کھو بیٹھے
وہ بولیں کچھ تو لکھ بھیجو یہ بولی کیا ان کو لکھے　کچھ انکے پاس دھرا ہوتا تو آپ ہی وہ بھجوا دیتے

جو چٹھی میں لکھ بھیجو گے وہ پانچ انسے بھجواوینگے
اک دمڑی انکے پاس نہیں چھوچھک کیا بھجواوینگے

ان ناریوں کو تو کرنی تھی اس وقت ہنسی نرسی کی　بلوا کے لکھیا جلدی سے یہ بات انھوں نے لکھوا دی
سامان ہیں جتنے چھوچھک کے سب چٹھی پر چڑھتی ہی　وہ چیزیں اتنی لکھوائیں جن آئیں نہ اتنے لاکھ میں بھی
کچھ جیٹھ جٹھانی کا کہنا کچھ باتیں ساس اور نندوں کی　کچھ دیورانی کی بات لکھی کچھ انکے جو جیٹھے تھے کی
تھی پاس یہ بیٹھی گھر کی جو سب بولیں تو بھی کچھ کہتی　وہ بولی نیک سمگر واں منگواؤں کیا میں تیرے جی

کتنے اسی بازار میں زر کے ہی بیشہ دار ہیں | بیٹھے ہیں جا کر کوٹھیاں زر کے لگے انبار ہیں

سب لوگ کہتے ہیں اُنھیں یہ سیٹھ ساہوکار ہیں

ہیں فرش کوٹھی میں بچھے تکیے لگے ہیں زرفشان | بہیاں کھلیں ہیں سامنے لکھتے ہیں لکھی کاروان

کچھ پیٹھ کی کچھ ریت کی آتی ہیں باتیں درمیان | لاکھوں کی لکھتے درشنی سو سیکڑوں کی ہنڈیاں

کیا کیا مِتی اور سود کی کرتے سدا تکرار ہیں

کچھ مول کے مذکور ہیں کچھ بیاج کا ہے کھٹکا | پھیلاؤ ہیں گھر بیچ کے بیچک کا چرچا ہو رہا

دلال ہنڈی پیٹھ کی باہم بھی پرکھے سد و سوا | آڑھت بٹھا کے ہر جگہ چٹھی لکھاتے جا بجا

کچھ رکھنے والے کے تئیں کچھ جوگ کے اقرار ہیں

تھوڑی سی پونجی جنکی ہے بیٹھیں ہیں وہ بھی کر کے ہاں | ایدھر لگے دھن جا کے یا ادھر ادھر ہی ہیں کوڑیاں

اور جو ہیں حد سے گھٹے بیچے وہ کوڑیوں کی تھیلیاں | کاندھوں پہ رکھ جاتے ہیں واں لگتی جہاں ہیں گٹھڑیاں

دیکھا تو یہ سب پیٹ کے دھندے ہیں اور بیوپار ہیں

ہے یہ جو صرافیاں ہیں ان میں بیٹھے اور بھی | ہٹ کے پرے بیٹھے کا ورپچا ہٹ کی جو کھلی اکثری

جو گیانی دھیانی ہیں بڑے کتنے انھیں کو سیٹھ جی | دھن دھیان کی کل سیٹھ ہیں کوٹھی ہی ہے کوٹھی بڑی

من کی پریم اور پیت کا کرتے سدا بیوپار ہیں

من بیچ پیش آس کے جنکے روپیئے نہیں بھر سکے | ہنڈی لکھیں ہیں آس کی وہ کو جاتے ہی جو چل ہیں بکے

لکھتے لیکھا چاہ کا جیت کے سرب سے لکھ رکھے | جس لوک بیچ من لگا اُس پاس کی بستی بیچ کے

پت پریم کی ہوت ہیں بسیاں دھرم دو چار ہیں

بیوپار لگاتے ہیں جہاں دھوکا نہیں بیوپار دل | جھولی ہت کی مدھم ہیں لکھیں وہ ٹھیک لگتی ہیں سدا

ستم جیتے دل ہر بات سے من اصل مطلب سے لگا | حاجت تقاضہ کی نہیں لیتا سب آپ سے چلا

دن رات کی مالا پھیری سری کشن جی سری کشن جی
ٹھہرا زبان پر ہر گھڑی سری کشن جی سری کشن جی
کہتا سدا سینہ میں جی سری کشن جی سری کشن جی
جاتے جہاں کہتے یہی سری کشن جی سری کشن جی
جو پیم کے پورے ہوئے انکے یہی اطوار ہیں

کہتے ہیں یوں اک بستی میں رہتے تھے جو کتنے سادھ تھے
وہ دوستو ننکے واسطے جب دوارکا جی کو چلے
آ پہونچے اس نگری میں جب نرسی جہاں تھے تب بھلے
اترے خوشی سے آن کر اور وان کئی دن تک رہے
پوچھا کچھن کرنے لگے سادھوں کے جو اطوار ہیں

وہ سادھ جو اترے تھے وان کچھ پونجی روپے کی انکی تھی
چاہا انھوں نے درشنی ہنڈی لکھا لیں سیٹھ سے
یوں ہیں روپے ہنڈی دکھا جب دوارکا میں پہونچیے
کارج سنواریں دھرم کے جو نیک نامی وان ملے
کرتے ہیں کارج پیم کے جو جا کے اس دربار ہیں

لوگوں سے جب اس بات کا سادھوں نے وان چرچا کیا
اور ہر کسی سے اس گھڑی گھر پوچھا ساہوکار کا
اس چھوٹی سی نگری میں جو نرسی کا بڑا بیوپار تھا
سری کشن جی کی چاہ میں بیٹھے تھے سب اپنا گنوا
مفلس سے کب وہ کام ہوں کرتے جو اب زردار ہیں

کتنے جو ٹھٹھے باز تھے جس دم انھوں نے یہ سنا
دل میں ہنسی کی راہ سے سادھوں سے یوں جا کر کہا
اک نرسی مہتا ہیں بڑے صراف یاں کے واہ وا
تم درشنی ہنڈی جو ہے لو ہاتھ سے انکے لکھا
ہے ساکھ انکی یاں بڑی جتنے یہ ساہوکار ہیں

وہ سادھ کیا جانے کہ یاں کرتے ہیں ہنسی ہمسے یہی
لے کر روپے اور پوچھتے آئے بہت ہو کر خوشی
نرسی کے آئے پاس جب اور دل کی بات اپنی کہی
لکھدو ہمیں کرپا سے تم اسوقت ہنڈی درشنی
ہم دوارکا کو آجکل جلدی سے چلنے ہار ہیں

نرسی نے یوں سنکر کہا میں تو غریب ادنی ہوں جی
سادھو مری دوکان تو [illegible] کی پڑی

نے ہے مر ہی آڑ ھتہ کہین نہ میت میرا ہے کوئی — نے پاس میرے پھٹکنی نے ایک ٹوٹی سی بہی

یہ بات وان کہیے جہان نت ہنڈیان ہزار ہین

جا کر لکھاؤ اور سے پرت سادھو کیا مری — ہی میرے پٹر رہنے کو یان ٹوٹی سی اک چھپری
تن پر مرے کپڑا نہین نے گھر مین تھالی کرچھلی — مین تو ٹری ختی سا ہون کیا ساکھ میری باتکی

سب نانؤن رکھتے ہین مجھے جو میرے ناتے دار ہین

یہ بات سنکر سادھ وان نرسی سے بولے اسگھڑی — لکھدو ہمین کر یا سے تم ہمکو یہ ہنڈی ورقتی
کر یاد سانول ساہ کی نرسی نے وان ہنڈی لکھی — سادھون نے ہنڈی لیکے وان دوارکا کی راہ لی

کہتے چلے لینے روپے اب وان تو بے تکرار ہین

لوگون نے جانا اب بہت نرسی کی خواری ہوویگی — لکھدی ہے جھوٹی سادھون نے اب جو یان کا ہی کو ہنڈی پٹی
پھر دوارکا سے سادھ یان آوینگے پھر کر جسگھڑی — پکڑینگے اُنکو آن کر لوگون مین ہوویگی ہنسی

کھوٹے ہین تب انسان کی جھوٹے جو کاروبار ہین

نرسی نے وہ کھکر روپے رکھ دھیان ہر کی آس کا — تھے جتنے سادھ اور سنت وان سبکو لیا اُسدم بُلا
پوری کچوری اور دہی شکر مٹھائی بھی منگا — سب کو کھلایا کتنے دن اور غریبون سے کہا

من مانتا کھاؤ پیو یہ جو لگے انبار ہین

برفی جلیبی اور لڈو سب کو وہان برتا دیے — جب سوچ آیا منہین یون ہوتا ہے کیا اب دیکھیے
وہ سادھ ہنڈی نرسی سے دوارکا مین جب گئے — کوٹھی کو سانول شاہ کی وان ڈھونڈتے ہر جا پھرے

ہم جسکو ہین یان ڈھونڈتے یان وہ نہین زنہار ہین

بے آس ہو کر جسگھڑی وہ ساد بیٹھے سر جھکا — اتنے مین دیکھا دور سے اک رتھ ہے وان آتا چلا
کلسی جھمکتی جگمگا چتری سُنہری خوشنما — اک شخص بیٹھا اُسمین ہے سانول برن مین وا

رتھ کی جھلک سے اسکی واں روشن عجب انوار ہیں

وہ سادھو دیکھ اس ٹھاٹھ کو حیرت میں گھبرا سے گئے | جلدی اٹھے اور سامنے رتھ کے ہو آکر کھڑے
پوچھا انھوں نے کون ہو تب سادھو یوں کہنے لگے | نرسی کی ہنڈی درشنی ہے جوگ سانول ساہ کے

سو ہمکو وہ ملتے نہیں اب ہم بہت ناچار ہیں

یہ کہتے ہنڈی درشنی جس دم انھوں نے دی دکھا | سنکشن جی نے پیار سے ہر حرف ہنڈی کا پڑھا
جتنے روپے تھے واں لکھے وہ سب دیے انکو گنا | وہ خوش ہوئے جب کشن جی نے ان سے ہنسکے سادھو کو کہا

یہ اب جنھوں نے ہے لکھی ہم تیسے رکھتے یار ہیں

اب جو ملو گے انسے تم کہیو ہماری اور سے | جو تھے روپے جتنے لکھے وہ ہم نے سب ان کو دیے
یہ کام کیا تم نے کیا تھوڑے سے روپے جو اب لکھے | آگے کو اب لکھیو یہی اتنے روپے کیا چیز تھے

لاکھوں لکھو گے تم اگر دینے کو ہم تیار ہیں

وہ سادھو اپنے لے روپے پھر شہر کو پھرتے گئے | کارج جو کرنے تھے انھیں من مانتے وہ سب کیے
پھر دوارکا سے چلکے وہ نرسی کی نگری میں گئے | نرسی سے لوگوں نے کہا نرسی بہت دل میں ڈرے

دونگا کہاں سے میں روپے یہ تو بہت کی بھار ہیں

جب سادھو ملنے کو گئے نرسی کے ہاں ہنسنے لگے | وہ منتیاں کرنے لگے اور پاؤں نرسی کے چھوئے
پرشاد لائے اور روپے کچھ روبرو انکے دھرے | اور جو سندیسا تھا دیا سب وہ بچن انسے کہے

نرسی نے جانا کشن کی کرپا کے یہ اسرار ہیں

سن یہ جو نرسی خوش ہوئے سب سادھو یوں کہنے لگے | سب ہم نے بھر پائے روپے اور کہہ کے درشن بھی دیے
ہنڈی بڑی لکھتے رہو ہر نے کہا ہے آپ سے | نرسی یہ بولے آج سے واں اب کسے ہو کر پاسکے

جو جو کہا سب ٹھیک ہے وہ تو مہا اوتار ہیں

نرسی کی سانول ساہ نے جب اسطرح کی پت رکھی اور یون کہان آگے کو تم لکھتے رہو ہنڈی بڑی
بلہاری ترسی ہو گئے سیکشن نے کرپا یہ کی جسکو نظیر ایسو تکی ہے جی جان سے چاہت لگی

وہ سب طرح ہر حال مین اُسکے نباہن ہار ہین

بلدیو جی کا میلا

کیا وہ دلبر کوئی نویلا ہے ناتھ ہے اور کہین وہ چیلا ہے
مونیا ہے چنبیلی بیلا ہے بھیڑ انبوہ ہے اکیلا ہے
شہر قصباتی اور گنویلا ہے زر اشرفی ہے پیسا دھیلا ہے
ایک کیا کیا وہ کھیل کھیلا ہے بھیڑ ہے خلقتون کا ریلا ہے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے کہین یار اور کہین اغیار کہین عاشق ہے اور کہین دلدار
کہین بستی ہے اور کہین گلزار کہین جنگل ہے اور کہین بازار
وہی بھگتی ہے اور وہی اوتار اُسکی لیلا مین کس سے ہون اظہار
آپ آتا ہے دیکھنے کو بہار آپ کہتا ہے یون پکار پکار

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین کہین رام اور کہین لچھمن کہین کچھ کچھ ہے اور کہین راون
کہین بارہ اہ کہین بدن موہن کہین بلدیو اور کہین کشن
سب سروپون مین ہین آپ ہی کے جتن کہین نرسنگھ ہے وہ نارائن

کہیں نکلا ہے سیر کو بن بن
کہیں کہتا پھرے ہے یوں بن بن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

آج میلے کا یاں جو ہے سامان
آ گئے ہیں دور دور سے انسان
کوئی درشن کو کوئی دعائیں یاں
سب کی ہوتی ہیں مشکلیں آسان
ہر طرف کھل رہے گل و ریحان
ہار برفی مٹھائی اور پکوان
بھیڑ انبوہ غل دکان دکان
اور یہی شور ہر گھڑی ہر آن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہر طرف حسن کی بہاریں ہیں
دلربا سو برن سنواریں ہیں
اک طرف نوبتیں جھنکاریں ہیں
جھانجھ مجیرہ مرونگ راس دھاریں ہیں
سیر ہے دید ہے بہاریں ہیں
کر کے جے جے یہی پکاریں ہیں
کہیں عاشق نظارے ماریں ہیں
سو نگاہوں کی جیت ہاریں ہیں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

اتنے لوگوں کے ٹھٹھ لگے ہیں آ
جو کہ تل دھرنے کی نہیں ہے جا
لے کے مندر سے دو دو کوس لگا
باغ و بن بھر رہے ہیں سب ہر جا
ہیں ہزاروں بساطی اور سودا
لاکھوں بکتے ہیں گہنے اور مالا
بھیڑ انبوہ اور دھوم دھکا
جس طرف دیکھیے اہا ہا ہا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ آمد سے ہین خلقتون کے دل
چوک بازار فوج اور دنگل
کوئی انبوہ مین رہا ہے کچل
کتنے کرتے ہین جست کود اچھل

جا بجا بھر رہے ہین جو جنگل
جنگلون مین ہین مچ رہے منگل
کوئی دھکون مین کر رہا ملدل
کتنے کرتے ہین شور چھل چھل

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین ہزارون ہی جنس کے ہٹے
پیڑے لڈو جلیبی اور گٹے
کوئی تو کر رہا ہے چھل بٹے
پٹرے ہین مندر کے کوٹھے اور اٹے

موتی مونگا اور آرسی بٹے
کوئلے نارنگی سنگترے کٹے
کوئی چڑھتا ہے کیکر کے چٹے
بوڑھے لڑکے جوان اور سٹے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لوگ چارون طرف کے آتے ہین
دل سے سب درشنون کو جاتے ہین
جھانجھ مردنگ دف بجاتے ہین
دل مین پھولے نہین سماتے ہین

آکے عیش و طرب مناتے ہین
اپنے دل کی مراد پاتے ہین
راس منڈل بھجن سناتے ہین
سب یہ ہنس ہنس کے کہتے جاتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہر طرف گلبدن رنگیلے ہین — تک پلک غنچہ لب چھبیلے ہین
بات کے ترچھے اور رسیلے ہین — دل کے لینے کو سب ہٹیلے ہین
خشک تر نرم سوکھے گیلے ہین — ٹیڑھے بلدار اور نکیلے ہین
جوڑے بھی سرخ سبز پیلے ہین — پیارے الفت بھانے چھیلے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

خلق آتی ہے سب جڑی ہی جڑی — چیز رکھتے ہین باندھ کر چکڑی
کوئی دوڑے ہے ہاتھ لے لکڑی — دوڑیو چور لے چلا گٹھڑی
جیب کتری کہین گئی پکڑی — کہین لوٹی دوکان اور تھڑی
چور کی تاک سے کہین پکڑی — سو تماشے ہنسی خوشی بھکڑی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

نازنین ہین وہ سانوری گوری — جنکی نازک ہر اک پری پوری
کر کے چتون نگاہ کی ڈوری — دل کو چھینے ہین سب برازوری
دھوم ناز و ادا جھکا جھوری — برج مین جیسے مچ رہی ہوری
گھونگھٹون مین ہین کر رہی چوری — چوری کیسی کہ صاف سرزوری

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

گنڈے پہ ہی نہان ہوتے ہین — جسمین گنگا بدن کے سوتے ہین

پانی ہاتھ منہ کو دھوتے ہیں
کتنے جا کر شبون میں سوتے ہیں
ان بہاروں میں ہوش کھوتے ہیں
کتنے کنٹھی کھڑے پڑھتے ہیں
بندروں میں چنون کو بوتے ہیں
سو مزے سو تماشے ہوتے ہیں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی آکر نہاتے اور مس سے
ہوتے ہیں آملاپ جس تس سے
کوئی کھویا گیا ہے مجلس سے
کہتی باڑو میں لگ رہے گھس سے
مل رہا ہے ملا کے دل جس سے
لڑ رہا ہے کوئی کہیں رس سے
کون چلّا ہے پوچھیے کس سے
اور دھکا پیل اور کمان گھس سے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ناچ اور راگ کے کھڑا کے ہیں
تھالیں تحفے کھائی سا کے ہیں
کہیں آغوش کے لپا کے ہیں
تھرتھری دانت پہ کڑا کے ہیں
گھنگرو اور تال کے چھٹا کے ہیں
گھنٹہ دو ہرے کست تھما کے ہیں
کہیں بوسوں کے سو چپا کے ہیں
تسبیہ جاڑے کے سو جھڑا کے ہیں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

صحن مندر کا سب سے ہے اعلا
ہو رہا جھانکیوں کا اُجالا
اُس کا گنبد ہے عالم بالا
چڑھے چمکے ہیں چاند پہ ہالا

ہے کوئی درشنون کا متوالا
کوئی ڈنڈوتین کر رہا لالا
کوئی جپتا ہے دھیان مین مالا
کوئی جپ جپ کرے ہے دھن والا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے جو مندر مین آپ رہ لائن
نئی پوشاک اور نئے بھوجن
آرتی کی کہین مچی ٹھن ٹھن
تال مردنگ جھانجھ کی جھن جھن
ہر گھڑی مین بدل رہے ہین برن
نئی جھانکی ہے اور نئے درشن
کہین گھنٹون کی ہو رہی چھن چھن
خاص پرشاد مصری اور ماکھن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی چنچل چلے ہے ٹھمکی چال
آنکھون مین جسکی نشے رنگ کے لال
کچھ وہ پوشاک کچھ وہ حسن و جمال
بدھی ہو کر لین صاف دل کو نکال
کچھ وہ پتلی کمر وہ لنبے بال
مصری ماکھن کے ہاتھون اوپر تھال
ڈالدین ہار کا گلے مین جال
پھینکین عاشق اوپر عبیر و گلال

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ آئے ہین راجہ اور رانی
بھیڑ انبوہ کی فراوانی
پالکی ہاتھی گھوڑے رتھ بانی
اور لاکھون مین راجی اور نانی
اور نجومون کی لاکھ طغیانی
جوگی بیراگی گیانی اور دھیانی

کچھ نہیں مول تول کیا مانی
پانی کا دودھ دودھ کا پانی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کتنے کچے ہیں کتنے پکے ہیں
چور نٹ کھٹ ہیں اور اُچکے ہیں
پیڑ انبوہ اور بھڑکے چھتے ہیں
پالکی ہاتھی گھوڑے ڈنکے ہیں
اُن کے مُنہ اور اُچھال چھکے ہیں
دودھ کھویا ملائی چکھے ہیں
دھوم دھوں سوں کی اور دھڑکے ہیں
سو تماشے ہیں سو جھمکے ہیں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لاکھوں بیٹھے بساطی اور منہار
چوڑی شیکڑی کی اک طرف جھنکار
لوٹے پڑتے گنواری اور گنوار
کرکے دی گالی یوں کہے ہے پکار
اپنا سب گرم کر رہے بازار
نوگرہی پہنچ انگوٹھی چھلے ہار
جس گنواری کو چلیے دھکا مار
کیسو اٹھلانے چلے ہے داڑھی جار

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

مٹی اور کاٹھ کے کھلونے ڈھیر
کوئی کمہار سے کر رہا ہتھ پھیر
کوئی کنجڑن سے لڑ رہا منہ پھیر
گالی دے مار کوٹ سانجھ سویر
کوئی لیوے ہے کوئی دیوے پھیر
کوئی کا چھین کے چُن رہا ہے بیر
کوئی بیٹے کو مارتا ہے سیر
لاٹھی پاٹھی ہے شور غل اندھیر

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

سیکڑوں رنگ رنگ کی چھڑیاں
کہیں چھوٹیں انار پھلجھڑیاں
کہیں الفت سے انکھڑیاں لڑیاں
عیش عشرت کی لٹ رہیں دھڑیاں

پھول گیندو نکے ہار کی لڑیاں
کہیں کھلتی ہیں دل کی گلجھڑیاں
کہیں باہیں گلے میں ہیں پڑیاں
دال موٹھیں منگوچے اور بڑیاں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لگ رہی بھیڑ اسقدر ٹھٹھہ ہو
جو جہاں تھا وہیں پھنسا بھر دو
بیٹھے کہتے ہیں کھاکے دھکوں کو
اور گنوار دل میں کار کہ ہو ہو

راہ آگے کو اور نہ پیچھے کو
جس کو کھینچے ہیں گر پڑے ہے وہ
ہے مہاراج رام رام بھجو
اب تو ٹھور ہے لگانے کو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کیا مچی ہے بہار جے بلدیو
دھوم بیل و شمار جے بلدیو
ہر زباں پر ہزار جے بلدیو
کر نظیر اب پکار جے بلدیو

عیش کے کاروبار جے بلدیو
ہر کہیں آشکار جے بلدیو
دمبدم یادگار جے بلدیو
سب کہو ایک بار جے بلدیو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

مدح نانک شاہ گرو

ہیں کہتے نانک شاہ جنہیں وہ پورے ہیں آگاہ گرو
وہ کامل رہبر جگ میں ہیں یوں روشن جیسے ماہ گرو
مقصود مراد امید سبھی بر لاتے ہیں دلخواہ گرو
نت لطف و کرم سے کرتے ہیں ہم لوگوں کا نرباہ گرو
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

ہر آن دلوں بیچ یاں اپنے جو دھیان گرو کا لاتے ہیں
اور سیوک ہو کر انکے ہی ہر صورت بیچ کہاتے ہیں
گر اپنی لطف و عنایت سے سکھ چین انہیں دکھلاتے ہیں
خوش رکھتے ہیں ہر حال انہیں سب من کا کاج بناتے ہیں
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو آپ گرو نے بخشش سے اس سکھ کا ارشاد کیا
ہر بات وہی اس سکھ کی تاثیر نے جس پر صاد کیا
یاں جس جس نے ان باتوں کو ہے دھیان لگا کر یاد کیا
ہر آن گرو نے دل انکا خوش وقت کیا اور شاد کیا
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

دن رات جنہوں نے یاں دل سے ہے یاد گرو سے کام لیا
سب من کے مقصد بھر پائے خوش وقتی کا ہنگام لیا
دکھ درد میں اپنے دھیان لگا جس وقت گرو کا نام لیا
پل بیچ گرو نے آن انہیں خوشحال کیا اور تھام لیا
اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

یاں جو جو دل کی خواہش کی کچھ بات گرو سے کہتے ہیں
الطاف سے انکی خوش ہو کر سب خوبی سے وہ رہتے ہیں
وہ اپنی لطف و شفقت سے نت ہاتھ انہوں کے گہتے ہیں
دکھ درد انہوں کے [illegible] سب سنگت سے [illegible] ہیں

جو جھنڈیں میلوں میں ملتی ہیں سب آ سجا آن جھمکتی ہیں
پوشاکیں جنکی زریں ہیں وہ تن پر خوب جھلکتی ہیں
محبوبوں سے جیسی مینوں کی ہر آن نگاہیں تکتی ہیں
لوں نام نظیر اب کس کس کا جو خوبیاں آن جھمکتی ہیں
پر سند بہت من بھاتے ہیں یہ ریت رچی ہے پرسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

تعریف بھیروں کی

دیکھا ہے جب سے میں نے تیرا جمال بھیروں
رکھتا ہوں تب سے دل میں تیرا خیال بھیروں
دن رات ہے یہ میرا تجھ سے سوال بھیروں
اب دے دو مجھ سے آکر مجھکو سنبھال بھیروں
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے بیر بتیال دیوت مدمست کال بھیروں

آنکھوں میں چھا رہا ہے تیرا سروپ کالا
تن من بھبھوت ملکر گل بیچ سنڈ مالا
آنکھیں دیا سے روشن ہاتھوں میں کا پیالا
ہوں دل سے داس تیرا سن آسرے دیالا
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے بیر بتیال دیوت مدمست کال بھیروں

کیا کیا مچی ہیں تیرے دربار کی بہاریں
بھگتی کلا پہ تیرے جی جان اپنا واریں
سب اپنا اپنا کارج من مانگا سنواریں
سیوک چرن کو تیرے اٹھتی گھڑی پکاریں
تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے بیر بتیال دیوت مدمست کال بھیروں

ماتھے پہ تیرے ٹیکا سیندور کا پڑا ہے
مدھ پیوے پاس [illegible]
ترسول کا [illegible]
سب [illegible]

جب آسانتسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھہری
سب چین ہوے آنند ہوے ہم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص ہوا کے بیجون کو جو لوبھی لالچ بوتے ہین
جو ہاتھ پسار کر لالچ کر وہ ماتھا کوٹے روتے ہین
رہ چنتا مارے لوبھ بھر وہ خوار ہمیشہ ہوتے ہین
اور ہاتھ جنھوں نے کھینچ لیا وہ پاؤں پسارے سوتے ہین

جب آسانتسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھہری
سب چین ہوے آنند ہوے ہم شنکر بولو ہری ہری

اس لوبھ بھری کی گلیونکی جب منھ پر تیرے دھول پڑی
چل لوبھ کے سر پر جوتی مار اور روپے تین مار چھڑی
بےچین رہیگا ہر ساعت آرام نہوگا ایک گھڑی
کر سمرن تُنج بہاری کی جے بول مکٹ کی کھٹری گھڑی

جب آسانتسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھہری
سب چین ہوے آنند ہوے ہم شنکر بولو ہری ہری

یہ شہد بڑا ہے لالچ کا اس میٹھے کو مت کھا پیارے
جو مکھی اس مین آن پھنسی پھر پنکھ پسیے لپٹا پیارے
یہ شہد نہین ہے زہر بڑا اس زہر اوپر مت جا پیارے
سر پٹکے روئے ہاتھ ملے ہے لالچ بُری بلا پیارے

جب آسانتسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھہری
سب چین ہوے آنند ہوے ہم شنکر بولو ہری ہری

یہ لوبھ تو ہی بیت کھوتا ہے اس لوبھی لالچ ماری کی
تو ایک تنک کر لالچ پر بن چھوٹ لال انگاری کی
یہ لوبھ چمک کھو دیتا ہے ہر آن چمکتے تارے کی
کر یاد مدن متوارے کی جے بول کنھیا پیارے کی

جب آسانتسا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھہری
سب چین ہوے آنند ہوے ہم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص ہوا کے پھندے مین تو اپنی عمر گنوا دے گا
نا کدا ننیا پچھل دیکھیگا نہ پا تنیگا سکھ پایو نگا

اک دو کپڑے کے تار سوا کچھ ساتھ نہ تیرے جاویگا ۔ اے لوبھی بندے تو بچھ بھر کے تو مر کر بھی پچھتاویگا

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص و ہوا کی جھولی سے ہے تیری شکل بھکاری کی ۔ پر تجھکو اب تک خبر نہیں ہے لوبھی اپنی خواری کی
سنتو کھی سا دھ سروپن نے منت ترا درناری کی ۔ لے نام کشن من موہن کا جے بول اٹل بنواری کی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

ہے جب تک تجھ میں لوبھ بھرا تو چور اچکا ٹھگ ڑا ہے ۔ ہے پیچ پرانی پگڑی ہے جو سر پہ تیرے بگڑا ہے
ہر آن کسی سے قصہ ہے ہر وقت کسی سے جھگڑا ہے ۔ کچھ میں نہیں کچھ میں کچھ نہیں سب حرص ہوا کا جھگڑا ہے

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

اب دنیا میں کچھ خبر نہیں اس لوبھی کے نستاری کی ۔ ہے کیچڑ اس پر لٹ رہی سب حرص ہوا کے گارے کی
کیا کہیے واکی بات نظیر اس لوبھی کے بنستواری کی ۔ سب یار و مل کر جے بولو اسبات پہ بند ولاری کی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوے آنند ہوے بم شنکر بولو ہری ہری

مہادیو کا بیاہ

پہلے تا نون گنیش کا لیجے سیس نواے ۔ جا سے کارج سدھ ہوں سدا مہورت لاے
بول بچن آنند کے پریم پیت اور چاہ ۔ سن لو یارو دھیان دھر مہادیو کا بیاہ
جوگی جنگی سے سنا وہ بھی کیا بیان ۔ اور کتھا میں جو سنا اسکا بھی پرمان

سننے والے بھی رہیں ہنسی خوشی دن رین
اور پڑھیں جو یاد کر اُنکو بھی سُکھ چین
اور جنّے اِس بیاہ کی مہمان کہی بنائے
اُسکے بھی ہر حال میں شیو جی ہیں سہائے
خوشی رہے دن رات وہ کبھی نہو دلگیر
مہمان اُسکے بھی رہیں جسکا نام نظیر

آغاز قصّہ

یوں کہتے ہیں اس دنیا میں اک راجپتی ہماچل تھا
وہ دھرمی عدلی نیک جسو گھر چندولا در بیجل تھا
گڑھ کوٹ بڑے گر پر بیسے اور فوج سپہ کا دنگل تھا
گج ہستی اونچی جھول زری انباری ہودے کنچل تھا
رتھ بہلیں میانے لال بچھیں چنڈول پر اطلس مخمل تھا
خوش رنگ تُرنگ تگا تیز قدم ہر زین جھمکتا ہر پل تھا
سب ساز جڑاؤ گج کا ہن کوئی چنچل تھا کوئی کوتل تھا
ہر استر جیسے چھیلا چھل کا دھن دولت پلو آنچل تھا
پکھراج زمرد لعل ہنسوں من مکتا بیجی انمل تھا
محلات سنہرے رنگ بھرے دربار اور اُسکے ہنڈول تھا
کل برتن سونے روپے کے اور جیسے بجاول تھا
باغات بڑی تیاری کے ہر ڈالی پر گل و پھل تھا
زر زیور ٹھاٹھ اسباب بہت اور عیش خوشی کا بھر پل تھا
گھر جگمگ جگمگ کرتا تھا سکھ چین انند اور منگل تھا

ہر آن طرب ہر دم چہلیں جی جان ہر ایک وقت خوشی
وہ راجہ بھی ہر وقت خوشی اور پرجا بھی دن رات خوشی

اب یہاں سے آگے سنو خوبی سے رکھ دھیان
پاربتی کے وصف کا جتنا ہوا بیان

اس راجہ ہماچل کے گھر میں اک لاڈلی سندر بیٹی تھی
کچھ اُسکا چندر لگن تھا نام اُس کا گورا پاربتی
لب لعل یمن اور غنچہ دہن تن برگ سمن قد سرو سہی
پوشاک جھلکتی تاش زری ان گنتی بیچ میں تھی
بازو کنٹھلے کنگن کنٹھ وہ باز و چھلے اور مندری
وہ چھب انجن سج تھی چاندی کی اور چوٹے گھنگھرو جوڑا کی
ماں باپ کی پیاری ناز بھری آنکھوں کی پتلی سندر تھی
نت رہتی تھی ہنسوں چھانوں میں اور ماں کی آس بندھی

کچھ ٹھاٹھ نہ باجا گاجا تھا اور کوئی سنگ نہ ساتھی تھا
وہ آپ سدا شیو دولہا تھے اور نادیا بیل براتی تھا

اب یاں سے آگے سنو اس جوگی کی بات
لوگوں نے جسدم سنی ملے ہر ایک نے ہات

وان لوگ براتی آ نکلے تھے دن رات ہی مشتاق بڑے
ہر چار طرف خوشوقتی سے کچھ بیٹھے تھے کچھ پھرتے تھے
یوں اُنسے پوچھا جوگی جی کوئی دیکھی رات برات آتے
یہ بات سنی جب لوگوں نے تب ہنسکر سب بیہوش گئے
یہ بات کہی اس جوگی کی تب راجہ بھی حیران ہوئے
سب محلوں اندر شور مچی یہ بیاہ کے تھے کیسے گورے
کوئی دیکھ کے صورت گورا کی رو دے کوئی ٹھنڈی سانس بھرے

معلوم نہ تھا یہ دولہا ہیں جی راہ خوشی کی تکتے تھے
وان سب نے جوگی جان انہیں دیس نگر میں ہیں پھرتے
اُس وقت سدا شیو ہنس کے کہیں بیاہنے ہم ہیں تو آئے
دل سُست ہوا اور من بھی گھٹے پھر جا کر آگئے راجہ کے
تحقیق کیا تو ٹھیک وہی تقدیر سے رو رو ہاتھ ملے
کوئی ماتھا کوٹے سیس دھنے کوئی آنسو ہر دم بھر لائے
کوئی بولی کرموں لکھا نے جو کرم لکھی ہو سو ہووے

وان جن جن نے یہ بات سنی افسوس اُسے فی الفور ہوا
جو چاہا تھا کچھ اور ہی تھا اور گھر پٹ یاں کچھ اور ہوا

اب یاں سے آگے سنو دھیان ادھر کو لائے
آزردہ جی سے ہوئی پاربتی کی مائے

رو دھو کے ادھر ماں گورا کی سن جھوک گئی یوں اُٹھ بولی
یہ میری گورا پاربتی بالی نکی سندر بھولی
مکھ جسکا چمکے چاند سی ہیں اور رسبھری ہونٹوں گھولی
ہر کنگن جسکا بیش بہا ہر پہنچی جس کی انمولی

یہ کیسی بپتا آن بنی کس مشکل نے صورت کھولی
یہ بالی دھن اور دولت کی یہ پھول ترازو کی تولی
وہ انگن مکھ پر چھوٹ رہیں کستوری کی جیسے بولی
سو پلے باندھے ایسے کے جو پہنے کنٹھا اور جھولی

اور مہگرا اور برسہپت بھی اور ناؤن سنیچر بھی جنکا
اُسوقت خوشی سے مندر پر شیو بیٹھے بنکر یون دولہا
ہر تار چمکتا جیر بکیا اور تاش سنہر بکیا باگا
ہر کان مرصع کندل تھے اور مکھ پر شیو کے کا سہرا
وہ موتی مالی گلے جھلیں اور انمیں لعلونکی مالا
جب بیٹھے شیو یون دولہا بن سب پریونکا وان ناچ ہوا

وہ روپ سروپ اور پوشاکیں وہ اونچی شانیں زیب فزا
مکھ بانکی لال کرے منہدی اور آنکھوں بیچ لگا کجرا
اُس تار زری کے چہرے پر جون مہر چمکتا مکٹ دھرا
وہ سہرا مکھ پر یون چمکے جون سورج ہووے کرن بھرا
وہ مانگ جڑاؤ یا زیور اور لٹکنا بیچ چمک رہا
اور کرنا سرنا جھانجھ بجے نقارہ گونجے شور مچا

یہ ٹھاٹھ بنا کر دکھلایا جب شیو نے مایا اپنی کا
ہر چار طرف آنند ہوئے غل شور ہوا خوشوقتی کا

اب یان سے آگے سنو اس شادی کے طور
دیکھ اسے جی سے خوشی لوگ ہوئے ہر ٹھور

یہ دھوم مچی وان آن سبھین کیون لوگو کیسا یہ جوگی
ہر ناری نکلی چھوڑ مندر رکھ من بیچ چاہ تماشے کی
سب دیکھنے کو وان آن کھڑے سو ٹھٹھ ہوا اور بھیڑ لگی
جب دیکھا تو وان کو سون تک ہے زور برات آکر اُتری
ہوئی محلون مندر بیچ خوشی اور عیش و طرب کی دھوم مچی
منہ دیکھ کے خوش ہو بیٹی کا اور باتھا جو گھڑی گھڑی
کوئی دھن دھن بھاگ کہے رہ کوئی وارے سو سو باری

ہم سمجھے اُسکو جوگی تھے اور نکلا یہ تو راج پتی
اور بوڑھیا بوڑھے طفل جوان اور کھڑے لنگڑے جو بھی
یہ بات سنی جب راجہ نے تب چڑھکر کوٹھے پر جلدی
خوشوقت ہوے خوشحال ہوے بر آئی سب آشا من کی
دل شاد ہوے سب کہتے کے ماگورا کی بھی شاد ہوئی
کوئی بار رتی کے پانون چھوے کوئی ہووے ہر دم بلہاری
اب چاؤ یہی اور چاہ یہی جو دیکھیں صورت دولہا کی

تھے جیسے جوگی دیکھ انھیں وان غصے دل پامال ہوے
جب ٹھاٹھ یہ دیکھے شادی کے سب شاد ہو خوشحال ہوے

اب یاں سے آگے سنو بھوجن کے سامان
جسکی ہے تعریف سے میٹھا ہوا بیان

جب راجہ نے یہ حکم کیا تیاری ہو اب بھوجن کی
حلوائی ہزاروں آ بیٹھے کر گرم کڑھائی تھال نئی
پھر ڈالا خوب گلاب انہیں اور ڈال ڈلیاں مصری کی
پھر لڈو بھی تیار کیے دہی قند بہت بادام گری
وہ خوب جلیبی اور کھجلے وہ گھیور ریالوسائی بھی
کی عرض یہ جا کر راجہ سے سب جنس وہ اب تیار ہوئی
جو حکم ہوا تھا اتنی تو سو خوبی سے بنوا ڈالی

منگوا کے میدا لاکھوں من اور میوہ مصری شکر بھی
کر گھی کو ستھرے دودھ منگا اور ڈالی چینی شکر تری
انبار لگائے پیڑوں کے اور ڈھیر گلابی اور برفی
پیراق مگدا اور خرمے بھی خوش رنگ امرتی بیر بلی
سب اتنے واں تیار ہوئے جو ٹھانوں رکھنے کو پائی
ٹک دیکھیو تم بھی آن اسے جو ہے کتنی اور ہے کیسی
جب راجہ نے بھی آنکھ اٹھا ہر جنس بہت ستھری دیکھی

مسرور ہوئے یہ کہہ من میں جس آن براتی آویں گے
سب اپنے من بھر کھاویں گے اور ڈھیر پڑے رہ جاویں گے

اب یاں سے آگے سنو عیش خوبی کی بات
جیسے جیسے ٹھاٹھ سے شیو کی چڑھی برات

جب رات ہوئی تب شیو شنکر خوش ہوتے سوار ہوئے
فانوسیں رنگیں جھلملیاں اور جھاڑ بڑی گلکاری کے
وہ پریاں ناچیں تختوں پر پوشاکیں گہنے چمک رہے
ہر سر ناچیں دھن میں کی اور کرتا پری جھانجھ بڑے
مردنگ ستار بیلے تال بجیں اور سارنگی گھنگرو بھی جھنکے
وہ ہاتھی گنجل اور رنگلے انیاری ہو کے اور نکلے

آگے پیچھے دولہا کے دلشاد براتی ساتھ چلے
ہر آن بڑا جیور دھلیں اور سیس کے اوپر چھتر پھرے
نقارے نوبت طبل نشان الغوزے بجتے اور ڈفلے
کر دھونسے دھوں دھوں باج رہے اور تاشے بجتے گڑ گڑ کے
وہ ڈھول دھما دھم شور کریں اور جھانجھ بھی جھم جھم کرتے
وہ جھومتے چلتے قدم قدم اور بجتے جاتے گھنٹا لگے

وہ جھاڑ مشعلیں پنچ شاخے سب روشنی پچی مشعلوں کے
وہ صحرا چمکا کوسوں تک بڑ جالی جا پہونچے

وہ گھوڑے میانے گھور بھلیں رتھ اونچے پیپے ڈھلتے تھے
سب باجے بجتے جاتے تھے اور ہولے ہولے چلتے تھے

اب یاں سے آگے سنو چلے جو بھولا ناتھ
اور براتی بھی ہوئے ایسے اُنکے ساتھ

پھر اور ہزاروں ساتھ چلے جو بھوت پری اور راچھس تھے
ہر بگڑا انکا سوہن کا اور موٹے رسوں کے ٹیلے
کوئی ننگے سر وہ بال سکے جو پانش ہی دانش کر
کوئی ہاتھی رکھے کاندھے پر کوئی اونٹ بغل میں دبکائے
کوئی سانپ گلے میں لٹکائے پھن اُسکے دم پہ دم جوڑے
کوئی گاوے پھاڑ گلا اپنا کوئی نرت کرے چکر پھیری نے
کوئی ہاتھ نچا اور رہ رہ کر کوئی ہنس خوشی سے مٹکائے

جو مال وتیجے انکے پر جی من دسین بھی لنگے گٹھے
اور بگڑے ون پر طروں کی طرح تھے ساکھو کے پر کیسے
کوئی منڈ کوئی رنڈا اور کوئی بن پانوں پچھے پا اور کوئی
کوئی ارنا بھینسا گود لیے کوئی گینڈا پیٹھ پہ بٹھلائے
کچھ لینے سونٹے لوہے کے کچھ ہاتھ لیے بھاری لکڑ
کوئی شور کرے خوشحالی سے یوں جیسے ہاتھی چنگھاڑے
کوئی لینے لینے ڈگر رکھے کوئی دس من کی جست کرے

کچھ رنگ عجب کچھ ڈھنگ نئے سب ہنس ہنس وہ جو دکھلاتے تھے
تھے دھوم مچاتے رستے میں ہر آن اُچھلتے جاتے تھے

اب یاں سے آگے سنو شادی کے اطوار
چلے سدا شیو جسطرح پاربتی کے دوار

سب کیا وانکے لوگوں وہ کوسوں تک کا اُجیالا
جو دیکھے برات آتی ہے یہ شور اُجالا ہے اسکا
وہ آتے جاتے جلد بہت جو دیکھے واں سو کہتے آ

وہ سرنائی کی وار بنسی اور نقاروں کا شور سنا
نئے باجے بجتے بجی بھیر باہر کا وہاں بیر کا را
کوئی کہتا اب آن پہونچے کوئی کہتا آئے آپ بجا

کوئی کہتا بہت براتی ہیں ساتھ لیے ہیں ٹھاٹھ بڑا
کوئی کہتا گھوڑے ہاتھی ہیں اب وہ رتھ نکلا ہے آتا
یاں لوگ بہت سے آتے ہیں خیمے کے بیچ کہاں ہے جا
پردھان کھڑے تھے جو آگے جب انسے اپنا بھید کہا

کوئی کہتا اتنے ہاتھی ہیں کچھ چھور نہیں جنکا ملتا
یہ باتیں سنکر راجہ نے گھر آکے من کے بیچ کہا
یہ بھیڑ کب اسمیں مل بیٹھے کچھ بن نہیں آتا کریے کیا
یہ ٹھاٹھ جواب یاں آتا ہے کچھ تمنے اسکا فکر کیا

وہ بولے کیا تدبیر کریں اور کیا کیا اسکا دھیان کریں
آجاوے اتنا ٹھاٹھ جہاں واں کس کس کا سامان کریں

اب یاں سے آگے سنو باتیں ہیں یہ ٹھیک
آئے شیو جس طرح واں دوارے کے نزدیک

جس آن برات آئی در پر یہ خوبی ٹھہری سیدھی
وہ ڈنکے لگتے دھونسے پر دھن کڑنا کی پہنچی
کل زیب براتی چار طرف اور بیچ سواری دولہا کی
سب واہ کریں اور چاہ کریں اور ٹھاٹھ کو دیکھیں گھڑی گھڑی
وہ آتے تھے جو ساتھ لدے اور آتشبازی چھوٹی
اک پہر تلک دروازے پر واں پھول ہی پھول بچھے ایسی
وہ ڈھول بجیں اور ڈفلے بھی نقارے تاشے اور تری

وہ پریاں ناچیں تھنتو پر چھنکاریں پائجیوں کی
دروازے کوٹھے گونج رہے آواز سہانی انکی تھی
تب پیچھے کوٹھوں پر واں دیکھیں زینت اور خوبی
ہوں دیکھ کے صورت دولہا کی ان سب دل سے دولہا ری
مہتاب انار اور پھلجھڑیاں ہاتھی پھول ہوائی خوب کڑی
سب ہاتھی گھوڑے بیل اچھلیں غل شور ہوا اور دھوم مچی
وہ ڈھول طبل جھانجھنی باجے رہے اور گھر میں آگئی ارگی

سب شاد ہوئے خوش وقت ہوئے یہ دیکھ تماشے خوبی کے
کر وصف بہت بلہار ہوئے اس دولہا کی محبوبی کے

اب یاں سے آگے سنو شادی کے رسم اور
جسکی ہر اک رسم سے جی خوشی ہو فی الفور

جب راجہ کے دروازے پر ہوئی آن برات اِس طور کھڑی
جب سمدھی آئے ملنے کو اور من ملاونی کی ٹھہری
جب دولہا ڈیوڑھی بیچ گئے تب نکلی سُندر سو چتری
وہ چاند سا مکھ وہ سہرا وہ پہونچی کنگنا تار زری
کوئی بولا دولہا خوب ملا اس دولہا کی میں بلہاری
کوئی دیکھے ہوئی شاد بہت کوئی وار کے پانی پیتی تھی
اس طور کہیں چھپ چھپ بھی سے جو ہر اک منہ کو دیکھ رہی

سب باجے باجے دیر تلک اور چھوٹی آتشبازی بھی
اس وقت بلایا دولہا کو تو ہووے زینت مندر کی بھی
لے آئیں مندر بیچ دولہا کو تو ہووے زیب مندر کی بھی
وہ روپ سہانا جب دیکھا ہوئی سب کے من کے بیچ خوشی
کوئی بولی میں اس دولہا پر اب واروں من تن کچھ ہوتی
چھن کہکر اُس جا دولہا نے ٹیک اشرفی بھیتری
سب محلوں مندر بیچ ہوئی آنند خوشی اور خوشوقتی

جب بیٹھے دولہا مندر میں من بیچ خوشی کی بات لیے
جمنا سے بیچ برات اُتری وہ ٹھاٹھ خوشی کا ساتھ لیے

اب یاں سے آگے سنو اِس صورت کی بات
جمنا سے میں جسطرح بیٹھی آن برات

جب جمنا سے کے بیچ گئے کچھ بیٹھے جا دالانوں میں
کچھ آن براجے ڈیوڑھی میں مشغول خوشی کی باتوں میں
سنگ ٹھور بچھین کر ناسر بالا اور تری طبلا بجی محلوں میں
اور باجیں نوبت جھانجھ بڑی اور شادی کے رنگ رلیوں میں
کچھ میانے رتھ اور گھوڑے بہلیں آن کھڑی کر یاں ہاتھوں میں
تھے جتنے واں بازار سبھی کچھ اُترے یاں بازاروں میں
جب جگہ نیائی بستی میں کچھ اُترے شہر سوادوں میں

کچھ آنگن بیچ کچھ بیٹھک میں کچھ بیٹھے بالا خانوں میں
کچھ باہر آکر بیٹھ رہے کچھ بیٹھے رتھ اور باتوں میں
ہر جانب چھوٹوں دھوموں باجے نقارے بستے کوچوں میں
کچھ بات سمجھے کان بھری اُن باجوں میں اُن دھوسوں میں
کچھ گھوڑے اُچھلے بیل لڑے کچھ ہاتھی جھومے گلیوں میں
اور جتنے واں تھے باغ لگے کچھ اُترے جا اُن باغوں میں
واں ڈیرے تنبو تان لیے اور بیٹھے خوش ہو باغوں میں

وہ تھے واں جس جا طور اوپر کل قدرت آہنگ ہوئے
کل شور ہوا اور ناچ ہوا اور راگ ہوا اور رنگ ہوا

اب یان سے آگے سنو اُسکا بھی بستار
جس طور سے آنکر ٹھہری وان جیونار

جس وقت براتی بیٹھ چکے تب راجہ نے وان لوگون کو
سب جاکر نوکر جلد چلے اور خیما سے مین کردو
اب تم بھی جیمون ورا انکو دلواؤ جنھین دلواتی ہو
اس بات کو سنکر ہنس بیٹھے ہے خوب یہ اتنی بات سنو
وہ لوگ وان اُٹھا کر خوش ہوتے جیونار یہین لائے دونون کو
اک ڈھیر لوا لا کر بیٹھے پھر چھلے اب کچھ اور رکھو
یہ بات کہی جب راجہ سے تب وہ بھی اپنی سند پہ رکھو

یہ حکم کیا اب خوبی سے ان سب کو جا کر بھوجن دو
یون بولے اب سب کر پاکر جیونار رسند رکھ بیچ چلو
رکھتے ڈھیر مٹھائی کے ورکار رہون جتنے اتنے دو
یہ دو بالک جو بیٹھے ہین تم پہلے انکو جموا دو
تھے جتنے وان انبار لگے اور ڈھیر مٹھائی کے تھے جو
اُن لوگونکے تب ہوش گئے اور بھاگے وان سے لرزان ہو
حیران ہوا اور چپ رہ گئے من بیچ بہت شرمندہ ہو

مغرور ہوئے تھے کہکر یون جا بھوجن کے انبار کرین
سو اُسکی تو یہ شکل ہوئی اب کاہے کو جیونار کرین

اب یان سے آگے سنو خوش ہوکر یہ شان
جیسے دولھا دولھن کے ہوئی پھیرون کے سامان

جب ساعت آئی پھیرونکی تب ٹھہری اُس جا یہ خوبی
کچھ بیٹھے لوگ اِدھر اور اُدھر سب اپنے من بیچ خوشی
جب دولھا دولھن مل بیٹھے تب ریت ہوئی گٹھ جوڑنکی
سب پنڈت بیٹھے سیدھے پڑھین کچھ [illegible]
پھر بال جواہر رنگ بلین ہین جلد ہوا اور رنگی
یہ ساعت نیک [illegible]

گھر بیچ بلایا دولھا کو اور پھیرون کی تیاری کی
جو فرش مقرر ہے اُسپر آ بیٹھے دولھا دولھن بھی
وہ پنڈت آئے ہوم کیا سب لا کر اُسکی چیز رکھی
گنیش کی پوجا کرکے وان پھر پوجا کی نوگرہونکی
اور سب لیے رشتہ بیاہ [illegible] دولھا دولھن [illegible]
اسطور [illegible] ریت جو ہوتی [illegible]

جب پھیرے چار ہوئے آ کر کل عیش و طرب کی دھوم مچی
ہر چار طرف چمکی جھمکی خوشحالی خوبی خوشوقتی

آہر نیت سو سو عیش بھرے اور فرحت سے پہچان ہوئی
ہے جگ میں جو آنند خوشی وہ ظاہر سب اس آن ہوئی

اب یاں سے آگے سنو اور بچن دو چار
آئے باہر شاد ہو دولھا جس اطوار

وہ پھیرے بھی جس وقت ہوئے اس خوبی اور خوشوقتی سے
جو سہیلیاں اور رمعین وان تھیں انہوں نے بھی سب شاد ہوئے

دس روز ہوئے ٹہلے ہیں اور چاؤ بڑے آئے سب کے
شیو باہر آ کے منڈل سے جوں سورج وقت سحر نکلے

وہ چیرا سر پہ چمک رہا وہ مکٹ جڑاؤ بھی مکے
تن باکا جھلکے ہر ساعت اور لعلوں کی مالا چمکے

کچھ کانوں موتی چمکے ہے کچھ مانگ جھلکے بازو کے
سو زیب جھمک سے خوش ہوئے آنند بر اپنے بیٹھے

وہ خوبی سو بھا دولھا کی سب دیکھیں ٹک لوگ کھڑے
سب ہو کر خوش یہ بات کہیں ہے دولھا اور بڑا ٹھاٹھ بڑے

اور دیکھیں اپنی آنکھوں سے ہو جگ میں بھاگ تری جنکے
وہ راجہ رانی شاد بہت اور لوگ خوشی سب گننے کے

وہ چیرا چیری بھی خوشدل اور نوکر چاکر خوش ہیں تمام
اس نگری کے طالع چمکے ان لوگوں کے بھی بخت کھلے

جس طور ہوئی وہ خوشحالی کب اسکی حالت جائے کہی
ہر چار طرف خوشوقتی کے شور ہوئے اور دھوم ہوئی

اب یاں سے آگے سنو بات خوشی آمیز
جو جو راجہ نے دیا اس جا دان دہیز

جس آن ہوئے شیو چلنے کو تب لا کر یہ اسباب دھرے
پوشاکیں رنگین نئی بہتیریں ہر تار طلا جن کا جھمکے

زر زیور کے واں ڈھیر لگے جو باہر ہوئے گنتی سے
وہ موتی ہیرے انمولے وہ لعل زمرد کے ڈلے

وہ کلسے نئے نئے چاندی کے وہ تھال کٹورے سونے کے
وہ فرش سنہرے نقش بھرے جو بچھے بچھاون بیچ پڑے

وہ جوڑے خوب لباسوں کے اور گنتی میں بہتیرے
وہ کنچن جھول جھلکتی کی بناری جنپر اور ہودے
چنڈول جھلکتے وہ جنپر بانات زری کے تھے پردے
وہ رنگیں جھالر دار تھیں وہ بہل بہت اونچے

وہ چیریاں اچھی صورت کی سر پاؤں تلک زیور پہرے
وہ گھوڑے گلگوں شال ہوا اور روز جنپر زین دہرے
رتھ بہلیں اور گھوڑ بہلیں سب ٹھاٹھ چمکتے جنکے تھے
یہ ٹھاٹھ رکھا دروازے پر اور بندی بوجھ اٹھانے کے

تھے جتنے شادی بیاہ نمت سامان جو وان تیار ہوئے
ہر ٹھاٹھ کے وان دروازے پر ہر جانب سو تیار ہوئے

اب یاں سے آگے سنو راجہ نے اُس آن
جو باتیں شیو سے کہیں اُنکا کیا بیان

یہ ٹھاٹھ کیے دھن دولت کے تب راجہ شیو سے یوں بولے
کس لائق ہیں جو دیتے ہم اب سب تمہارے لائق کے
ہیں بھاگ ہمارے بہت بڑے جو چرن تمہارے یہاں دیکھے
تم تھام نہ لیتے جو ہمکو پھر کیسے کیونکر ہم تھمتے
ہم جیسے نہیں کچھ گنتی کی اور تم ہو لاکھوں خوبی کے
ہر وقت ہماری بانہہ رہو کر پا سے اپنی گہتے
تم لاج ہماری رکھنے کو ہر آن رہو کرپا کرتے

کچھ بن نہیں آیا جو ہمسے من بیچ ہوئے ہم شرمندے
تم اچھے جگ میں ایسے ہو جیسے پا ہو لاکھوں ہمسے
اس نگری میں اس منڈل میں تم آئے اپنی کرپا سے
جو کرپا تمنے ہم پر کی کب استت اسکی ہمسے ہے
اس آن دیا جو آپنے کی وہ دیکھی کا ہے کو ہم نے
من بیچ ہوئے ہم بہت خوشی اور بھاگ ہمارے جاگ گئے
جو من میں تھی سو بات کہی اب رہیں کیا ہم آگے

جب راجہ نے یہ بات کہی اور ہر دم ادھک ادھینی کی
تب شیو نے ہنسکر راجہ کے وان من کی بہت تسلی کی

اب یاں سے آگے سنو من اید ھر کو لا کے
پاربتی وان جسطرح گھر سے ہوئی بدا کے

جب شیو نے واں یہ حکم کیا طیاری ہو اب چلنے کی
یہ بات ہما کی سنتے ہی واں گورا کی ماں یوں بولی
من اسکا بہت رکھیو خوشی مت میلا کیجو اسکا جی
یوں کہکر بولی گورا سے مل مجھسے میری پیاری بیٹی
وہ ماں بھی روئی دیکھ اُسے اور دُلہن کی بھی آنکھ بھری
تو آنکھیں رو رو لال نگر میں ہر دم گلے لگی پیاری
پھر آخر واں اُس ستی کو کر پیار بہت سا گھڑی گھڑی

اور آپ مندر سے کے بیچ گئے تو ہو کی بیدا اُن دُلہن کی
سب طور تم اسکے مالک ہو یہ چیری میں نے تمکو دی
پیاری ہے من کی میری اور روشنی میری آنکھوں کی
جب گورا پیاری رو کے گلے واں اپنی ماں کے آ لپٹی
ماں دیکھ کے روئی گورا کو کر پیار اُسے یوں کہتی تھی
کچھ اپنے منکے بیچ نہ لا میں تجھکو جلد بلاؤں گی
چنڈول منگا کر ڈیوڑھی پر واں اُسنے روتی بٹھلائی

سچ پوچھو تو ماں باپ کے تئیں بیٹی سے یاں پیار بہت
جس وقت وہ بیاہی جاتی ہے جب ہوتے ہیں ناچار بہت
اب یاں سے آگے سنو اتنی یہ بھی بات
جیسے واں اس دیس سے شیو کی چلی برات

جب ڈیوڑھی سے چنڈول اُٹھا اور دروازے پر سو جو گئی
اسوقت بہت خوش وقتی سے شیو شنکر بھی سوار ہوئے
اسواری دولہا کی آگے چنڈول دُلہن کا تھا پیچھے
اسباب لیے جو راجہ نے تھے اُسکے جاتے اونٹ لدے
وہ ہاتھی گھوڑے ہر جانب انبار بنی کے سنگ تھے
ہر کوٹھے کوٹھے بھیڑ لگی اور رستے رستے لوگ جمے
جس طور خوشی سے بیاہ کے شیو آئے گھر میں اپنے

بوچھار اتنی کی سر پر گل موتی پھول رہی بکھر
وہ خوبی حشمت چار طرف سب ساتھ براتی ہیں بہتر
وہ باجے لائے ساتھ جو تھے سب باجے ہر دم ساتھ چلے
وہ جتنے چیرا چیری تھے سب تھے اور پیا تو نہیں بیٹھے
اس دیس کے رہنے والے بھی سب دیکھنے نکلے گھر گھر سے
غل شور خوشی کے چار طرف سب دیکھیں ایک دوکا ٹھٹھ جمے
پھر ویسی ہی خوش وقتی سے کیلاس کی اور چلا ہے

یوں ٹھاٹھ ہوا یوں بیاہ ہوا
ڈنڈوت کرو پھر آن نظیر اور ہر دم شیو کی جے بولو

کنھیا جی کی راس

کیا آج رات فرحت و عشرت اساس ہے
ہر گلبدن کا رنگین و زریں لباس ہے
محبوب دلبروں کا بھی جمگھٹ آس پاس ہے
بزم طرب ہے عیش ہے پھولوں کی باس ہے
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

بکھرے پڑے ہیں فرش پہ نقش و زری
بجتے ہیں تال گھنگرو مردنگ کنجری
سکھیاں پھرے ہیں ایسی کہ جوں حور اور پری
سن سن کے اُس کی دھوم بجی ہیں کی بانسری
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

آئے ہیں دھوم سے جو تماشے کو گلبدن
گویا کہ کھل رہے ہیں گلوں کے چمن چمن
کرتے ہیں ترت کنج بہاری بصد پھرت
اور گھنگھروؤں کی تھنگ کے صدا ئیں چھنن چھنن
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

پہونچے ہے آسمان تلک مردنگ کی گمک
آواز گھنگروؤں کی قیامت جھنن جھنک
کرتی ہے مست دل کو مکٹ کی ہر اک جھلک
ایسا سماں بندھا ہے کہ ہر دم الگ ہی لگ
ہر آن گوپیوں کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہاریں آج کنھیا کی راس ہے

حلقہ بنا کے کشن جو ناچیں ہیں ہاتھ جوڑ کے
[illegible]

آکر کسی کو پکڑے ہین دین ہین کسی کو چھوڑ
یہ دیکھ دیکھ کشن کا آپس مین جوڑ جوڑ

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

ناچین ہین اس بہار سے بن ٹھن کے نندلال
سر پر مکٹ براجے ہے پوشاک تن مین لال
ہنستے ہین چھیڑتے ہین ہر اک کو دکھا جمال
سکھیو بھی ساتھ دیکھ سکے یہ کانھ جی کا حال

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

ہے روپ کشن جی کا جو دیکھو بہت انوپ
اور انکے ساتھ جتنے ہے سب گوپیون کا روپ
مہتابیان چھٹتی ہین گویا کھلی ہے دھوپ
اس روشنی مین دیکھئے وہ روپ اور سروپ

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

ہنستی ہوئی جو پھرتی ہین ساتھ انکے گوپیان
ہین انمین رادھکا ایسی کہ تارون مین جیسے چاند
کرتی ہین کرشن جی سے ہر اک آن بان
آپس مین انکے رمز و اشارت کے سو بیان

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

اس شہر مین نظیر جو بیکس غریب ہے
رہتا ہے مست حال مین اپنے فقیر ہے
شب کو گیا تھا راس مین کچھ کرکے راہ جے
جا کر جو دیکھتا ہے تو وان یہ کچھ کرکے جے

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

خاتمة الطبع

نظیر سے ذات خدای کبیر منزہ و مبرا ہے بدلیل اشہد ان لا الہ الا اللہ اسی طرح صفات بےنظیر اسکی خاطر
تقریر و تحریر سے ماورا ہے بقول نبی الامی مصداق شعر ہی ذاتش از تہمت ضد و جنس + غنی ملکش از طاعت جن و انس
پھر کیون نہ محبوب مرغوب القلوب اسکا بھی نظیر اکبرآبادی عالم ہو نام نامی جسکا احمد مجتبیٰ محمد مصطفے صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم ہو اشہد ان محمدا رسول اللہ مصداق مقال پر گواہ شعر حبیب خدا اشرف انبیا + کہ عرش مجید
بش بود متکا + اما بعد ارباب صافی مذاق کو مژدہ طرب افزا ہو کہ اس زمان مسرت اقتران مین
کلیات نظیر اکبرآبادی جسمین مصنف باکمال نے ہزارون طرح کے پند و نصائح کو
چٹکلون اور مثالون مین نظم فرمایا ہے خواب غفلت دنیا کی میٹھی نیند سونے والون کو کس حسن ادب سے
جگایا ہے حق تو یہ ہے کہ اگلے لوگون کا کلام بھی عجب پر تاثیر ہے کہ ہر زمانہ اور ہر وقت مین اسکا مداح
ہر صغیر و کبیر ہو یہی کلیات ہے کہ اگر چشم ظاہر سے اسکو دیکھو تو طرح طرح کی دل لگی کی باتون
اور مذاق کی حکایتون سے مملو ہے اور اگر دیدہ حق بین سے بغور و تامل ملاحظہ ہو تو سراسر دنیاے
ناپایدار کی مذمتون اور چرخ کج رفتار کی شکایتون کا دریا گویا بہ سبو ہے وہ کون دل ہے جسمین
محبت دنیا کا تخم نہ بویا گیا اور وقت درو ثمرہ ناکامی اسکو نہ ملا اور وہ کون سر ہے جسمین الفت
گیتی اور اسکی نیرنگیون کا سودا نہ سمایا اور آخر مین وہ سنگ حوادث سے چکنا چور نہوا الغرض
یہ کلیات صنعت آیات مطبع نامی گرامی منشی **نولکشور** واقع شہر لکھنؤ مین
حسب الحکم معلی القاب عالی جناب منشی **بشن نرائن** صاحب بہادر
مالک مطبع دام اقبالہ ماہ فروری ۱۹۳۲ء باہتمام **کیسری داس**
سپرنٹنڈنٹ دسوین مرتبہ حلیہ طبع اور زیور انطباع سے آراستہ
و پیراستہ ہوا

نام کتاب	قیمت
کلیات وہبی ۔ کاغذ دو قسم	
(۱) کاغذ سفید چکنا ۔	۱۲/
(۲) کاغذ سفید رسمی ۔	۱۰/
دیوان غافل ۔	۶/
دیوان ذوق ۔	۸/
دیوان فدا ۔ جلد ثانی ۔	۹/
دیوان رند ۔	۴/
دیوان غالب ۔	۵/
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب	عہ/
دیوان خواجہ میر درد	۲/
دیوان بہار عرب ۔	[illegible]
بہارستان سخن ۔	۱۰/
دیوان لطف ۔	۳/
دیوان نیاز	۳/
شرح یوسفی دیوان حافظ ۔	۷/
دیوان نعت سروری	۶/
دیوان جرار	۵/
دیوان عاشق	۴/
دیوان ضامن	۳/
مظہر عشق معروف بہ دیوان قلق	۹/

نام کتاب	قیمت
دیوان شائستہ یا سخ ۔	۱۰/
دیوان حمد ایزدی	۴۰/
دیوان چمنستان جوش ۔	۱۰/
دیوان میر حسن ۔	۸/
مجمع الاشعار ۔	۶/
چمن بے نظیر ۔	عہ/
گلدستۂ امانت ۔	۱/
دیوان حیرت ۔	۹/
دیوان سخن دہلوی قلمی	
کاغذ سفید گندہ ۔	[illegible]
" کاغذ رسمی ۔	[illegible]
اکسیر سخن ۔	۵/
دیوان شہیدی ۔	۵/
ریاض اکبر	۳/
گلدستہ حفیظ اللہ خان	[illegible]
ترجمہ شرح قصائد عرفی مترجمہ	
مولوی ابو الحسن	۴/
دیوان سحر سامری حصہ اول و	
دوم یکجائی ۔	[illegible]
دیوان [illegible] ۔	[illegible]